ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ علیہ

★ ناشر ★

میر محمد لقمان برادران

سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

من ابی الزاہد

الیٰ جمیع اولادی واحبابی وتلامذتی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راقم اثیم گکھڑ میں قرآن کریم و حدیث شریف
کا پنجابی میں جو درس دیتا رہا اس درس
قرآن کریم کا بڑی عرق ریزی کے ساتھ اردو میں ترجمہ
مولانا محمد نواز بلوچ صاحب نے کیا جسکی طباعت
کا انتظام الحاج میر محمد لقمان اللہ صاحب
نے اور ان کے بھائیوں نے کیا تھا راقم اثیم
طباعت کے جملہ حقوق انکو دیتا ہے ہاں اگر علمی
طور پر اصلاح کی ضرورت پڑے تو راقم اثیم
کے بچے مثلاً عزیزم زاہد اور عزیزم قارن سلمہما اللہ
تعالیٰ وغیرہ مشورہ دے سکتے ہیں باقی
سب حقوق طباعت جناب میر صاحب
کو دیدیئے ہیں واللہ الموفق

ابو الزاہد محمد سرفراز عفی عنہ
۱۴ صفر ۱۴۲۳ھ
۲۸ اپریل ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ السجدۃ
سورۃ الاحزاب
سورۃ سبا
سورۃ فاطر
سورۃ یٰسین

(مکمل)

جلد ١٦

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (سورۃ السجدہ، الاحزاب، سبا، فاطر، یٰسین، مکمل)

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر حمید

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

تاریخ طباعت ----

قیمت ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالہ

۲) اسلامی کتاب گھر، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آرہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔ حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔ (چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کرو گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔ اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدّ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علماء ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم و فاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

نوٹ: اغلاط کی نشان دہی کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

0300-6450340

پیش لفظ

نحمدہ تبارک وتعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ العزیز پاک وہند وبنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار وزوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات وتنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد ومفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہند ؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ ولگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدو جہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن وحدیث کے علوم وتعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسطہ اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم ومعارف کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض دفعہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آکر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیۂ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور اَن گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (آمین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

یکم مارچ ۲۰۰۲ء

ابو عمار زاہد الراشدی

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تفسیر
سورة السجدة
(مکمل)
جلد............١٦

آیاتہا ۳۰ ۳۲ سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵ رکوعاتہا ۳

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اتاری ہوئی کتاب ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں کوئی شک اس میں مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کی طرف سے ہے اَمْ يَقُوْلُوْنَ کیا کہتے ہیں یہ لوگ افْتَرٰىهُ اس نبی نے یہ کتاب گھڑی ہے اپنی طرف سے بَلْ بلکہ هُوَ الْحَقُّ یہ حق ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے لِتُنْذِرَ تاکہ آپ ڈرائیں قَوْمًا اس قوم کو مَّآ اَتٰىهُمْ نہیں آیا ان کے پاس مِّنْ نَّذِيْرٍ کوئی ڈرانے والا مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تاکہ وہ ہدایت پالیں

اَللّٰهُ الَّذِىْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر مَا لَكُمْ نہیں ہے تمہارے لیے مِّنْ دُوْنِهٖ اس سے نیچے نیچے مِنْ وَّلِيٍّ کوئی حمایتی وَّلَا شَفِيْعٍ اور نہ کوئی سفارش کرنے والا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے يُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہ تدبیر کرتا ہے کام کی مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے اِلَى الْاَرْضِ زمین تک ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ پھر وہ کام لوٹے گا اس کی طرف فِىْ يَوْمٍ اس دن میں كَانَ مِقْدَارُهٗۤ جس کا اندازہ اَلْفَ سَنَةٍ ہزار سال مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اس گنتی کے اعتبار سے جو تم شمار کرتے ہو۔

وجہ تسمیہ :

اس سورۃ کا نام سورۃ سجدہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں چودہ پندرہ مقام ہیں جہاں سجدے آئے ہیں پھر ان سورتوں کا نام سجدہ کیوں نہیں رکھا گیا؟

جواب یہ ہے کہ اس سورۃ میں جس سجدے کا ذکر ہے وہ آدمی رات کو نرم بستر کو چھوڑ کر کرتا ہے جو کافی مشکل ہے کہ آرام و سکون کو چھوڑ کر رب تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو۔ اس لیے اس سورت کا نام سجدہ ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سے پہلے چوہتر سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کا پچھترواں نمبر ہے۔ اس کے تین رکوع اور تیس (۳۰) آیات ہیں۔

الٓمّٓ کے متعلق کئی دفعہ گزر چکا ہے کہ یہ حروف مقطعات میں سے ہے کہ اس کا

ایک ایک حرف ایک ایک لفظ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اور لام سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور میم سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یعنی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی اور جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے اور محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اتاری ہوئی کتاب ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ کوئی شک نہیں ہے مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یہ جو ہمارے سامنے کتاب ہے اصلی بھی ہے اور برکت والی بھی ہے۔ اس کا ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کو سمجھنا بہت بڑی عبادت ہے۔ جب تک مسلمانوں کا اس کتاب کے ساتھ صحیح تعلق رہا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے مسلمانوں کو بہت بلندی پر پہنچایا اور جب سے مسلمانوں نے قرآن کریم سے روگردانی کی ہے اس وقت سے وہ انتہائی پستی میں چلے گئے ہیں۔ مردم شماری کے اعتبار سے مسلمان اس وقت تقریباً ڈیڑھ ارب کے قریب ہیں مگر دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہ قرآن کریم سے دوری کا نتیجہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے دور میں تین دفعہ مردم شماری ہوئی ہے۔ ایک دفعہ صرف پانچ سو تھے دوسری مردم شماری میں چھ سات سو کے درمیان تھے۔ تیسری دفعہ مردم شماری میں پندرہ سو تھے۔

دوسری مرتبہ کی مردم شماری کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا حضرت! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت ہماری تعداد چھ اور سات سو کے درمیان ہے ساری دنیا مل کر بھی ہمیں نہیں مٹا سکتی۔ اندازہ لگاؤ چھ سات سو کی تعداد ہے اور ساری دنیا کا مقابلہ ہو رہا ہے اور آج دنیا مسلمانوں سے بھری ہوئی ہے اور مسلمان ہیں کہ بھاگتے پھر رہے ہیں۔

قرآن کا چیلنج :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ کیا کہتے ہیں یہ کافر لوگ افۡتَرٰىهُ اس نبی نے یہ کتاب گھڑی ہے اپنی طرف سے بَلۡ ایسا نہیں ہوا بلکہ هُوَ الۡحَقُّ وہ حق ہے مِنۡ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے۔ جواب تو اتنا ہی کافی تھا کہ میں نے نہیں بنائی یہ کتاب رب تعالیٰ کی طرف سے ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کو چیلنج کر دیں کہ اگر یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور میں خود بنا کر لایا ہوں تو تم سارے مل کر اس جیسی کتاب لے آؤ اور تم سارے مل کر بھی ایسی کتاب نہیں لا سکتے تو میں اکیلا کیسے بنا سکتا ہوں قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ ''آپ کہہ دیں اگر اکٹھے ہو جائیں انسان اور جنات سارے عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس بات پر کہ وہ لائیں اس قرآن کے مثل لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ تو نہیں لا سکیں گے اس کے مثل وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا اگرچہ بعض ان کے بعض کے مددگار ہوں۔'' [بنی اسرائیل: ۸۸]

پھر اس میں چھوٹ دی کہ اگر تم سارا قرآن اس جیسا نہیں بنا سکتے فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ [ھود: ۱۳] ''تو لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اور بلا لو تم جس کی تم طاقت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔'' قرآن پاک کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں ایک سو چار تمہیں معاف صرف دس سورتیں لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر جس جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو۔ انسانوں کو، جنوں کو، فرشتوں کو لاؤ دس سورتیں۔ مزید چھوٹ دے دی اور فرمایا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ''پس لاؤ تم ایک چھوٹی سی سورت اس جیسی۔'' تین سورتیں سب سے چھوٹی ہیں سورۃ العصر، سورۃ الکوثر اور سورۃ النصر۔ ان کی تین تین آیتیں ہیں۔ تین آیتوں سے کم کوئی سورۃ

نہیں ہے۔اسی لیے فقہائے کرام رحمہم اللہ نے فتویٰ دیا ہے کہ ہر رکعت میں کم از کم تین آیتیں پڑھنی چاہییں۔

تو فرمایا تم کوئی چھوٹی سی سورۃ ہی لے آؤ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ ''اور بلالو اپنے مددگاروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم سچے ہو کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے اور میں خود بنا کر لایا ہوں تو تم سب مل جل کر کوئی چھوٹی سی سورۃ بنالاؤ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا [بقرۃ: ۲۴] ''پھر اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔'' انسان، جنات، فرشتے سارے مل کر بھی، تو پھر یہ شوشے چھوڑنے بند کر دو اور اس کو تسلیم کرو اور جہنم کی آگ سے بچ جاؤ۔ تو فرمایا یہ کتاب حق ہے آپ کے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ کیوں اتاری گئی ہے؟ لِتُنْذِرَ قَوْمًا تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو مَآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے۔ دوسری قوموں اور علاقوں میں تو پیغمبر آتے رہے ہیں بنی اسرائیل میں تقریباً چار ہزار پیغمبر تشریف لائے ہیں۔ ان کے آخری پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے تقریباً پونے چھ سو سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو اسماعیل میں تشریف لائے ہیں۔ بنو اسماعیل میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی صحیح تعلیمات ہزارہا سال تک رہی ہیں۔ ان کی تعلیم میں گڑبڑ کرنے والا سب سے پہلا شخص عمرو بن لُحی بن قمع ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے اڑھائی سو سال پہلے اس شخص نے بت پرستی شروع کی اور کعبۃ اللہ میں ہبل کا بت کھڑا کیا۔ پھر آہستہ آہستہ بت بڑھتے گئے اور ان کی تعداد تین سو ساٹھ ہوگئی۔ یہ شخص اخلاق کا اتنا گرا ہوا تھا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ حاجیوں کے کندھوں سے کنڈی کے ذریعے چادریں اتار لیتا تھا۔ اگر ان کو پتا چل

جاتا تو معذرت کر لیتا کہ بھائی جی! ویسے ہی کنڈی کے ساتھ اٹک گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ ایسے بے وقوف تھے کہ پھر اس کو مانتے تھے۔ لوگوں کا کوئی حال نہیں ہے کوئی غلط سے غلط دعویٰ بھی کرے تو اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اگر وہ غلط ہے تو لوگ اس کے پیچھے کیوں لگے ہیں؟ تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ لوگوں کا کوئی معیار نہیں ہے۔ تم لوگ کپڑے پہن کر بازاروں میں چلتے پھرتے ہو تمہارے پیچھے کوئی نہیں لگتا اگر کپڑے اتار کر ننگے بازار میں جاؤ تو پھر دیکھو کتنے لوگ تمہارے پیچھے لگتے ہیں۔ (ہنستے ہوئے فرمایا) محض اس بات (یعنی ننگے ہونے) سے مقبولیت نہیں ہوئی۔ یعنی ننگا ہونا تو مقبولیت کی دلیل نہیں ہے۔ تو فرمایا ڈرائیں آپ اس قوم کو جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ تاکہ وہ ہدایت پالیں راہ راست پر آ جائیں۔

سب سے پہلی بات توحید ہے یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں انہوں نے پہلا سبق ہی یہ دیا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود، مشکل کشا اس کے سوا'' اور ہر نبی کے کلمے کا پہلا جز ہے لا الٰہ الا اللہ۔ آگے پھر آدم صفی اللہ اور کسی دور میں ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ اور اب آخر میں محمد رسول اللہ ﷺ۔

دلائل توحید :

تو اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان فرمائے ہیں اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے۔ آسمانوں میں چاند، سورج، ستارے اور

فرشتے ہیں اور زمینوں میں انسان، جنات، حیوانات اور بے شمار مخلوقات ہیں اور جو کچھ پیدا کیا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں پیدا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ ایک لمحے میں بھی تو کر سکتے تھے مگر چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ تمام مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ چھ دنوں میں پیدا کیا مخلوق کو بتلانے کے لیے کہ اس جہان کی بنیاد تدریج پر ہے نظام زندگی آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ ہر چیز نے آہستہ آہستہ عروج پر پہنچنا ہے۔ میں نے خالق ہو کر ہر چیز کو تدریجاً پیدا کیا ہے تمہیں تعلیم دینے کے لیے کہ کسی کام میں جلدی نہیں کرنی ہر کام تدریج کے ساتھ ہونا چاہیے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اَلْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطٰنِ "جلد بازی شیطان کا کام ہے۔" قول ہو یا فعل کسی شے میں جلدی نہ کرو۔ بات زبان سے نکالنے سے پہلے سوچو، کام کرنے سے پہلے سوچو، پیاروں سے مشورہ کرو، استخارہ کرو پھر کام شروع کرو۔ جلد بازی سے کام نہ لو۔ چھ دنوں سے مراد چھ دنوں کا وقفہ ہے ورنہ اس وقت نہ چاند تھا، نہ سورج تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی۔

استوٰی علی العرش کا مطلب :

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر، بیٹھا عرش پر۔ یاد رکھنا! ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کیسے قائم ہوا، کیسے بیٹھا؟ امام دار الہجرت امام مالک رحمہ اللہ مسجد نبوی میں پڑھا رہے تھے جب یہ آیت کریمہ آئی تو شاگردوں نے کہا کہ حضرت ہمیں سمجھائیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کس طرح قائم ہے؟ مطلب یہ کہ مثلاً میں مصلے پر بیٹھا ہوں اور تم اس وقت قالینوں پر بیٹھے ہو کوئی کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے، کوئی پلنگ پر بیٹھتا ہے، کوئی چٹائی پر، تو اللہ تعالیٰ کس طرح مستوی ہے؟ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِہٖ وَاجِبٌ وَّ کَیْفِیَّتُہٗ مَجْھُوْلَۃٌ وَالسُّوَالُ عَنْہُ بِدْعَۃٌ "اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ

عرش پر مستوی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے یعنی ہمیں معلوم نہیں ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔'' یعنی اس کے متعلق خواہ مخواہ کی بحث کرنا بدعت ہے۔

بس یہ ایمان رکھو کہ وہ عرش پر مستوی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ عرش پر قائم ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ماننا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ بھی ہے ہُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ''وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔'' اور اٹھائیسویں پارے میں ہے مَايَكُوْنُ مِنْ نَجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا [المجادلة: ۷] ''نہیں ہوتا کوئی مشورہ تین آدمیوں کا مگر اللہ تعالیٰ چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ آدمیوں کا مگر چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوں۔'' علم کے لحاظ سے، قدرت کے لحاظ سے، ذات کے لحاظ سے جو رب تعالیٰ کی شان کے لائق ہے ساتھ ہونا اس طرح وہ ہر ایک کے ساتھ ہے اور اتنا قریب ہے کہ فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [سورۃ ق] ''ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے شہ رگ سے۔'' جس کو رگِ جان بھی کہتے ہیں۔ جو دل سے دماغ تک جاتی ہے کہ اگر وہ کٹ جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے باوجود تم رب تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس کو دیکھنا ہو تو اس کی قدرتوں کو دیکھو۔ زمین کو اور آسمان کو دیکھو، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھو، حیوانات کو دیکھو، انسانوں کے الگ الگ ماڈل اور شکلوں کو دیکھو۔

فرمایا مَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ نہیں ہے تمہارے لیے اس سے نیچے نیچے کوئی حمایتی وَّلَا شَفِيْعٍ اور نہ کوئی سفارشی۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش بھی

نہیں کر سکے گا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ [بقرۃ:۲۵۵] ''کون ہے جو اس کے سامنے سفارش کرے اس کی اجازت کے بغیر۔''

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر خدا کی مخلوق میں اور کوئی بلند ذات نہیں ہے مگر آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفارش کریں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسے مشرکوں نے عقیدے بنا رکھے ہیں هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ''کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں ہمارے کام کروا دیں گے ایسا نہیں ہے۔'' رب تعالیٰ قادر مطلق ہے سب کچھ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ رب ہی آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اس کے بغیر تمہارا کوئی حمایتی نہیں ہے نہ کوئی سفارش کر سکتا ہے۔ یہ موٹی موٹی باتیں بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتیں۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہ تدبیر کرتا ہے کام کی مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ آسمان سے زمین تک۔ آسمان سے لے کر زمین تک تمام کاموں کی تدبیر کرنے والا صرف رب تعالیٰ ہے اور رب تعالیٰ کی اس صفت کو مشرک بھی مانتے ہیں۔ سورہ یونس آیت نمبر ۳۱ میں ہے ان سے پوچھیں مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ اور کون ہے جو کام کی تدبیر کرتا ہے فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ یقیناً کہیں گے یہ لوگ کہ اللہ ہی ہے۔ تدبر کا معنیٰ ہے انتظام کرنا۔ کسی کو دینا، کسی سے لینا، کسی کو بیمار کرنا، کسی کو تندرست کرنا، کسی کا رزق بڑھانا، کسی کا رزق گھٹانا، کسی کو بادشاہ بنانا، کسی کو گدا بنانا، یہ سب کچھ صرف رب ہی کرتا ہے۔ لیکن لوگوں نے مخلوق کو مدبّر بنایا ہوا ہے۔

احمد رضا خان بریلوی کا غلو :

پھر یہ بات کوئی معمولی آدمی کہتا تو اس کے متعلق کہا جا سکتا تھا کہ ان پڑھ آدمی نے یہ بات کہی ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ بات احمد رضا خاں صاحب نے کہی ہے جس کو

بریلوی لوگ امام سے بھی آگے بڑھا کر پیش کرتے ہیں۔اس نے اپنی کتاب حدائق بخشش حصہ دوم میں لکھا ہے......

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

احد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔شعر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کن مکن کے اختیارات آنحضرت ﷺ کو دے دیئے اور آنحضرت ﷺ نے کن مکن کے اختیارات سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو الاٹ کر دیئے ہیں۔

اور حدائق بخشش حصہ دوم صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے......

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اندازہ لگاؤ اللہ تعالیٰ کی یہ اہم صفت بھی اس کے لیے نہیں چھوڑی۔پھر یہاں تک غلو کیا کہ اپنی کتاب ''الامن والعلیٰ'' کے صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے کہ آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ حضور سیدنا غوث اعظم پر سلام نہ کرے۔یعنی ان سے اجازت نہ لے۔سوال یہ ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت ۴۹۵ھ میں اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی ہے۔تو ۴۹۵ھ سے پہلے سورج چڑھتا تھا یا نہیں؟اگر طلوع ہوتا تھا اور یقیناً ہوتا تھا تو کس کو سلوٹ مارتا تھا؟غلو بری شے ہے۔اور اگر یہ شرک نہیں ہے تو پھر دنیا میں شرک ہے ہی نہیں۔اوخدا کے بندے!مدبر امر صرف رب تعالیٰ ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ''جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلیل کرے۔''جس کو چاہے بادشاہ بنائے جس کو چاہے گدا بنائے رب تعالیٰ کے کارخانے میں کوئی دخیل نہیں ہے۔تو فرمایا تدبیر کرتا

ہے کام کی آسمان سے زمین تک۔ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ پھر وہ کام لوٹے گا اس کی طرف فِيْ يَوْمٍ اس دن میں كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ جس کی مقدار ہزار سال ہے مِمَّا تَعُدُّوْنَ اس گنتی کے اعتبار سے جو تم شمار کرتے ہو۔

ہر شے محفوظ ہو رہی ہے سب کچھ سامنے آجائے گا اور قیامت والے دن کا مدبر بھی وہی ہے۔ آج تو کہتے ہیں میری بادشاہی، میری حکومت، میری وزارت، یہ تیری میری کے وہاں جھگڑے نہیں ہوں گے وہاں صرف اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہوگی۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے " لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ " بتلاؤ کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن۔" بس یہی آواز آئے گی لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ [مومن:١٦] "اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو اکیلا ہے قہار ہے۔" یہ بات بھی سمجھ لیں کہ اس مقام پر مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ کہا ہے اور سورہ معارج میں فرمایا كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ "جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔" تو یہ مجرموں کے اعتبار سے ہوگا کہ چھوٹے مجرموں کو ہزار سال معلوم ہوگا اور بڑے مجرموں کے لیے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ جو محض کافر ہے اس کے لیے ہزار سال کا دن ہوگا اور جو کافر گر ہے دوسرے کو کافر بناتا ہے اس کے لیے پچاس ہزار سال کا دن ہوگا۔

اس کو آپ یوں سمجھیں کہ صحت مند آدمی رات کو سویا۔ اس کو گھنٹوں کی رات منٹوں کی طرح لگتی ہے کہ ابھی سویا اور ابھی جاگا اور جس کے جوڑ جوڑ میں درد ہے اس کو رات لمبی نظر آئے گی اور وہ یہ کہے گا کہ میں نے رات کیا گزاری سال گزارا ہے۔ رات اتنی ہی ہے لیکن ایک کے حق میں منٹوں کے برابر اور دوسرے کے حق میں سال کے برابر۔ تو یہ مجرموں کے اعتبار اور حساب سے ہوگا۔ اور مومنوں کے بارے میں آتا ہے حضرت ابو سعید

خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومنوں کے لیے وہ وقت اتنا ہوگا کَوَقْتِ صَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ "جیسے ایک فرض نماز کا وقت۔" اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے حق فرمایا ہے اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ۝ قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وہی ذات عالم الغیب وَالشَّهَادَةِ اور حاضر چیزوں کو جاننے والی ہے الْعَزِيزُ غالب ہے الرَّحِيمُ نہایت رحم کرنے والا ہے الَّذِي وہ ذات ہے أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ جس نے اچھا کیا ہے ہر چیز کو خَلَقَهُ جس کو اس نے پیدا کیا ہے وَبَدَأَ اور اس نے ابتدا کی خَلْقَ الْإِنسَانِ انسان کی پیدائش کی مِن طِينٍ گارے سے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ پھر بنایا اس کی نسل کو مِن سُلَالَةٍ خلاصے اور نچوڑ سے مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ حقیر پانی کے ثُمَّ سَوَّاهُ پھر برابر کیا اس کو

وَنَفَخَ فِيْهِ اور پھونکی اس میں مِنْ رُّوْحِهٖ اپنی طرف سے روح وَ جَعَلَ لَكُمُ
السَّمْعَ اور بنائے اس اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان وَالْاَبْصَارَ اور آنکھیں
وَالْاَفْئِدَةَ اور دل قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ بہت تھوڑا تم شکر ادا کرتے ہو وَ قَالُوْآ
اور کہا انہوں نے ءَاِذَا ضَلَلْنَا کیا جس وقت ہم خلط ملط ہو جائیں گے فِي
الْاَرْضِ زمین میں ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا بے شک ہم نئی پیدائش میں پیدا
کیے جائیں گے بَلْ هُمْ بلکہ وہ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات کے
كٰفِرُوْنَ منکر ہیں قُلْ آپ کہہ دیں يَتَوَفّٰكُمْ جان نکالتا ہے تمہاری مَّلَكُ
الْمَوْتِ موت کا فرشتہ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ جو مسلط کیا گیا ہے تم پر ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
تُرْجَعُوْنَ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے وَلَوْ تَرٰى اور اگر آپ
دیکھیں اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ جس وقت کہ مجرم نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ جھکائے ہوئے
ہوں گے اپنے سروں کو عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے ہاں (اور کہیں گے) رَبَّنَآ
اَبْصَرْنَا اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا وَ سَمِعْنَا اور ہم نے سن لیا
فَارْجِعْنَا پس ہمیں لوٹا دے (دنیا کی طرف) نَعْمَلْ صَالِحًا تاکہ ہم اچھے عمل کریں
اِنَّا مُوْقِنُوْنَ بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں وَلَوْ شِئْنَا اور اگر ہم چاہیں لَاٰتَيْنَا
كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا تو دے دیں ہر نفس کو اس کی ہدایت وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ لیکن
لازم ہو چکی ہے بات مِنِّيْ میری طرف سے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ ضرور بھروں گا
میں جہنم کو مِنَ الْجِنَّةِ جنات سے وَالنَّاسِ اور انسانوں سے اَجْمَعِيْنَ اکٹھے۔

ربط آیات :

اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کو پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اور آسمان سے لے کر زمین تک تدبیر بھی وہ خود ہی کرتا ہے۔ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہی ذات ہے عالم الغیب والشہادۃ۔ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور شہادۃ کا مطلب ہے کہ جو چیزیں مخلوق کے سامنے ہیں رب ان کو بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ یعنی عالم الغیب کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ رب تعالیٰ سے جو چیز غائب ہے۔ اس سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ تمام مفسرین رحمہم اللہ معنیٰ کرتے ہیں مَا غَابَ عَنِ الْخَلْقِ "جو چیز مخلوق سے غائب ہے رب تعالیٰ اس کو جانتا ہے والشھادۃ اور جو چیز مخلوق کے سامنے ہے رب تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے۔" الْعَزِيْزُ غالب ہے الرَّحِيْمُ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس سے زیادہ مہربان اور کون ہو سکتا ہے؟ وہ رحمٰن بھی ہے رحیم بھی ہے۔ الَّذِىْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ جس نے اچھا کیا ہر چیز کو جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔

تخلیق انسانی :

انسان کو دیکھو کہ اس کے اعضاء اعتدال کے ساتھ جہاں جہاں مناسب تھے وہاں وہاں لگائے ہیں عین فطرت کے مطابق۔ اگر ایک آنکھ بندے کی اتنی ہی ہوتی جتنی ہے اور دوسری بھینس کی آنکھ کے برابر ہوتی، ایک بازو اتنا ہوتا جتنا ہے اور دوسرا گھوڑے کی ٹانگ کے برابر لمبا ہوتا، ایک ٹانگ اتنی ہوتی اور دوسری ستون کے برابر لمبی ہوتی، وہ قادر مطلق ہے کر سکتا تھا پھر شکل کیا بنتی؟ مگر اس نے ہر عضو کو موزوں اور مناسب رکھا فِىْٓ اَىِّ صُوْرَةٍ

مَا شَآءَ رَكَّبَكَ [سورۃ انفطار] ''جس صورت میں رب نے چاہا رب تعالیٰ نے اسی طرح بنا دی۔'' اسی طرح باقی چیزوں کو دیکھ لو۔ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ اور اس نے ابتدا کی انسان کی پیدائش کی گارے سے۔ خشک مٹی کو تراب کہتے ہیں اور طین گارے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ساری زمین سے خشک مٹی لی پھر اپنے دست قدرت سے اس کو گوندھا پانی ڈال کر پھر اس کو خشک کیا اس طرح کہ وہ بجتا تھا کَالْفَخَّارِ ٹھیکری کی طرح۔ اس کو صَلْصَال بھی کہتے ہیں بجنے والی مٹی۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا وجود بنایا ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ پھر بنایا انسان کی نسل کو مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ حقیر پانی کے خلاصے اور نچوڑ سے۔ شہوت کے ساتھ بدن سے نکلے تو سارا بدن ناپاک ہو جاتا ہے۔ کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا ناپاک۔ اس ناپاک قطرے سے پھر سارے قطرے سے بھی نہیں بلکہ اس میں جو جراثیم ہوتے ہیں ان سے انسان کو پیدا فرمایا۔

سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں انسان سے بڑھ کر کوئی عجیب شے نہیں ہے کہ کس قطرے سے اس کو پیدا کیا اور کیا بنا دیا۔ کاش کہ انسان اپنی حقیقت سمجھے کہ میں کیا ہوں؟ تو فرمایا پھر بنائی رب تعالیٰ نے انسان کی نسل حقیر پانی کے نچوڑ سے ثُمَّ سَوّٰهُ پھر اس کو برابر کر دیا۔ اس کے اعضاء برابر کر کے اس کی شکل بنائی، ڈھانچا تیار کیا وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ اور پھونکی اس میں روح اپنی طرف سے۔ کہتے ہیں کہ چار ماہ میں ماں کے پیٹ میں بچے کا جسم تیار ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ اس میں روح پھونک دیتا ہے اور بچہ نقل و حرکت شروع کر دیتا ہے اور تقریباً پانچ ماہ تک اس کے بعد ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ نہ وہاں سانس لینے کی جگہ ہے اور نہ خوراک کا انتظام ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ سے ایک رگ (ناڑو) اس کی ناف کے ساتھ

جوڑ دیتے ہیں جس کے ذریعے اس کو خوراک پہنچتی رہتی ہے۔ اس کو اگر ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد ہوا نہ ملے تو زندہ نہیں رہ سکتا مگر وہاں زندہ رہا۔ اگر کوئی رب تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا چاہے تو سمجھنا آسان ہے۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ رحم میں بچہ بند ہوتا ہے کوئی سوراخ نہیں ہوتا مگر فرشتہ روح پھونکنے کے لیے وہاں بھی پہنچ جاتا ہے اور کئی بچے ماں کے پیٹ ہی میں مر جاتے ہیں جان نکالنے والا بھی وہاں پہنچ جاتا ہے۔ فرشتوں کے لیے یہ دیواریں ایسے ہی ہیں جیسے پرندوں کے لیے ہوا۔ دیکھو! قبر پر کتنی مٹی ڈالی جاتی ہے؟ ابھی لوگ وہیں کھڑے ہوتے ہیں کہ تُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِہٖ ''اس کی روح اس کے وجود میں لوٹائی جاتی ہے۔'' اتنی مٹی ڈالنے کے باوجود فرشتے روح لے کر پہنچ جاتے ہیں اور منکر نکیر بھی سوال جواب کے لیے پہنچ جاتے ہیں، علیہم السلام۔ اور سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ، مَنْ نَبِيُّكَ، مَا دِيْنُكَ ۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف میں باب قائم کیا ہے اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ ''بے شک میت جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے۔'' یعنی جب لوگ دفن کرنے کے بعد واپس جاتے ہیں۔ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ تو فرشتوں کے لیے مٹی اور دیواریں ہوا کی طرح ہیں جیسے ہوا پرندوں کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کا شکر :

فرمایا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ اور بنائے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کان جن کے ساتھ تم سنتے ہو وَالْاَبْصَارَ اور تمہارے لیے آنکھیں بنائیں جن کے ساتھ تم دیکھتے ہو وَالْاَفْئِدَةَ اور دل بنائے۔ اَفئدہ فُؤاد کی جمع ہے۔ اور تمہارے لیے دل بنائے جن کے ساتھ تم سمجھتے ہو۔ رب تعالیٰ کے علاوہ یہ چیزیں اور کون دے سکتا ہے؟ قَلِيْلًا مَّا

تَشْکُرُوْنَ بہت تھوڑا تم شکرادا کرتے ہو۔سورۃ سبا آیت ۱۳ میں ہے وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ’’اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں سے شکرادا کرنے والے۔ اس کا اندازہ تم اس سے لگالو کہ اِس وقت (جس سال حضرت نے یہ درس دیا) تقریباً چالیس ہزار کی آبادی ہوگی لیکن صبح کی نماز کی حاضری تمام مسجدوں کی ملاکر ہزار بھی نہیں ہو گی۔لوگ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔جب ڈیوٹی پر جانا ہوگا اور پیشاب پاخانہ تنگ کرے گا،ناشتے کا وقت ہوگا تب آنکھیں ملتے ہوئے اٹھیں گے۔یہ شہر کی حالت ہے جہاں کچھ ماحول ہے اور دیہات کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔اور جو غیر مسلموں کے علاقے ہیں جہاں خدا کا نام ہی نہیں ہے وہاں اس کو کون یاد کرے گا؟ رب تعالیٰ کا ارشاد بالکل بجا ہے کہ تم بہت کم شکرادا کرتے ہو۔ وَ قَالُوْآ اور کہا ان کافروں نے۔کیا کہا؟ ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ کیا جس وقت ہم خلط ملط ہو جائیں گے،رَل مل جائیں گے زمین میں ،خاک ہو جائیں گے،ہمارے اجزاء زمین کے اجزاء کے ساتھ رل مل جائیں گے ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ کیا بے شک ہم نئی پیدائش میں پیدا کیے جائیں گے۔یعنی ان کے لیے یہ بڑی عجیب چیز تھی کہ ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی،انسان زمین میں رل مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا۔تعجب کے مارے پوچھتے تھے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ [سورۃ یٰسین] ’’کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ’’آپ کہہ دیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ زندہ کیا ہے۔‘‘ پہلی مرتبہ زندہ کرنے کا تو تم بھی انکار نہیں کرتے۔اپنی خلقت کا انکار بھی نہیں کر سکتے تھے۔

فرمایا بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ کٰفِرُوْنَ بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر

ہیں۔ کہتے ہیں کوئی قیامت نہیں ہے اور جو آدمی قیامت کا منکر ہوگا نہ اس میں نیکی کا جذبہ پیدا ہوگا اور نہ برائی سے بچنے کا جذبہ ہوگا۔ ان چیزوں کا احساس اور فکر تو اس کو ہوگا جس کو پتا ہو کہ میرا امتحان ہونا ہے۔ جس کو امتحان کا فکر ہو تیاری تو اس نے کرنی ہے، محنت تو اس نے کرنی ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ میں نے تجھے بندہ بنایا تو نے بندوں والا کون سا کام کیا؟ میں نے تجھے اعضاء دیئے، جوانی دی، صحت دی، تو نے ان کو کہاں خرچ کیا؟ تندرستی سے کیا فائدہ اٹھایا؟ میں نے تجھے فراغت دی تھی تو نے وقت کہاں خرچ کیا؟ میں نے ان سوالوں کا جواب دینا ہے پھر تیاری بھی کرے گا۔ دیکھو! یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اگر وہ چھین لے تو اس کو کون روک سکتا ہے؟ اور دنیا کی کوئی طاقت یہ نعمتیں دے بھی نہیں سکتی لہٰذا ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اِس پر اُس کا وعدہ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ "اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دوں گا لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ [ابراہیم: ۷] اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔" صحیح معنٰی میں تو ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ ہم یہ جو سانس لیتے ہیں جس سے دن رات ہماری نبض چلتی ہے ہم تو اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور حال یہ ہے کہ ہمیں اس نعمت کا احساس ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ جان نکالتا ہے تمہاری موت کا فرشتہ جو مسلط کیا گیا ہے تم پر ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام عزرائیل علیہ السلام کے سپرد کیا ہے وہ اس محکمہ کے انچارج ہیں۔ ان کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں لیکن موت کے وقت کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ عین موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم ملتا ہے اور وہ جان نکال لیتے ہیں

اور اس میں نہ وہ کوتاہی کرتے ہیں اور نہ ان سے بھول چوک ہوتی ہے۔ ایک لحہ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی۔ یہ جو بعض لوگوں نے کہانیاں بنائی ہوئی ہیں کہ فرشتے نے اس نام کے دوسرے آدمی کی جان نکال لی یہ بالکل بے حقیقت اور غلط باتیں ہیں۔ فرشتہ نہ بھولتا ہے اور نہ اس کو غلطی لگتی ہے۔

روزِ قیامت کافروں کی حالت :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ تَرٰٓى اور اگر آپ دیکھیں اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ جس وقت کہ مجرم جھکائے ہوئے ہوں گے اپنے سروں کو عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے سامنے (اور کہیں گے) رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا اے ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا وَ سَمِعْنَا اور سن لیا ہم نے فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پس ہمیں لوٹا دے دنیا کی طرف تاکہ ہم اچھے عمل کریں۔ وہاں منتیں کریں گے کہیں گے اِنَّا مُوْقِنُوْنَ بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ ہمیں یقین آ گیا ہے۔ اس وقت یقین کا کیا معنی؟ اس وقت یقین کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اب یقین کرو اور اچھے عمل کرو، برائیوں سے باز آ جاؤ اگلے جہان افسوس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اور اپنے ہاتھ کاٹ کھائیں گے وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ "جس دن کاٹیں گے ظالم لوگ اپنے ہاتھوں کو يَقُوْلُ کہیں گے يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا کاش کہ میں پکڑتا رسول کے ساتھ راستہ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا [فرقان: ۲۸] اے خرابی کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔"

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا اور اگر ہم چاہیں تو دے دیں ہر نفس کو اس کی ہدایت۔ یعنی سب کو ہدایت پر مجبور کر دیں۔ ان میں سے برائی کا مادہ ختم کر دیں۔ جیسے

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے معصوم بنایا ہے اسی طرح اگر وہ چاہے تو تمام نفوس انسانیہ کو اور تمام نفوس جنات کو ہدایت دے سکتا ہے کہ ان میں سے کفر کا مادہ ہی نکال دے لیکن ایسا کرے گا نہیں۔ کیونکہ پھر امتحان ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں اور کر سکنا اور چیز ہے، کرنا اور چیز ہے۔ پندرھویں پارے میں گزر چکا ہے وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ [بنی اسرائیل:۸۶] ''اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جو وحی بھیجی ہے ہم نے آپ کی طرف۔'' اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے مگر نہ چھینی ہے اور نہ چھینے گا۔ تو کرنا اور چیز ہے، کر سکنا اور چیز ہے۔ رب تعالیٰ چاہے تو سب کو ہدایت دے سکتا ہے جبراً لیکن اگر ایسا کرے تو اختیار ختم ہو جائے گا۔ اس نے انسان کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جو چاہے اپنے ارادے سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنے ارادے اور اختیار سے کفر اختیار کرے۔'' اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ دیا ہے، قوت اور طاقت دی ہے، انسان اپنی نیکی اور بدی میں مختار ہے۔

اختلافی مسائل :

دو تین مسئلے اختلافی ہیں وہ سمجھ لیں۔

① ...... ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ خلاف واقعہ بول سکتا ہے یا نہیں؟

خلاف واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً اس وقت تم سارے بیٹھے ہو اور میں کہوں کہ نہیں تم کھڑے ہو۔ یہ خلاف واقعہ ہے۔ تو کیا اس کے بولنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے یا نہیں؟ اہل حق کہتے ہیں کہ قادر ہے، قدرت رکھتا ہے مگر نہ خلاف واقعہ اس نے بولا ہے نہ بولتا ہے اور نہ بولے گا۔ معتزلہ، خارجی، رافضی اور بریلوی کہتے ہیں کہ رب کو ایسی قدرت ہی نہیں ہے۔

②...... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ مثلاً ابوجہل، ابولہب کو جنت میں بھیجنا چاہے تو بھیج سکتا ہے یا نہیں؟

اہل حق کہتے ہیں کہ بھیج سکتا ہے مگر بھیجے گا نہیں کہ اس نے فرمایا ہے جنت کافروں پر حرام ہے۔ مگر شیعہ رافضی، خارجی، بریلوی اور معتزلہ کہتے ہیں کہ نہیں بھیج سکتا۔ رب تعالیٰ کو اس پر قدرت نہیں ہے۔

③...... تیسرا مسئلہ امکانِ نظیر کا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ جیسی شخصیت پیدا کرنے پر قادر ہے یا نہیں؟

اہل حق کہتے ہیں کہ قادر ہے، پیدا کر سکتا ہے۔ مگر نہ تو آنحضرت ﷺ کی نظیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور نہ ہی پیدا کرے گا۔

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اور یہ سارے فرقے کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ کو قدرت ہی نہیں ہے اور اس پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بھئی! تم نے رب تعالیٰ کی قدرت کو محدود کر دیا ہے۔ کرنا اور چیز ہے اور کر سکنا اور چیز ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شاہ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ یہ بتلائیں کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک ترین آدمی کو دوزخ میں بھیج سکتا ہے؟ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بھی فاروقی ہے یہ سید نہیں ہیں۔ تو مجدد صاحب جلال میں آگئے اور فرمایا اے پوچھنے والے...... ''اگر ہمہ را بہ دوزخ فرستاد جائے اعتراض نیست۔'' اگر اللہ تعالیٰ تمام نیکوں کو دوزخ میں بھیج دے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

مگر بھیجے گا نہیں۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کریمہ کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اس مسئلے پر کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ مگر نہ وہ خلاف واقعہ بولے گا نہ مشرکوں، کافروں کو جنت میں بھیجے گا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر پیدا فرمائے گا۔ کرنے اور کرسکنے میں بڑا فرق ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو ہدایت دے سکتے ہیں وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لیکن لازم ہوچکی ہے بات میری طرف سے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ البتہ میں ضرور پُر کروں گا جہنم کو مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ جنات اور انسانوں سے اکٹھے۔ یعنی وہ اپنی مرضی سے نیکی اور بدی کریں گے اپنی مرضی سے ایمان لائیں گے اور اپنی مرضی سے کفر اختیار کریں گے جس کے نتیجے میں دوزخ میں جائیں گے۔ رب تعالیٰ زبردستی کسی پر نہیں کرتا۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا
يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ
نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾
اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ
يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾

فَذُوْقُوْا پس چکھو تم بِمَا اس چیز کا مزہ نَسِيْتُمْ جو تم نے بھلا دیا تھا لِقَآءَ
يَوْمِكُمْ هٰذَا اپنے اس دن کی ملاقات کو اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ بے شک ہم نے بھی تم
کو بھلا دیا ہے وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ اور چکھو تم ہمیشہ کا عذاب بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ اس کے بدلے میں جو تم عمل کرتے تھے اِنَّمَا پختہ بات ہے يُؤْمِنُ
بِاٰيٰتِنَا ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر الَّذِيْنَ وہ لوگ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا جب
یاد دہانی کرائی جاتی ہے ان آیتوں کے ذریعے خَرُّوْا سُجَّدًا گر پڑتے ہیں

سجدے میں وَ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اور تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد
کے ساتھ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر نہیں کرتے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ الگ
رہتے ہیں ان کے پہلو عَنِ الْمَضَاجِعِ بستروں سے يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ پکارتے
ہیں اپنے رب کو خَوْفًا خوف کرتے ہوئے وَّ طَمَعًا اور طمع کرتے ہوئے وَّمِمَّا
اور اس چیز میں سے رَزَقْنٰهُمْ جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے يُنْفِقُوْنَ خرچ
کرتے ہیں فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ پس نہیں جانتا کوئی نفس مَّآ اس چیز کو اُخْفِيَ
لَهُمْ جو ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہے مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک جَزَآءً
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بدلہ اس چیز کا جو وہ عمل کرتے تھے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا کیا
پس وہ شخص جو مومن ہے كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا اس کی طرح ہوگا جو فاسق ہے
لَا يَسْتَوٗنَ یہ برابر نہیں ہیں اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فَلَهُمْ پس ان کے لیے ہے
جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ٹھکانا جنتیں نُزُلًا مہمانی ہوگی بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس چیز کے
بدلے جو وہ عمل کرتے تھے وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا اور بہرحال وہ لوگ جنہوں نے
نافرمانی کی فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ پس ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا جب کبھی
وہ ارادہ کریں گے اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ کہ اس سے نکل جائیں اُعِيْدُوْا فِيْهَا تو
لوٹا دیے جائیں گے اس میں وَ قِيْلَ اور کہا جائے گا لَهُمْ ان کو ذُوْقُوْا چکھو
عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب الَّذِيْ وہ عذاب كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ جس کو تم

جھٹلاتے تھے۔

ربطِ آیات :

کل کے سبق کی آخری آیت کریمہ میں تم نے پڑھا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ البتہ ضرور بھروں گا میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے اکٹھے۔ تو جس وقت یہ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو کہا جائے گا فَذُوْقُوْا پس چکھو تم بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اس چیز کا مزہ کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو۔ آج اس کا بدلہ چکھو۔

ملحدین کا اعتراض اور اس کا جواب :

بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ انسانوں کو دوزخ میں سزا کا ہونا تو سمجھ آتا ہے کیونکہ انسان خاکی ہیں اور دوزخ نار۔ لیکن جنات تو ناری ہیں تو آگ کو آگ میں کیا سزا ہوگی۔ قرآن کریم میں نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ سورۃ حجر آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ "اور جنوں کو ہم نے پیدا کیا اس سے پہلے آگ کی لو سے۔" سورۃ ص آیت نمبر ۷۶ میں ہے خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ "آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔" میں اس کو سجدہ کیوں کروں؟

تو ملحد کہتے ہیں کہ آگ کو آگ میں کیا سزا ہوگی؟ آسان جوابوں میں سے ایک جواب یہ ہے کہ محققین فرماتے ہیں جنات کو دنیا کی آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہوگی۔ تو اس تیز آگ کے مقابلے میں اس دنیا کی آگ کی کیا حیثیت ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ جہنم کے ایک

طبقے نے دوسرے طبقے کا شکوہ کیا اے پروردگار! اس کی حرارت اور تپش مجھے کھا گئی۔ اتنا تفاوت اور فرق ہے ایک طبقے کا دوسرے طبقے سے کہ ایک طبقہ دوسرے طبقے کا شاکی ہے۔ لہٰذا جو دنیا کی آگ سے پیدا ہوئے ہیں ان کو جہنم کی آگ میں سزا ہونے پر کوئی اشکال نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہنم میں ایک طبقہ زمہریر ہے یہ بالکل ٹھنڈا ہے۔ اس میں تو سزا ہو سکتی ہے۔ اگر کسی کو جنات کی سزا آگ میں سمجھ نہیں آتی تو زمہریر کے طبقے میں تو سمجھ آ جانی چاہیے۔

تو دوزخ میں ڈالے جانے کے بعد کہا جائے گا چکھو مزہ اس لیے کہ تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا، میدان محشر کو بھلا دیا تھا، جنت و دوزخ کو بھلا دیا تھا، رب تعالیٰ کی عدالت میں کھڑے ہونے کو بھلا دیا تھا اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ بے شک ہم نے بھی تم کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نہیں بھولتا وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا [مریم: ۶۴] "اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا۔" لیکن یہ ان کے جواب میں فرمایا۔ مراد یہ ہے کہ تم نے آج کے دن کی پروا نہیں کی آج مجھے تمہاری کوئی پروا نہیں ہے وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ اور چکھو تم ہمیشہ کا عذاب۔ کافر مشرک کو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کی سزا ہوگی۔ وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے جس کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس کے بدلے میں جو تم عمل کرتے تھے اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ پختہ بات ہے ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر وہ لوگ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا جب ان کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے ان آیتوں کے ذریعے۔ یعنی قرآن کریم کی آیات کے ذریعے ان کو توحید و رسالت اور قیامت کے مسائل یاد کرائے جاتے ہیں تو وہ فوراً خَرُّوْا سُجَّدًا وہ گر پڑتے ہیں سجدے میں وَ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اور وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ

بِحَمْدِہٖ یہ فرشتوں کی تسبیح ہے۔اور حدیث پاک میں آتا ہے اَفْضَلُ الْکَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ یہ وظیفہ بڑے بلند درجے کا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی ساری صفات آجاتی ہیں۔

صفاتِ باری تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں، سلبی اور وجودی۔ سلبی ان صفات کو کہا جاتا ہے جن کی اللہ تعالیٰ سے نفی کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کی والدہ نہیں ہے، رب پیدا نہیں ہوا، اس کی اولاد نہیں ہے، وہ کھاتا نہیں ہے، وہ پیتا نہیں ہے، وہ سوتا نہیں ہے۔ تو 'نہیں نہیں' کے ساتھ جو صفات آتی ہیں وہ سلبی کہلاتی ہیں۔ ایک دفعہ کہا سبحان اللّٰہ تو تمام سلبی صفات آگئیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر کمزوری سے۔ دوسری صفات وجودی اور ایجابی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، خالق ہے، مالک ہے، رزاق ہے، بادشاہ بنانے والا ہے، گدا بنانے والا ہے۔ تو جو صفات 'ہے ہے' کے ساتھ آتی ہیں وہ ایجابی کہلاتی ہیں۔ تو جب کہا وَبِحَمْدِہٖ تو یہ ساری صفات آگئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا ذکر کثرت سے کرو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ۔

مستدرک حاکم حدیث کی کتاب ہے اس میں روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ فرما دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ لیکن جلدی کھولتے ہیں یا دیر سے یہ رب تعالیٰ کی حکمت ہے مگر کھولتے ضرور ہیں۔ جب کہ ہم لوگ بڑے جلد باز قسم کے ہیں دو دن دعا کی، چار دن دعا کی مراد پوری نہ ہوئی تو ہم دعا ہی کرنی چھوڑ دیتے ہیں۔ دعا کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہوتی ہیں اس کو معلوم ہے کب منظور کرنی ہے۔ عوام میں مشہور ہے کہتے

ہیں کہ نوح علیہ السلام کی دعا تین سو سال بعد قبول ہوئی تھی۔ رب بہتر جانتا ہے یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ تو اگر نوح علیہ السلام کی دعا تین سو سال بعد قبول ہوئی ہے تو پھر ہماری تو دو ہزار سال بعد قبول ہونی چاہیے تو دعا سے اکتانا نہیں چاہیے۔

تو فرمایا وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کی وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ اور وہ تکبر نہیں کرتے تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ الگ رہتے ہیں پہلوان کے عَنِ الْمَضَاجِعِ، مضجع کی جمع ہے بستر۔ الگ رہتے ہیں بستروں سے۔ رات کو نرم اور گرم بستر سے الگ ہوکر يَدْعُونَ رَبَّهُمْ پکارتے ہیں وہ اپنے رب کو خَوْفًا خوف کرتے ہوئے رب کے عذاب سے وَّ طَمَعًا اور طمع کرتے ہوئے رب کی رحمتوں کا۔ رات کو سحری کے وقت عبادت کا جو اثر ہے اور جو لطف ہے اس کو کوئی بیان نہیں کرسکتا۔

ان کی اور کیا صفت ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ مال دیا ہے، قوت بدنی دی ہے، علم دیا ہے، ہنر دیا ہے۔ مال دیا ہے مال خرچ کرتے ہیں، قوت بدنی دی ہے وہ استعمال کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں، علم دیا ہے وہ علم کے ساتھ لوگوں کی صحیح راہنمائی کرتے ہیں، عقل دی ہے اس کے ساتھ لوگوں کی صحیح راہنمائی کرتے ہیں۔ صرف مال ہی نہ سمجھو جو بھی کسی کو اللہ تعالیٰ نے نعمت دی ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرو کثرت کے ساتھ کہ صدقے کی برکت سے بلائیں ٹلتی ہیں اِنَّ الصَّدَقَةَ تَدْفَعُ الْبَلَاءَ اور صدقہ بری موت سے بھی بچاتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری نے عرض کیا حضرت! اگر کسی کے پاس مال نہ ہو تو وہ کیا صدقہ کرے؟ فرمایا تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ ''ناتجربہ کار آدمی کو تم کوئی تجربے کی بات سکھا دو۔'' یہ تمہارا صدقہ

ہے۔ کہنے لگے حضرت! اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں؟ فرمایا امر بالمعروف نہی عن المنکر کرو۔ نیکی کا حکم دو برائی سے منع کرو۔ کہنے لگے حضرت! اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں؟ فرمایا پھر خاموش رہو کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ تو نیکی کی مدّات بہت ہیں۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ :

یہ آیت سجدہ ہے جس جس نے سنی ہے مردوں میں سے اور عورتوں میں سے اس پر سجدہ لازم ہوگیا ہے اور اس سجدے کی وہی شرائط ہیں جو نماز کے سجدے کی ہیں۔ باوضو ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، نماز کا وقت ہونا، سورج کے طلوع ہونے کے وقت، غروب ہونے کے وقت، زوال کے وقت سجدہ کروگے تو ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ تین اوقات ہر قسم کے سجدے کے لیے مکروہ ہیں۔ صبح صادق کے بعد، سورج طلوع ہونے تک کوئی نفلی نماز جائز نہیں ہے۔ ہاں! قضا نمازیں پڑھ سکتا ہے، سجدہ تلاوت ادا کرسکتا ہے، نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرسکتا ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نفلی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ نہ تحیۃ الوضو، نہ تحیۃ المسجد، نہ کوئی شکرانے کی نماز، ہاں! سجدہ تلاوت کرسکتا ہے کہ یہ واجب ہے۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے پڑھ سکتا ہے، قضا نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرسکتا ہے، ذکر اذکار کر سکتا ہے، ان کے لیے قطعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اور کئی دفعہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کریم کو بے وضو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے زبانی پڑھ سکتے ہو۔ ذکر اذکار کے لیے وضو کی کوئی شرط نہیں ہے، نہ کسی حالت کی شرط ہے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہوکر، لیٹ کر، چلتے پھرتے، باوضو، بے وضو، ہر حالت میں ذکر کرسکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ پس نہیں جانتا کوئی

نفس اس چیز کو جو ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہے جنت میں مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ یعنی وہ نعمتیں جن کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ان نعمتوں کا آج تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بدلہ ہوگا ان چیزوں کا جو وہ عمل کرتے تھے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ [توبہ:۱۲۰] ”بے شک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کے اجر کو۔“ ایک رتی برابر بھی اگر کسی نے نیکی کی ہوگی تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اگر کسی نے ایک رتی برابر بھی بدی کی ہوگی تو اس کی سزا پائے گا۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ معاف کر دے تو اس کے خزانوں میں کسی شے کی کمی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا کیا پس وہ شخص جو مومن ہے انصاف سے بتلاؤ كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا اس شخص کی طرح ہوگا جو فاسق ہے۔ مومن و کافر، نیک و بد برابر ہو سکتے ہیں؟ لَا يَسْتَوٗنَ یہ برابر نہیں ہیں۔ توحید اور شرک برابر نہیں ہیں، بدعت اور سنت برابر نہیں ہیں، حق و باطل برابر نہیں ہیں، سچ اور جھوٹ برابر نہیں ہیں تو ان کا بدلہ کیسے برابر ہو سکتا ہے۔ دنیا کی کوئی ایسی حکومت نہیں ہے جو وفادار اور غدار کو ایک نگاہ سے دیکھے۔ یہ نقطۂ نظر الگ ہے کہ حکومت غدار کس کو کہتی ہے اور وفادار کس کو کہتی ہے؟ لیکن جس کو وفادار کہے گی اس کا نتیجہ اور ہوگا اور جس کو غدار کہے گی اس کا نتیجہ الگ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى، ماویٰ کا معنیٰ ہے ٹھکانا۔ پس ان کے لیے ٹھکانا جنتیں ہیں۔

بخاری شریف میں حدیث ہے فرمایا ایک چابک کی جگہ جنت کی اتنی قیمتی ہے کہ دنیا کے خزانے اس کی قیمت نہیں بن سکتے نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ مہمانی ہوگی ان کے

اعمال کے بدلے کی جو وہ کرتے رہے ہیں۔ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کی اللہ تعالیٰ عمدہ قسم کی مہمانی کرے گا جس کا آج کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

جہنمیوں کی سزا :

یہ تو مومنوں کے لیے ہوگا وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰھُمُ النَّارُ اور بہر حال وہ لوگ جو فاسق ہیں نافرمان ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا، آگ کے شعلے ہوں گے کُلَّمَآ اَرَادُوْآ جب بھی وہ ارادہ کریں گے اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَآ کہ وہ اس سے نکلیں اُعِیْدُوْا فِیْهَا لوٹا دیئے جائیں گے اس میں۔ آگ کے شعلوں کے ساتھ جلتے ہوئے اوپر کو آئیں گے کنارہ دیکھ کر تھوڑا سا خوش ہوں گے کہ نکل چلے ہیں مگر کنارے پر فرشتے کھڑے ہوں گے ہتھوڑے لے کر وہ ان کے سر پر ماریں گے وہ پھر نیچے چلے جائیں گے۔ سورۃ حج آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ''ان کے لیے ہتھوڑے ہوں گے لوہے کے کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ [آیت : ۲۲] ''جب وہ ارادہ کریں گے کہ وہ نکلیں اس (دوزخ) کے غم سے تو لوٹا دیئے جائیں گے اس کے اندر اور چکھو جلانے والے عذاب کا مزہ۔'' تو دوزخ سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں! البتہ طبقوں میں سے اوپر والا طبقہ نکل آئے گا جو اہل ایمان اور اہل توحید ہوں گے اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر نکل آئیں گے۔ یہ طبقہ خالی ہو جائے گا۔ باقی کسی طبقے میں عیسائی ہوں گے، کسی میں یہودی ہوں گے، کسی میں مشرک ہوں گے، کسی میں منافق ہوں گے، کسی میں مجوسی ہوں گے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے وَقِیْلَ اور کہا جائے گا لَهُمْ ان کو ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ چکھو تم اس آگ کے عذاب کا مزہ کُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ

جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ دنیا میں تم کہتے تھے ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے، نہ جنت ہے، نہ دوزخ ہے، نہ کوئی ثواب ہے نہ کوئی عقاب ہے۔ آج تم اس کا مزہ چکھو۔

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۚ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿٣٠﴾

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان کو مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى تھوڑا سا عذاب دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ بڑے عذاب سے پہلے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ لوٹ آئیں وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون زیادہ ظالم ہے مِمَّنْ اس شخص سے ذُكِّرَ جس کو یاددہانی کرائی جائے بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اس کے رب کی آیات

کے ساتھ ثُمَّ اَعۡرَضَ عَنۡهَا پھر وہ ان سے اعراض کرے اِنَّا بے شک ہم مِنَ
الۡمُجۡرِمِيۡنَ مجرموں سے مُنۡتَقِمُوۡنَ انتقام لینے والے ہیں وَلَقَدۡ اور البتہ تحقیق
اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب فَلَا تَكُنۡ پس آپ
نہ ہوں فِىۡ مِرۡيَةٍ شک میں مِّنۡ لِّقَآئِهٖ اس کی ملاقات سے وَجَعَلۡنٰهُ اور بنائی
ہم نے وہ کتاب هُدًى لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ہدایت بنی اسرائیل کے لیے وَ جَعَلۡنَا
مِنۡهُمۡ اور بنائے ہم نے ان میں سے اَئِمَّةً پیشوا يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا جو راہنمائی
کرتے تھے ہمارے حکم کے مطابق لَمَّا صَبَرُوۡا جب انہوں نے صبر کیا وَكَانُوۡا
بِاٰيٰتِنَا اور وہ تھے ہماری آیتوں پر يُوۡقِنُوۡنَ یقین رکھتے اِنَّ رَبَّكَ بے شک
آپ کا رب هُوَ يَفۡصِلُ وہ فیصلہ کرے گا بَيۡنَهُمۡ ان کے درمیان يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
قیامت کے دن فِيۡمَا ان چیزوں میں كَانُوۡا فِيۡهِ جن میں وہ يَخۡتَلِفُوۡنَ
اختلاف کرتے تھے اَوَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ کیا اور ان کو سمجھ نہیں آئی اس سے كَمۡ
اَهۡلَكۡنَا کتنی ہلاک کیں ہم نے مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ان سے پہلے مِّنَ الۡقُرُوۡنِ
جماعتیں يَمۡشُوۡنَ یہ چلتے ہیں فِىۡ مَسٰكِنِهِمۡ ان کے گھروں میں اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ کئی نشانیاں ہیں اَفَلَا يَسۡمَعُوۡنَ کیا پس وہ نہیں
سنتے اَوَلَمۡ يَرَوۡا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ بے شک ہم چلاتے
ہیں پانی کو اِلَى الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ چٹیل زمین کی طرف فَنُخۡرِجُ بِهٖ پس ہم نکالتے
ہیں اس پانی کے ذریعے زَرۡعًا کھیتی تَاۡكُلُ مِنۡهُ کھاتے ہیں اس سے اَنۡعَامُهُمۡ

ان کے جانور وَاَنْفُسُهُمْ اور وہ خود بھی اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ کیا پس وہ دیکھتے نہیں وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ کب ہوگی یہ فتح اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے قُلْ آپ فرمادیں يَوْمَ الْفَتْحِ فتح والے دن لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ نہیں نفع دے گا ان لوگوں کو كَفَرُوْٓا جنہوں نے کفر اختیار کیا اِيْمَانُهُمْ ان کا ایمان وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس آپ اعراض کریں ان سے وَانْتَظِرْ اور انتظار کریں اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ بے شک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

تفسیر آیات :

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان کو مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى تھوڑا سا عذاب، ادنیٰ قسم کا عذاب دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ بڑے عذاب سے پہلے۔ کیوں؟ چکھائیں گے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ یہ لوٹ آئیں۔ کفر وشرک سے، گناہوں سے باز آجائیں۔ اصل عذاب تو شروع ہوگا مرنے کے بعد۔ قبر کا عذاب، برزخ کا عذاب، پھر میدان محشر کا عذاب، پھر پل صراط کا عذاب، پھر دوزخ کا عذاب، پھر عذاب ہی عذاب ہے۔ لیکن رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان کو تھوڑی سی سزا دنیا میں بھی دیتے ہیں تاکہ گناہوں سے باز آجائیں، نافرمانیوں سے باز آجائیں۔ وہ سزا کبھی گرمی کے ساتھ ہوگی، کبھی قحط سالی کے ساتھ، کبھی سیلاب کے ساتھ سزا ہوگی، کبھی چیزوں کی گرانی کی وجہ سے ہوگی اور کبھی زلزلے کے ساتھ سزا ہوگی۔ بارشوں کا زیادہ ہونا بھی خدا کا عذاب ہے۔ کبھی دشمن کا خوف، کبھی بدنی بیماری کے ساتھ۔ دیکھو! آج کل

(جن دنوں حضرت نے یہ درس دیا تھا) ہندوستان میں کچھ لوگ طاعون کا شکار ہوئے جس کی وجہ سے سارا یورپ اور سارا ایشیا کانپ رہا ہے۔ وہاں نہ کوئی جہاز جا رہا ہے اور نہ وہاں سے کوئی جہاز آ رہا ہے مگر کوئی سمجھے تب۔ حالانکہ آدمی چند ہی مرے ہیں۔ اس سے زیادہ تو بس اور جہاز کے حادثے میں مر جاتے ہیں مگر ان چیزوں کو سمجھے کون؟ جب انسان انسانیت سے گرتا ہے تو پھر حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ [اعراف:۱۷۹] ''یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔'' اگر انسان، انسان ہو تو پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ [سورۃ البینۃ: پارہ ۳۰] ''یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔'' تو یہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں بہتر ہوتا ہے اور جس وقت انسانیت سے گر جائے تو اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ [سورۃ البینۃ: پارہ ۳۰] ''یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔'' گدھے، کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔

تمام تفسیروں اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتے، کتیا، بلے، بلی، خنزیر، خنزیرنی اور چوہا، چوہیا کو جگہ ملی مگر نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کو جگہ نہ ملی کہ انسانیت سے گر چکا تھا توحید اختیار نہ کی مشرک تھا۔ تو فرمایا بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب دیتا ہوں تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۔ تذکیر کا معنیٰ ہوتا ہے بار بار یاد دلانا۔ جس کو بار بار یاد دہانی کرائی جائے اس کے رب کی آیات کے ساتھ۔ قرآن کریم کے ذریعے جو آسمانی کتابوں میں سب سے بلند درجہ کتاب ہے۔ جس طرح کائنات میں سب سے پہلا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے دوسرا درجہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے تیسرا درجہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اسی طرح تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں پہلا درجہ قرآن کریم کا ہے دوسرا تورات کا ہے۔ ثُمَّ

اَعْرَضَ عَنْهَا پھر وہ ان سے اعراض کرے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ ''اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ پس آپ نہ ہوں شک میں اس کی ملاقات سے۔ اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ 'ہ' ضمیر کا مرجع کتاب ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات کے ملنے کے بارے میں شک نہ کریں ان کو کتاب ضرور ملی ہے۔ اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ 'ہ' ضمیر کا مرجع موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تو پھر مطلب یہ ہو گا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں شک نہ کریں۔ معراج کی رات چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی اور ان کے مشورہ سے نمازوں میں تخفیف ہوئی۔

تین عرشی تحفے:

وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں تین تحفے ملے۔

(١)...... ایک سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک۔ یہ آیتیں جبرائیل علیہ السلام کی وساطت کے بغیر براہ راست رب تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔

(٢)...... دوسرا یہ وعدہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو اس حال میں مرے گا کہ لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا میں اس کی مغفرت کر دوں گا۔ پہلے قدم پر ہو یا آخر پر ہو مغفرت ضرور ہوگی۔

(٣)...... اور تیسرا تحفہ چوبیس گھنٹوں میں پچاس نمازیں۔

یہ لے کر آپ ساتویں آسمان پر تشریف لائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیا تحفہ لے کر آئے ہو؟ فرمایا یہ تحفہ ہے۔ انہوں نے کوئی بات نہ کی۔ چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کیا تحفہ ملا ہے؟ فرمایا یہ تین تحفے عنایت ہوئے ہیں۔ فرمایا میرے تجربے سے فائدہ اٹھاؤ میری قوم نے دو نمازیں چوبیس گھنٹوں میں پوری نہیں کیں واپس جا کر رب تعالیٰ سے درخواست کر کے کمی کراؤ۔ یہ پچاس نمازیں نہیں پڑھیں گے تو پانچ کم ہوگئیں۔ دوسری دفعہ اور پانچ کم ہوگئیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر نو چکر لگائے پینتالیس معاف ہوگئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ایک چکر اور لگالو۔ فرمایا نہیں اب مجھے رب سے شرم آتی ہے۔ شرم اس بات پر آتی ہے کہ کافی دفعہ جا چکا ہوں۔ تو یہ جو ملاقات ہوئی تھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں آپ شک نہ کریں وہ موسیٰ علیہ السلام ہی سے ملاقات تھی۔ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اور بنائی ہم نے وہ کتاب ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔ وَجَعَلْنٰهُ کی ہ ضمیر کتاب کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے یعنی یہ کتاب بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے۔ پھر معنیٰ ہوگا بنایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے راہنما وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً اور ہم نے بنائے بنی اسرائیل میں سے امام۔ امام کا معنیٰ پیشوا، راہنمائی کرنے والا۔ يَّهْدُوْنَ راہنمائی کرتے تھے لوگوں کی بِاَمْرِنَا ہمارے حکم کے مطابق۔ حق کی راہنمائی کرتے تھے۔ امام ان کو کب بنایا لَمَّا صَبَرُوْا جس وقت انہوں نے صبر کیا تکالیف پر، عہدہ مفت میں نہیں ملتا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں پر یقین رکھا ہم نے ان کو امام بنایا اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے

اعراض کیا تو اس کے متعلق سن چکے ہو وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ’’اور اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جس کو اس کے رب کی آیات کے ساتھ یاد دہانی کرائی جائے پھر وہ ان سے اعراض کرے۔‘‘ یاد رکھنا! اصل کام رب تعالیٰ کی طرف دعوت ہے، حق کی راہنمائی کرنا ہے، لوگوں کی اصلاح کرے جتنی توفیق ہو۔ اور نہ سہی کم از کم گھر کے افراد ہی کی فکر کرے۔ آج ہم نے یہ سمجھا ہے کہ بس دنیا کمانا ہے۔ بے شک دنیا کمانے سے شریعت نہیں روکتی تجارت کرو، کھیتی باڑی کرو، جائز قسم کی ملازمت اختیار کرو مگر خدا کو نہ بھولو، دین کو نہ بھولو، موت، قبر اور آخرت کو نہ بھولو۔ ان چیزوں کو سبق کے طور پر سامنے رکھو ہم مسلمان ہیں نماز ہمارے ذمہ ہے، ہم نے مرنا ہے قبر میں جانا ہے فرشتوں کے ذریعے رب تعالیٰ نے امتحان لینا ہے مَنْ رَّبُّكَ تمہارا رب کون ہے، تم کس نبی کے امتی ہو، تم کس دین پر تھے؟

فرمایا اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ بے شک آپ کا رب ہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن فِيْمَا ان چیزوں میں كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ جن میں اختلاف کرتے تھے۔ عقائد میں اختلاف، اعمال میں اختلاف، ذاتیات میں اختلاف، دین کا اختلاف، سیاست کا اختلاف، لیکن دین کا اختلاف۔ دنیا میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ سچا جھوٹا ہو جاتا ہے چاہے قاضی، جج کتنی دیانت داری سے کام لیں دھوکا ہو جاتا ہے لیکن وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ وہاں کوئی گڑ بڑ نہیں کر سکے گا صحیح سچا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا ان لوگوں کو سمجھ نہیں آئی اس سے كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ جماعتیں۔ قرن کے معنی صدی کے بھی آتے ہیں اور جماعت کے بھی آتے

ہیں۔ ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کیں نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، موسیٰ علیہ السلام کی قوم یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰکِنِهِمْ یہ چلتے ہیں ان کے گھروں میں، ان کی جگہوں میں۔ جہاں وہ رہتے تھے وہاں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ تو جو رب اُن کو ہلاک کر سکتا ہے وہ تمہیں بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ وہی جرم تمہارے اندر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حالات سنا کر تمہیں سبق دیا ہے اس کو مت بھولو اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں کئی نشانیاں ہیں رب تعالیٰ کی قدرت کی اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ کیا پس یہ سنتے نہیں ہیں۔ ایسا سننا کہ جس کے بعد قبول کریں۔ محض سننا کیا سننا ہوا؟ وہ سننا معتبر ہے جس کے بعد عمل ہو۔

رب تعالیٰ اپنی قدرت کی دلیل کے طور پر فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَرَوْا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ بے شک ہم چلاتے ہیں پانی اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ ایسی زمین کی طرف جو چٹیل ہے جس میں نہ کھیت، نہ درخت، نہ گھاس کچھ بھی نہیں فَنُخْرِجُ بِهٖ پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے ذریعے زَرْعًا کھیتی تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ کھاتے ہیں اس سے ان کے جانور وَاَنْفُسُهُمْ اور وہ خود بھی کھاتے ہیں اناج، پھل، سبزیاں۔ رب تعالیٰ کی اس قدرت پر تم غور نہیں کرتے۔ مصر کا علاقہ تھا وہاں رودِ نیل تھے ان کے ذریعے زمینیں سیراب ہوتی تھیں۔ آج بھی نہروں کے فوائد سے کون انکار کر سکتا ہے ہمیشہ تو بارش نہیں ہوتی۔ اگر انسان خدا کی قدرت دیکھنا چاہے تو دنیا میں بہت کچھ ہے اور اگر آنکھیں بند کر لے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

اگر آدمی آنکھیں کھول کر دیکھے تو بہت کچھ نظر آتا ہے۔ فرمایا اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ کیا پس وہ دیکھتے نہیں ہیں رب تعالیٰ کی قدرت کو وَ یَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کب ہوگی یہ فتح اگر تم سچے ہو۔ یعنی جب آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور حقیقت کھول کر رکھ دے گا تو وہ کہتے تھے کہ وہ فیصلہ والا دن، حقیقت کھولنے والا، دن کب ہوگا؟ مذاق کرتے تھے قیامت کب قائم ہوگی، فیصلہ کب ہوگا؟

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے :

اور پچھلی سورت میں گزر چکا ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ’’بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم ۔‘‘ نہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا وقت کسی کو بتلایا ہے اور نہ مرنے کا وقت کسی کو بتلایا ہے۔ یہ بنیادی عقائد ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مرنے کا وقت بتلا دیتا تو امتحان ختم ہو جاتا کیونکہ جب کسی کے علم میں ہوتا ہے کہ میں نے دس سال کے بعد مرجانا ہے تو وہ ابھی سے تیاری شروع کر دیتا اور سوکھنا (پتلا اور کمزور ہونا) شروع ہو جاتا۔ امتحان اسی میں ہے کہ موت کا وقت کسی کو نہ بتلایا جائے۔ فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں یَوْمَ الْفَتْحِ فیصلے والے دن یعنی جس دن فیصلہ ہوگا لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا نہیں نفع دے گا ان کو جو کافر ہیں اِیْمَانُھُمْ ان کا ایمان۔ بڑی منتیں کریں گے لیکن شنوائی نہیں ہوگی۔ پرسوں کے سبق میں تم سن (اور پڑھ) چکے ہو کہیں گے پروردگار! ہمیں دنیا کی طرف لوٹا دے تاکہ ہم اچھے کام کریں لیکن یاد رکھنا! اس جہان سے واپس آنا مشکل ہے اب کرلو جو کچھ کرنا ہے۔

از مکافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جواز جو

''اے بندے اپنے اعمال کے نتیجے سے غافل نہ ہو۔ اگر تم یہاں گندم کاشت کرو گے تو وہاں گندم کاٹو گے اور اگر جو کاشت کرو گے تو وہاں جو کاٹو گے۔'' اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم کاشت تو کچھ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور امیدیں سب کچھ کاٹنے کی لگائے بیٹھے ہیں۔

فرمایا کافروں کو فیصلے والے دن ایمان فائدہ نہیں دے گا وَلَاهُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ فوراً عذاب میں داخل کر دیئے جائیں گے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس آپ اعراض کریں ان سے یعنی ان کی باتوں کو، ان کے مذاق اڑانے کو خاطر میں نہ لائیں، پروانہ کریں وَانْتَظِرْ اور انتظار کریں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ بے شک یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے، حقیقت کیا ہے، حق کیا ہے، باطل کیا ہے؟

تفسیر

سورۃ الاحزاب

(مکمل)

جلد............١٦

آیاتہا ۷۳ ۳۳ سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۰ رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓیِٴْ تُظٰہِرُوْنَ مِنْہُنَّ اُمَّہٰتِکُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاہِکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَہُوَ یَہْدِی السَّبِیْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْہُمْ لِاٰبَآئِہِمْ ہُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَہُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ؕ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ ۙ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵﴾

یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اے نبی ﷺ! اتَّقِ اللّٰہَ ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے وَلَا تُطِعِ اور اطاعت نہ کرو الْکٰفِرِیْنَ کافروں کی وَالْمُنٰفِقِیْنَ اور منافقوں کی اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے وَّاتَّبِعْ اور پیروی کریں آپ مَا یُوْحٰٓی اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے اِلَیْکَ آپ کی طرف مِنْ رَّبِّکَ آپ کے رب کی طرف سے اِنَّ اللّٰہَ بے شک

اللہ تعالیٰ کَانَ ہے بِمَا اس کارروائی سے تَعْمَلُوْنَ جو تم کرتے ہو خَبِيْرًا
خبر رکھنے والا وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اور آپ بھروسا رکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر وَ
كَفٰى بِاللهِ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ وَكِيْلًا کارساز مَا جَعَلَ اللهُ نہیں بنائے
اللہ تعالیٰ نے لِرَجُلٍ کسی مرد کے لیے مِّنْ قَلْبَيْنِ دو دل فِيْ جَوْفِهٖ اس کے
سینے میں وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اور نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیویاں الّٰٓـِٔىْ
تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ جن سے تم ظہار کرتے ہو اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری مائیں وَمَا
جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ اور نہیں بنائے تمہارے منہ بولے، بیٹے حقیقی بیٹے
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ یہ تمہاری باتیں ہیں بِاَفْوَاهِكُمْ اپنے مونہوں سے وَاللهُ
اور اللہ تعالیٰ يَقُوْلُ الْحَقَّ حق بات کہتا ہے وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اور وہ
راہنمائی کرتا ہے سیدھے راستے کی اُدْعُوْهُمْ نسبت کرو ان کی لِاٰبَآئِهِمْ ان
کے باپوں کی طرف هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ یہ بات زیادہ انصاف والی ہے اللہ تعالیٰ
کے ہاں فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا پس اگر تم نہیں جانتے اٰبَآءَهُمْ ان کے باپوں کو
فَاِخْوَانُكُمْ پس وہ تمہارے بھائی ہیں فِي الدِّيْنِ دین میں وَمَوَالِيْكُمْ اور
تمہارے دوست ہیں وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اور نہیں ہے تمہارے اوپر کوئی گناہ
فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ اس چیز میں جو تم نے خطا کی ہے وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ
اور لیکن گناہ ہے اس چیز کے بارے میں جو تمہارے دلوں نے پختہ ارادہ کیا ہے
وَكَانَ اللهُ اور ہے اللہ تعالیٰ غَفُوْرًا بخشنے والا رَّحِيْمًا مہربان۔

وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام سورۃ الاحزاب ہے۔ احزاب حِزْبٌ کی جمع ہے۔ حِزْبٌ کا معنٰی ہے گروہ، خاندان، قبیلہ اور طائفہ۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں غزوہ احزاب کا واقعہ آ رہا ہے جو ہجرت کے چوتھے سال ہوا۔ اس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ خندق اس لیے کہ مدینہ طیبہ کے ایک طرف بہت گہری خندق کھودی گئی تھی تا کہ دشمن یک بارگی حملہ نہ کر سکے۔ اور احزاب اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں کافروں کے مختلف خاندان اتفاق کر کے اسلام کے خلاف نکلے تھے۔ چونکہ اس میں احزاب کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا نام سورۃ الاحزاب ہے۔ نزول کے اعتبار سے اس کا نوے (۹۰) نمبر ہے۔ اس کے نو (۹) رکوع اور تہتر (۷۳) آیات ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی کریم ﷺ! اتَّقِ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یہ خطاب تو آپ ﷺ کو ہے مگر سمجھایا امت کو گیا ہے۔ فارسی کا مقولہ ہے......

؎ گفتہ آید در حدیث دیگراں

کہ سنانا کسی کو ہوتا ہے اور سمجھانا کسی کو ہوتا ہے۔ تو پیغمبر کو خطاب کر کے ہمیں، تمہیں اور قیامت تک آنے والی نسلوں کو سمجھایا ہے کہ ہر وقت خدا کا خوف دل میں رکھو وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ اور اطاعت نہ کرو کافروں کی وَالْمُنٰفِقِیْنَ اور نہ منافقوں کی اطاعت کرو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے امت کو سمجھایا ہے کافر چاہے کتنا خیر خواہی کا اظہار کرے اس میں اس کا کفر ضرور چھپا ہوا ہوگا۔ منافق چاہے جتنے مخلص نظر آئیں اس میں ان کا نفاق شامل ہوگا۔ کافر قوم نے کبھی اپنے کفر کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔

ایک واقعہ :

۱۹۴۰ء کے قریب کا واقعہ ہے ہم دار العلوم دیو بند میں پڑھتے تھے ۳۳۲ کی کلاس تھی ۔ بخاری شریف کا سبق ہو رہا تھا ایک ساتھی نے اخبار کا تراشا حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دیا کہ ظاہر شاہ نے روس کی پیش کش کو مان لیا ہے کہ افغانستان کے طلبہ روس میں آکر پڑھیں تو ان کا خرچہ ہم برداشت کریں گے اور روس سے اساتذہ پڑھانے کے لیے تمہارے کالجوں میں بھیجیں گے اور ان کی تنخواہ ہمارے ذمہ ہوگی ۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اخبار کا تراشا پڑھ کر رونے لگ گئے اور فرمایا ظاہر شاہ بڑی نادانی کی بات ہے ظاہر شاہ بڑی بے وقوفی کی بات ہے ۔ یہ قومیں پہلے اپنے نظریات پہنچاتی ہیں امداد تو بعد کی بات ہے ۔ حضرت نے جو کچھ فرمایا تھا اسی طرح ہوا وہاں سے جو پڑھ کر آئے تھے آج کل وہی اسلام کے مقابلے میں آئے ہوئے ہیں ۔ وہاں سے جب پہلی کھیپ پڑھ کر آئی تو ایک کے باپ نے کہا بیٹے ! میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں ۔ اس نے کہا کہ میری شادی میری بہن کے ساتھ کردو ۔ باپ نے کہا کیا.... کیا کہہ رہے ہو؟ بیٹے نے کہا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میری شادی میری بہن کے ساتھ کردو ۔ سب عورتیں ایک ہی مقصد کے لیے ہیں ۔ والد غیرت مند تھا اس نے بیٹے کو اسی وقت گولی مار کر ختم کردیا ۔ یہ قومیں کبھی مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچاتیں ۔ اس میں ان کے مقاصد ہوتے ہیں ۔ رب تعالیٰ نے ویسے ہی نہیں فرمایا کہ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو ۔

اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ان کے مکمل اطاعت گزار ہیں ۔ ہمارے اقتصادی معاملات سارے وہاں سے بن کر آتے ہیں ۔ یہاں تک کہ ہماری بجلی اور گیس کی قیمتیں بھی وہ مقرر کرتے ہیں ۔ جب وہ ان کو کہتے ہیں کہ بجلی اور گیس کی قیمتیں بڑھا دو تو ان کی کیا

مجال ہے کہ نہ بڑھائیں بلکہ یہ بے چارے تو لباس ان کے اشارے پر بدلتے ہیں۔اس ملک کو کون آزاد کہہ سکتا ہے؟ ہم پہلے برطانیہ کے غلام تھے اور اب امریکہ کے غلام ہیں۔یہ درمیان والے ان کے مہرے اور کارندے ہیں ان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔یہ روز بہ روز تمہیں اسلام سے دور کریں گے قریب نہیں آنے دیں گے۔تو یہ سبق یاد رکھنا! کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کافروں اور منافقوں کی کبھی بھی اطاعت نہ کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ اور آپ پیروی کریں اس چیز کی جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے۔قرآن پاک اور حدیث شریف کی پیروی کریں اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا بے شک ہے اللہ تعالیٰ اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو خبر رکھنے والا۔لہٰذا اس بات کو نہ بھولنا کہ معاملہ تمہارا رب تعالیٰ کے ساتھ ہے۔باقی رہا یہ سوال کہ جب کافروں کے ساتھ بھی تعلق نہیں رکھنا اور منافقوں کے ساتھ بھی نہیں رکھنا تو ان کے بغیر دنیاوی معاملات کیسے چلیں گے؟ جیسے آج کل سیاست دانوں کی منطق ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور آپ بھروسا کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔کافروں اور منافقوں کے اختیار میں کیا ہے۔اور سورۃ طلاق آیت نمبر ۳ میں ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ”اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا سامان وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اور جو شخص بھروسا کرے گا اللہ تعالیٰ پر تو وہ اس کے لیے کفایت کرنے والا ہے۔“

فرمایا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔قرآن کریم کے جتنے

تراجم ہیں ان سب میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ پہلے نمبر پر ہے۔لیکن چونکہ اردو بہت پرانی ہے ان کے بعض لفظ لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ مثلاً اللّٰہ الصمد کا انہوں نے ترجمہ کیا ہے ''اللہ نرادھار ہے۔'' اس کو آج کل کے اردو والے نہیں سمجھ سکتے لہٰذا اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت شیخ الہندؒ نے ان کے ترجمے کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین ترجمہ کیا ہے اور مشکل الفاظ میں آسانی پیدا کی ہے۔نرادھار کا معنٰی ہے بے نیاز۔ تو حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ وَكِيلًا کا ترجمہ کرتے ہیں کارساز، کام بنانے والا۔ سب کے کام بنانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔کافروں اور منافقوں کے پاس کیا تلاش کرتے پھرتے ہو؟

شانِ نزول اور ایک فقہی مسئلہ :

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک کافر تھا معمر بن اسد۔اس کی کنیت تھی ابوجمیل۔اس کا دعویٰ تھا کہ میرے دو دل ہیں۔ظاہری طور پر باتیں بڑی سمجھ داری کی کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور محمد (ﷺ) کا ایک دل ہے تم اس کی بات سنتے ہو میری کیوں نہیں سنتے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس دعویٰ کی تردید فرمائی ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے لیے مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ دو دل اس کے سینے میں۔ ع

سینے میں کسی کے دو دل نہیں ہوتے

دل ایک ہی ہے۔یہ خواہ مخواہ تم پر رعب ڈالتا ہے۔کافروں کی یہ بات صحیح نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے دو دل کسی کے نہیں بنائے۔تو ابوجمیل رعب ڈالنے کے لیے کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں۔

رعب ڈالنے کی مناسبت سے ایک فقہی مسئلہ بھی سمجھ لیں۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی ایسا کرتے تھے اور آج کل بھی اس پر عمل ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑتا ہے تو بسا اوقات کہہ دیتا ہے تم میری ماں ہو، بیٹی ہو، دادی ہو۔ یہ کنائے کے الفاظ ہیں۔ ان کا نتیجہ اس کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر ان الفاظ کے ساتھ طلاق کی نیت کرے گا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر طلاق نہیں ویسے ہی رعب ڈالنے کے لیے کہے گا تو طلاق نہیں ہوگی مگر الفاظ بُرے ہیں۔ اور اگر ان میں تشبیہ کا لفظ آ جائے، تو میری ماں کی طرح ہے، دادی کی طرح ہے تو اس کو شریعت میں ظہار کہتے ہیں۔ اس کا کفارہ اٹھائیسویں پارے میں مذکور ہے۔ غلام آزاد کرے گا یا ساٹھ روزے رکھے گا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا تب بیوی کے پاس جا سکے گا ورنہ نہیں کیونکہ یہ محرمات ابدیہ ہیں جن کے ساتھ کبھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور اگر تشبیہ نہیں دی ویسے کہہ دیا کہ تو میری ماں ہے، میری بہن ہے تو اس سے اگر طلاق کی نیت کرے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ اگر طلاق کی نیت نہیں کرے گا تو طلاق نہیں ہوگی مگر الفاظ بُرے ہیں۔ یعنی ایسا کہنا مناسب نہیں ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ رائج تھا کہ جس عورت کو اپنی ماں بہن کے ساتھ تشبیہ دے دیتے تھے اس کے ساتھ ساری زندگی بیوی والا معاملہ نہیں کرتے تھے کہتے تھے ماں ہوگئی ہے، بہن ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا ہے......

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِ اور نہیں بنائیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری وہ بیویاں تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں۔ ظہر کا معنیٰ ہے پیٹھ۔ یعنی اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے اور یوں کہتا ہے اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ ”تو میرے اوپر ایسے ہی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔“ تو اس کو ظہار کہتے ہیں۔ کفارہ دینے

کے بعد بیوی کے پاس جا سکتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کو سچ مچ ماں سمجھ لیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رب نے تمہاری بیویوں کو مائیں نہیں بنایا مگر یہ برے لفظ جو استعمال کیے ہیں ان کا کفارہ ادا کرو۔ فرمایا وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ۔ اَدْعِيَآء دَعِيٌّ کی جمع ہے۔ اور دَعِيٌّ کا معنی ہے کسی کو بیٹا کہہ کر بلایا جائے۔ متبنّٰی لے پالک، منہ بولا بیٹا۔ تو فرمایا یہ جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں وہ رب نے تمہارے بیٹے نہیں بنائے نہ ان کو وراثت ملے گی نہ دوسرے اولاد والے احکام نافذ ہوں گے۔ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اس سے رب تعالیٰ کے احکام پر کوئی زد نہیں پڑتی وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ اور اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اور وہ راہنمائی کرتا ہے سیدھے راستے کی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ نسبت کرو ان کی ان کے باپوں کی طرف، پکارو ان کو ان کے باپ دادا کی طرف نسبت کر کے هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ یہ بات اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی انصاف والی ہے۔ تاکہ عوام کو مغالطہ نہ لگے۔ تم نے اس کو پیار سے بیٹا کہا ہے وہ حقیقی بیٹا نہ سمجھ لیں فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ پس اگر تم نہیں جانتے ان کے باپوں کو فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ پس وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں وَمَوَالِيْكُمْ اور تمہارے دوست ہیں۔ ان کو اخونا و مولانا کہہ کر پکارو۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنّٰی بنایا تھا۔ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا "تم ہمارے بھائی ہو، دوست ہو۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ اس چیز میں جو تم نے خطا کی ہے۔ مثلاً لوگ کہتے تھے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ نیا نیا حکم آیا تھا لہٰذا خطأً اگر منہ سے نکل جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ وَلٰكِنْ مَّا

تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ اور لیکن گناہ ہے اس چیز کے بارے میں جو تمہارے دلوں نے پختہ ارادہ کیا ہے۔ یعنی اب اگر قصداً غیر باپ کی طرف نسبت کروگے تو گناہ ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو لوگ اپنی قوم بدلتے ہیں میں ان سے بیزار ہوں وہ کافر ہیں۔ قومیت بدلنا بڑے گناہوں میں سے ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ ع

اَلنَّبِيُّ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ زیادہ قریب ہیں ایمان والوں کے مِنْ اَنْفُسِهِمْ ان کی جانوں سے وَاَزْوَاجُهٗ اور نبی کی بیویاں اُمَّهٰتُهُمْ ان کی مائیں ہیں وَاُولُوا الْاَرْحَامِ اور قریبی رشتہ دار بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ ان میں بعض بعض کے زیادہ قریب ہیں فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں سے وَالْمُهٰجِرِيْنَ اور ہجرت کرنے والوں سے اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا مگر یہ کہ کرو تم اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا اپنے دوستوں کے ساتھ بھلائی كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ہے یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی وَاِذْ اَخَذْنَا اور جس وقت لیا ہم نے مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ انبیاء علیہم السلام سے ان کا عہد وَمِنْكَ اور آپ سے وَمِنْ نُّوْحٍ اور نوح علیہ السلام سے وَّاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام سے وَمُوْسٰى اور موسیٰ علیہ السلام سے وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور عیسیٰ

ابن مریم علیہ السلام سے وَاَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا اور لیا ہم نے ان سے پختہ عہد لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ تاکہ پوچھے اللہ تعالیٰ سچوں سے عَن صِدْقِهِمْ ان کی سچائی کے بارے میں وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا اور تیار کیا ہے اس نے کافروں کے لیے عذاب دردناک۔

ماقبل سے ربط :

اس سے قبل یہ بیان ہوا تھا کہ منہ بولے بیٹے کی نسبت ان کے ماں باپ کی طرف کروا پنی طرف نہ کرو۔ اگر تمہیں ان کے باپ دادا کا علم نہیں ہے تو پھر وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں اور تمہارے دوست ہیں۔ ضمناً یہ بات بھی آگئی کہ آج سے زید بن محمد ﷺ کہہ کر نہ پکارو۔ اور آگے آرہا ہے کہ آپ ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ تو اس سے وہم گزرتا تھا کہ شاید نبی ﷺ کو اب کسی امتی سے تعلق نہیں رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ سے رشتہ بتلا کر وہم کو دور کر دیا کہ نبی ﷺ کا رشتۂ قرابت مسلمانوں کے لیے ان کی ذات سے بھی زیادہ ہے۔

اولیٰ بالمومنین کی تفسیر :

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نورِ اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھیلتا ہے اور آفتاب نبوت آنحضرت ﷺ ہیں۔ اس بنا پر من حیث المومن اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لیے فکر کو حرکت دے تو اپنی ایمانی ہستی سے پہلے پیغمبر اسلام ﷺ کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہے اور

اس روحانی تعلق کی بنا پر کہہ دیا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بہ منزلہ باپ کے ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ نبی کے ساتھ اس روحانی تعلق کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مومنوں کے حق میں بہ منزلہ باپ کے ہیں۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر صحیح قول کی بنا پر اڑھائی سو سال تھی۔ لیکن اتنے صحت مند تھے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ ان کی عمر ساٹھ ستر سال ہوگی۔ یہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے حضرت! آج مجھے یہودیوں نے قابو کرلیا تھا کہتے تھے کہ تمہارا نبی تمہیں پیشاب پاخانہ کا طریقہ بھی بتلاتا ہے، تھوکنے اور ناک صاف کرنے کا طریقہ بھی بتلاتا ہے۔ میں نے کہاہاں! ہمارے پیغمبر نے بتلایا ہے کہ پیشاب کرتے وقت نہ منہ قبلے کی طرف کرنا ہے نہ پیٹھ قبلے کی طرف کرنی ہے۔ (قبلہ کا احترام کرو۔) اور ہمیں بتلایا ہے کہ ہڈی کے ساتھ استنجا نہ کرو، پلید چیز کے ساتھ استنجا نہ کرو، دائیں ہاتھ سے ناک صاف نہ کرو، دائیں ہاتھ سے جوتا نہ اٹھاؤ۔ کون سی بُری بات بتلائی ہے؟ ظاہر بات ہے کہ یہ چیزیں نبی نے نہیں بتلانی تو اور کون بتلائے گا؟ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان پر چڑھائی کر دی۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک جواب دیا ہے اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ ''میں تمہارے لیے ایسے ہی ہوں جیسے والد اپنی اولاد کے لیے ہوتا ہے۔'' باپ اولاد کی تربیت کے لیے چھوٹی بڑی بات ان کو بتلاتا ہے کہ بیٹا اس طرح کرو اس طرح کرو، اس طرح نہ کرو بیٹی اس طرح نہ کرو۔ تو میں تمہارے لیے بہ منزلہ باپ کے ہوں۔ جتنی خیر خواہی انسانوں کی دنیاوی معاملات میں ہوسکتی ہے اس سے بہت زیادہ خیر خواہی آپ ﷺ نے لوگوں کی فرمائی ہے اور آخرت کی خیر خواہی کا تو کوئی حساب ہی نہیں لگا سکتا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مائیں ہونا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ خیر خواہ ہیں، زیادہ ہمدرد ہیں مومنوں کے مِنْ اَنْفُسِهِمْ ان کی جانوں سے۔ جتنی ایک مومن کو اپنی جان کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی ہے ہے اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو اس کے ساتھ ہے وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ مگر یہ روحانی مائیں ہیں جسمانی نہیں۔ حکم الگ الگ ہے۔ جسمانی ماں چاہے حقیقی ہو یا سوتیلی ہو اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں باوجود اس کے کہ مائیں تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا اور حضرت عثمان کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ یہ مائیں ہیں۔ حرمت نکاح میں جس طرح ماں کے ساتھ نکاح جائز نہیں، حلال نہیں ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں ہے۔

دوسرا فرق :

دوسرا فرق پردے میں بھی ہے کہ اپنی ماں سے کوئی پردہ نہیں ہے مگر نبی کی بیویوں سے امتیوں کو پردہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں کہ نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا، السلام علیکم کہا اور اندر آنے کی اجازت چاہی کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں بیویوں سے فرمایا قُوْمَا وَاحْتَجِبَا مِنْهُ ''اٹھ جاؤ اس سے پردہ کرو۔'' بیویوں نے کہا اَوَ لَيْسَ هُوَ رَجُلٌ اَعْمٰی ''کیا یہ آدمی نابینا نہیں ہے۔''

اس کو کیا نظر آئے گا آپ کے ساتھ بات کرے گا اور چلا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا ''تو تم دونوں بھی اندھی ہو؟'' تو پردے کا حکم دونوں فریقوں کو ہے۔ سورۃ نور آیت نمبر ۳۰ میں ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ''اے پیغمبر علیہ السلام آپ کہہ دیں ایمان والے مردوں کو کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں۔'' اور اگلی آیت میں فرمایا وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ''اور آپ کہہ دیں ایمان والی عورتوں کو وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہوں کو۔'' دونوں مکلّف ہیں۔ وراثت کے مسئلے میں بھی روحانی اور جسمانی ماؤں میں فرق ہے۔ سگی ماں کی وراثت بیٹے کو ملے گی اور بیٹے کی ماں کو ملے گی لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی وراثت امتیوں کو نہیں ملے گی اور نہ امتیوں کی ان کو ملے گی۔ دیکھو! اگر کوئی شخص اپنی سگی ماں کو زکوٰۃ دے تو نہیں لگے گی۔ سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ اسی طرح سگی ماں بیٹے کو زکوٰۃ یا واجب قسم کا صدقہ دے تو جائز نہیں ہے اور سوتیلی ماں اپنے سوتیلے بیٹے کو زکوٰۃ دے یا کوئی واجب قسم کا صدقہ دے تو لگ جائے گا۔ یہ فرق ہے حقیقی اور سوتیلی ماں کا۔ تو فرمایا آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

مسئلہ مواخات :

جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک انصاری اور ایک مہاجر کو آپس میں بھائی بھائی بنایا اس کو مواخات کہتے ہیں، بھائی چارا۔ اس وقت مہاجر فوت ہوتا تو وارث انصاری بنتا اور اگر انصاری فوت ہوتا تو وارث مہاجر بنتا۔ پھر اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ اور قریبی رشتہ داران میں بعض بعض کے زیادہ قریب ہیں فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نوشت میں مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ

الْمُهٰجِرِيْنَ ایمان والوں سے اور ہجرت کرنے والوں سے۔اب اگر کوئی انصاری فوت ہو جائے تو اس کے مہاجر بھائی کو وراثت نہیں ملے گی۔ وراثت رشتہ داروں کو ملے گی۔ ہاں! ایک شق قرآن نے چھوڑ دی ہے اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا مگر یہ کہ کرو تم اپنے دوستوں کے ساتھ بھلائی کہ ان کے لیے وصیت کر دو کہ میرے مال میں سے اتنا میرے فلاں دوست کو دے دینا۔ وصیت تیسرے حصے میں جائز ہے۔ وارث بننے کا حکم تو منسوخ ہو گیا کیونکہ پہلے مہاجر بھی اِکا دُکا مسلمان تھے اور انصار بھی۔اب دونوں کی برادریاں مسلمان ہو گئیں تو اب وراثت رشتہ داروں میں چلے گی۔ دوست کے لیے وصیت رہ گئی ہے تیسرے حصے میں۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس تین ہزار روپے ہیں تو وہ ایک ہزار میں وصیت کا شرعاً مجاز ہے باقی دو ہزار وارثوں کو ملیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا تم میں سے کون شخص ہے جس کو اپنے رشتہ داروں کے مال کے ساتھ زیادہ پیار ہے اور اپنے مال کے ساتھ کم ہے۔ کہنے لگے کوئی بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سارے تو ایسے ہی ہو۔ کیونکہ اپنے مال میں تمہارا تو وہی ہے جو تم نے کھا لیا، پہن لیا، صدقہ کر لیا باقی تو وارثوں کا ہے جو تم سنبھال کر رکھتے ہو۔ تو فرمایا اب بھائی چارے میں وراثت نہیں ہے وصیت کرنے کا حق ہے كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ہے یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی۔ لوح محفوظ میں بھی اور قرآن پاک میں بھی جو اوپر حکم بیان ہوا ہے۔ اوپر نبی کریم ﷺ کا ذکر تھا آگے دوسرے پیغمبروں کا ذکر ہے۔

عہد انبیاء :

فرمایا وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ اور جس وقت لیا ہم نے انبیاء علیہم السلام سے ان کا عہد کہ رب تعالیٰ کی توحید پر قائم رہو گے اور یہی سبق لوگوں کو بھی دو گے۔ حق پر

قائم رہنا اور حق کی دعوت دینا یہ تمہارے فریضے میں داخل ہے۔ پانچ پیغمبروں کا نام لیا کیونکہ یہ اولو العزم پیغمبر ہیں بڑی شان والے۔ باقی برحق تو سارے پیغمبر ہیں۔ ویسے قرآن کریم میں پچیس پیغمبروں کے نام آئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ دو لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں۔ روایتیں دونوں ضعیف ہیں قابل اعتبار نہیں ہیں اس لیے قطعی اور یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ پیغمبروں کی کل تعداد کتنی تھی؟ اگر یہ روایت بیان کرنی پڑے تو یوں کہو کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم وبیش جتنے بھی رب تعالیٰ کے پیغمبر تشریف لائے ہیں ہم سب کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے حقیقت میں پیغمبر زیادہ ہوں اور ہم ان کی نفی کر دیں یا تھوڑے ہوں اور ہم زیادہ کہہ دیں۔ تو غیر نبی کو نبی بنا دیں گے۔ تو فرمایا اور جس وقت لیا ہم نے انبیاء علیہم السلام سے عہد وَمِنْكَ اور اے نبی کریم ﷺ! آپ سے بھی ہم نے عہد لیا وَمِنْ نُّوْحٍ اور نوح علیہ السلام سے بھی وَاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام سے بھی وَمُوْسٰى اور موسیٰ علیہ السلام سے بھی وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے بھی۔ یہ پانچ اولو العزم پیغمبر ہیں بڑی شان والے۔ پھر ان میں سے سب سے بلند درجہ اور مقام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا پھر موسیٰ علیہ السلام کا پھر نوح علیہ السلام کا پھر عیسیٰ علیہ السلام کا۔ تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ہے مگر اطاعت صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کرنی ہے دوسرے پیغمبروں کی اطاعت نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبروں کو مانیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے مگر ان کی شریعت نہیں مانیں گے۔ مثلاً اگر آدم علیہ السلام کی شریعت مانتے ہیں تو بہن کے ساتھ نکاح کرنا پڑے گا لہٰذا اب اطاعت صرف آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

فرمایا وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا اور لیا ہم نے ان سے پختہ عہد۔ بڑا مضبوط وعدہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے اپنی جانیں مصیبت میں ڈال کر رب تعالیٰ کے اس وعدے کو نبھایا اور توحید کو بیان کیا حق بیان کیا۔ ایسے پیغمبر بھی تھے جن کو ظالموں نے قتل کیا۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۶۱ میں ہے وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ''اور قتل کیا انہوں نے نبیوں کو ناحق۔'' یحیٰی علیہ السلام شہید ہوئے، زکریا علیہ السلام شہید ہوئے، شعیا علیہ السلام کو شہید کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بڑے علاقے میں بہت سی قومیں آباد تھیں۔ وہاں کے خبیثوں نے ایکا کر کے صبح سے لے کر دوپہر تک تینتالیس (۴۳) پیغمبروں کو شہید کیا اور ایک سو ستر (۱۷۰) ان کے صحابی، شاگرد، حواری شہید کیے۔ جو ان کی نصرت کے لیے آئے تھے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَيَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ ''اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم دیتے ہیں انصاف کا۔'' یہ پختہ وعدہ لیا اللہ تعالیٰ نے لِيَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِيۡنَ عَنۡ صِدۡقِهِمۡ تاکہ سوال کرے اللہ تعالیٰ سچے لوگوں سے ان کی سچائی کے بارے میں وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا اَلِيۡمًا اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ
اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ
تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا
شَدِيْدًا ۝۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ
النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ
اِلَّا فِرَارًا ۝۱۳ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا
الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝۱۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو اٰمَنُوا جو ایمان لائے ہو اذْكُرُوْا یاد کرو نِعْمَةَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو عَلَيْكُمْ جو تم پر ہوئی اِذْ جَآءَتْكُمْ جب آئے تمہارے مقابلے میں جُنُوْدٌ لشکر فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا پس چھوڑی ہم نے ان پر ہوا وَّجُنُوْدًا اور لشکر لَّمْ تَرَوْهَا جس کو تم نے نہیں دیکھا وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا اس کارروائی کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا اِذْ جَآءُوْكُمْ جس وقت آئے تمہارے پاس مِّنْ فَوْقِكُمْ تمہاری بالائی

طرف سے وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ اور تمہاری نچلی طرف سے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ اور جس وقت آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ اور پہنچ گئے دل الْحَنَاجِرَ ہنسلی کی ہڈی تک وَتَظُنُّوْنَ اور تم خیال کرتے تھے بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے بارے میں الظُّنُوْنَا مختلف قسم کے خیال هُنَالِكَ اس مقام میں ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ آزمائش میں ڈالے گئے مومن وَزُلْزِلُوْا اور زلزلہ طاری کیا گیا زِلْزَالًا شَدِيْدًا سخت زلزلہ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ اور جس وقت کہا منافق لوگوں نے وَالَّذِيْنَ اور ان لوگوں نے فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ جن کے دلوں میں بیماری ہے مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ نہیں وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وَرَسُوْلُهٗۤ اور اس کے رسول نے اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے کا وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اور جس وقت کہا ایک گروہ نے ان میں سے يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ اے یثرب والو لَا مُقَامَ لَكُمْ تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے فَارْجِعُوْا پس لوٹ جاؤ تم اپنے گھروں کو وَيَسْتَاْذِنُ اور اجازت مانگتا ہے فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ ایک گروہ ان میں سے نبی ﷺ سے يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ بے شک ہمارے مکان کھلے ہیں وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اور وہ کھلے بے پردہ نہیں ہیں اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا نہیں ارادہ کرتے مگر وہ مکان سے بھاگنے کا وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ اور اگر داخل کر دی جائے ان پر (فوج) مِّنْ اَقْطَارِهَا اس کے اطراف سے ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ پھر ان سے سوال کیا جائے فتنے کا لَاٰتَوْهَا البتہ ضرور

آئیں اس میں وہ وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اور نہ ٹھہریں اپنے گھروں میں اِلَّا يَسِيْرًا مگر بہت تھوڑا۔

غزوہ خندق :

آج کی آیات میں غزوہ خندق یعنی غزوہ احزاب کا ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے دور میں سب سے اہم معرکہ بدر کا تھا کہ تین سو تیرہ (۳۱۳) مسلمانوں کا مقابلہ ایک ہزار کافروں کے ساتھ تھا۔ ظاہری طور پر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حالات ایسے پیدا فرمائے کہ ان کمزور ضعیفوں کو ان طاقتوروں پر فتح نصیب ہوئی۔ ستر (۷۰) کافر مارے گئے، ستر (۷۰) گرفتار ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ یہ رمضان المبارک ۲ ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ۳ ھ شوال کے مہینے میں غزوہ احد پیش آیا۔ اس میں ظاہری طور پر کافروں کا پلہ بھاری رہا۔ ستر (۷۰) مسلمان شہید ہوئے اور کافی زخمی ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ اقدس بھی زخمی ہوا۔ ایک دانت مبارک بھی شہید ہوا لیکن باوجود اس کے کافر میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ چند میل کے فاصلے پر حمراء الاسد کے مقام پر جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے کامیابی تو ہماری تھی ہم نے ان کا صفایا کیوں نہیں کیا، کیوں آ گئے۔ ایک نے کہا میں نے تجھے آتے ہوئے دیکھا میں بھی آ گیا۔ دو سرے نے کہا میں نے تجھے آتے ہوئے دیکھا میں بھی آ گیا۔ بڑے پریشان اور پشیمان ہوئے۔ چوتھے پارے میں موجود ہے کہ پھر حملے کا پروگرام بنایا۔ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ ﷺ اپنے زخمی ساتھیوں کو لے کر چل پڑے ان کو جب معلوم ہوا تو بھاگ گئے۔

غزوہ خندق ۴ ھ میں پیش آیا۔ اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ کافروں نے

عرب کے سارے قبیلے اکٹھے کیے دس ہزار صرف قریشی تھے باقی بنو غطفان، بنو اسد، بنو بکر اور دیگر قبائل تھے۔ انہوں نے یہ سارا پروگرام خفیہ طریقہ پر تیار کیا اور قبائل کو آگاہ کیا۔ قریش مکہ مکرمہ سے چلے اور باقی راستے میں ساتھ ملتے گئے۔ سب کو ملا کر ان کی تعداد چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) تھی۔ اس زمانہ میں یہ چوبیس ہزار کا لشکر بڑی بات تھی۔ اب چونکہ مخلوق زیادہ ہوگئی ہے اس لیے ہمیں اس کی کوئی اہمیت معلوم نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا کوئی علم نہیں تھا جب یہ لشکر مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو اطلاع ہوئی۔ سخت سردی تھی مدینہ طیبہ میں سردی خوب ہوتی ہے اور مکہ مکرمہ میں گرمی ہی گرمی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ساتھیوں کو مسجد نبوی میں بلا کر مشورہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ [آل عمران:۱۵۹] ''اور اہم معاملے میں ان سے مشورہ کریں۔'' ان کی دل جوئی بھی ہو جائے گی اور کوئی صحیح رائے بھی قائم ہو جائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دشمنوں کی تعداد کافی ہے ہمیں چرواہوں اور اپنے ساتھیوں کے ذریعے معلوم ہوا ہے بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ہمیں شہر میں رہ کر دفاع کرنا چاہیے یا باہر جا کر کھلے میدان میں ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ نوجوان طبقے کی رائے یہ تھی کہ ہمیں ان کے ساتھ کھلے میدان میں لڑنا چاہیے۔ سمجھ دار، عمر رسیدہ حضرات خاموش تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نوجوانوں کی رائے کی قدر کرتا ہوں لیکن صورت حال یہ ہے کہ سردی کا موسم ہے دشمن کے پاس خیمے ہیں سردی سے بچاؤ کے لیے اور ہمارے پاس اس وقت کوئی انتظام نہیں ہے۔ کھلی جگہ پر رات گزارنا بڑی مشکل بات ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم باہر جاتے ہیں تو یہاں منافق بھی ہیں، یہودی بھی ہیں یہ ہماری عورتوں کے سلسلے میں کوئی فتنہ نہ کھڑا کر دیں لہٰذا دوسرے حضرات بھی اپنی رائے کا

اظہار کریں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمیں گھروں میں رہ کر اپنے اپنے انداز میں مقابلہ کرنا چاہیے۔ بات طے ہوگئی۔ مدینہ طیبہ کے تین اطراف میں درخت تھے۔ جگہ نشیب وفراز تھی یعنی اونچی نیچی جگہ تھی پتھر بھی تھے کہ درختوں کے پیچھے چند تیر اندازوں کے ہوتے ہوئے فوج اندر نہیں آسکتی تھی۔ تو تین اطراف خطرے والے نہیں تھے چوتھی جانب سے دشمن یک بارگی حملہ کرسکتا تھا اور اندر آنے کا شدید خطرہ تھا۔ اس خطرے کے پیش نظر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ اس کے متعلق سوچو کہ دفاع کیسے ہو؟ سب خاموش رہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت! ہمارے علاقے میں جب لڑائیاں ہوتی تھیں تو جس طرف سے دشمن کے داخل ہونے کا شدید خطرہ ہوتا تھا اس طرف ہم خندق کھود لیتے تھے۔ اتنی چوڑی کہ نہ بندہ اس کو پار کرسکے اور نہ گھوڑا اچھلانگ لگا سکے۔ اتنی گہری کہ اس میں اتر کر دوسری طرف چڑھ نہ سکے۔ چنانچہ دس دس آدمیوں کے ذمہ ایک ایک ٹکڑا لگایا گیا۔ چنانچہ خود آنحضرت ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خندق کھودی۔ پورا ایک مہینہ کافر رہے۔ اکا دُکا تیر اندازی ہوتی رہی مگر کھلی جنگ کی نوبت نہ آئی۔ مسلمان تین ہزار تھے وہ چوبیس ہزار تھے۔ تنگ پڑ گئے حالانکہ تین ہزار کی چوبیس ہزار کے ساتھ کوئی نسبت نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ نے دیکھو کیسی نصرت فرمائی۔

فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ جس وقت آئے تمہارے مقابلے میں لشکر دشمنوں کے تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح مدد کی فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا پس بھیجی ہم نے ان پر ہوا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا اور ایسا لشکر جس کو تم نے نہیں دیکھا۔ ہوا ٹھنڈی اور اتنی تیز تھی کہ ان کے خیمے اکھڑ گئے، آگ بجھ گئی، ہانڈیاں الٹ گئیں

اور افراتفری پھیل گئی۔ فرشتوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا انہوں نے سمجھا کہ مسلمان آ گئے ہیں اب ہماری خیر نہیں ہے۔ ابوسفیانؓ اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوئے تھے اس نے اعلان کیا کہ واپس چلو اب ہمارا کوئی بس نہیں ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا اور ہے اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ان کاموں کا جو تم کرتے ہو اِذْ جَآءُوْكُمْ جس وقت آئے تمہارے دشمن تمہارے پاس مِّنْ فَوْقِكُمْ تمہاری بالائی طرف سے وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ اور تمہاری نچلی طرف سے، نیچے کی جانب سے۔ مدینہ کی شرقی جانب اونچی جگہ ہے جب کہ مغربی حصہ نیچا ہے۔ دشمن دونوں طرف سے حملہ آور ہوئے تھے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ اور جس وقت تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اور طرف سے پھر کر دشمن پر لگ گئیں کہ اس طرف سے آئیں گے اور کتنے آئیں گے وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ حَنَاجِرَ حنجرة کی جمع ہے، ہنسلی کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ اور پہنچ گئے دل ہنسلی کی ہڈی تک خوف کی وجہ سے وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا اور تم خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں مختلف قسم کے خیال کہ ہمیں کامیابی ہوگی یا ان کو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیا ہوگا تقدیر میں کیا ہے، ہم میں سے کتنے شہید ہوں گے کتنے زخمی ہوں گے کیا بنے گا کیا نہیں بنے گا۔ یہ طرح طرح کے خیال تھے هُنَالِكَ اس مقام میں ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ آزمائش میں ڈالے گئے ایمان والے وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا اور زلزلہ طاری کیا گیا ان پر سخت زلزلہ۔ یہ زمین والا زلزلہ نہیں تھا بلکہ یہ حالات کا زلزلہ تھا۔

منافقین کا کردار :

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ اور جس وقت کہا منافق لوگوں نے وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں کفر اور نفاق کی بیماری تھی۔ کیا کہا؟ مَا

وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ نہیں وعدہ کیا ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے کا۔ آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر کے فتح ہونے کے بعد سُوق بَنُوْ قَيْنُقَاع ۔ بَنُوْ قَيْنُقَاع یہودی تھے ان کا یہ بازار تھا اور بڑا بارونق بازار تھا۔ آج کل اس مقام پر کھجوریں بکتی ہیں اور اس کا نام سُوق التمر ہے۔ اس بازار میں کھڑے ہو کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس طرح تمہیں اللہ تعالیٰ نے بدر میں فتح عطا فرمائی ہے اسی طرح قیصر و کسریٰ بھی تم فتح کرو گے اور روم و ایران پر تمہاری حکومت ہوگی۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے خندق کے موقع پر ایک منافق جس کا نام طلیحہ بن خالد اسدی تھا اس نے کہا کہ اِس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا ایران فتح ہوگا روم فتح ہوگا ہم تو پیشاب استنجا کرنے سے بھی رہ گئے۔ یہ وعدے ہمارے ساتھ نرا دھوکا ہیں۔ اس نے کھلے طور پر یہ باتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے کہ جس وقت کہا منافقوں نے اور انہوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے نہیں وعدہ کیا ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے مگر دھوکے کا۔ فرمایا اس بات کو بھی دھیان میں لاؤ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ اور جس وقت کہا ایک گروہ نے منافقوں میں سے اے یثرب کے رہنے والو! لَا مُقَامَ لَكُمْ تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے یہاں فَارْجِعُوْا پس لوٹ جاؤ اپنے گھروں کو۔ دشمن بہت زیادہ اور طاقت ور ہے تم مورچوں سے گھروں کو بھاگ جاؤ۔ مدینہ طیبہ کا پہلا نام یثرب تھا۔ یثرب کا معنیٰ ہے ملامت۔ دیکھو! یوسف علیہ السلام کے قصے میں جب ان کے والد گرامی اور بھائی ان کے پاس آئے اور بھائیوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا تو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ [یوسف : ۹۲] ''آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔'' تو یثرب کا معنیٰ ملامت کا ہے۔

اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس کا نام مدینہ منورہ رکھا۔ طابہ، طیبہ یہ بھی نام ہیں۔ اب بطور حکایت کے تو یثرب کا نام استعمال کر سکتے ہو اس کے علاوہ یثرب کا لفظ مدینہ منورہ کے لیے استعمال نہ کرو۔

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ اور اجازت مانگتا ہے ایک گروہ ان میں سے نبی ﷺ سے يَقُولُونَ کہتے ہیں إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ بے شک ہمارے گھر بے پردہ ہیں۔ ان کی دیواریں نہیں ہیں غیر محفوظ ہیں ہمیں اجازت دو ہم گھروں میں رہ کر اپنی عورتوں اور بچیوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ان کے گھر بے پردہ نہیں ہیں محفوظ ہیں خطرے والی کوئی بات نہیں ہے إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا یہ نہیں ارادہ کرتے مگر بھاگنے کا۔ وہ کہتے ہیں نا......ع

خوئے بد را بہانہ ہائے بسیار

"دل بُرا ہو نیت خراب ہو تو طرح طرح کے بہانے آتے ہیں۔" غزوۂ تبوک میں رومیوں کے ساتھ لڑائی تھی گرمی کا موسم تھا، فصلیں پکی ہوئی تھیں ایک مہینے کا سفر تھا۔ ترکوں کے زمانے میں جو ریل چلتی تھی اس کا تیسواں (۳۰) اسٹیشن تھا۔ ان منافقوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے آکر مختلف بہانے بنا کر اجازت لے لی۔ کسی نے کہا میری والدہ بالکل قریب المرگ ہے حرکت تک نہیں کر سکتی اگر مر گئی تو اس کو دفنانے والا کوئی نہیں۔ کسی نے اپنے غلام کو دوڑا دیا اور آکر کہا کہ حضرت! میرا غلام بھاگ گیا ہے پیچھے بے زبان جانور بھوکے پیاسے رہ جائیں گے گھر میں کوئی مرد نہیں ان کو چارا ڈالنے والا، پانی پلانے والا کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح ان کا یہ بھی بہانہ تھا کہ ہمارے گھر کھلے ہیں، بے پردہ ہیں، غیر محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ غیر محفوظ نہیں ہیں یہ صرف فرار چاہتے ہیں، بھاگنے کا

ارادہ کرتے ہیں۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا۔ دُخِلَتْ کی ضمیر مدینہ منورہ کی طرف لوٹتی ہے جس کا ذکر اوپر یثرب میں آیا ہے۔ معنیٰ ہوگا اور اگر داخل کردی جائے ان پر اس کے اطراف سے فوج ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ پھر ان سے سوال کیا جائے مسلمانوں کے خلاف فتنے کا لَاٰتَوْهَا البتہ ضرور آئیں گے اس میں یعنی مسلمانوں کے خلاف مدد دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اس سلسلہ میں کوئی تاخیر روا نہیں رکھیں گے وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا اور نہ ٹھہریں اپنے گھروں میں مگر بہت تھوڑا۔ پھر ان کے گھر محفوظ ہی محفوظ ہوں گے۔ یہ لڑائی چونکہ ان کی مرضی کے خلاف ہے اس لیے یہ منافق بہانہ بناتے ہیں کہ ہمارے گھر بے پردہ ہیں، غیر محفوظ ہیں۔

وَلَقَدْ كَانُوْا

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝۱۵ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۶ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۷ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۸ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۱۹

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ انہوں نے معاہدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ کہ وہ پشت نہیں پھیریں گے وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا اور اللہ تعالیٰ کے عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا قُلْ آپ کہہ دیں لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ ہرگز نہیں فائدہ دے گا تمہیں بھاگنا اِنْ فَرَرْتُمْ اگر تم بھاگو مِّنَ الْمَوْتِ موت سے اَوِ الْقَتْلِ یا قتل کیے

جانے سے وَإِذًا اور اس وقت لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا تمہیں نہیں نفع دیا جائے
گا مگر تھوڑا قُلْ آپ فرمادیں مَنْ ذَا الَّذِي کون ہے وہ يَعْصِمُكُمْ جو
بچائے گا تمہیں مِّنَ اللهِ اللہ تعالیٰ سے إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوٓءًا اگر ارادہ کرے
اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ برائی کا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً یا وہ ارادہ کرے تمہارے
ساتھ مہربانی کا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم اور نہ پائیں گے وہ اپنے لیے مِّن دُونِ اللهِ
اللہ تعالیٰ کے سوا وَلِيًّا کوئی حمایتی وَّلَا نَصِيرًا اور نہ کوئی مددگار قَدْ يَعْلَمُ
اللهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو جو روکتے ہیں تم
میں سے وَالْقَآئِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ اور کہنے والے ہیں اپنے بھائیوں کو هَلُمَّ
إِلَيْنَا ہماری طرف چلے آو وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ اور وہ نہیں جاتے لڑائی میں إِلَّا
قَلِيلًا مگر بہت تھوڑے أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ وہ حریص ہیں تمہارے اوپر فَإِذَا
جَآءَ الْخَوْفُ پس جب آجائے خوف رَأَيْتَهُمْ تو آپ دیکھیں ان کو
يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وہ دیکھتے ہیں آپ کی طرف تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ گھومتی ہیں ان
کی آنکھیں كَالَّذِي اس شخص کی طرح يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ جس پر غشی
طاری ہوتی ہے موت کی وجہ سے فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ پس جب چلا جائے خوف
سَلَقُوكُم چلاتے ہیں تم پر بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ تیز زبانیں أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ
حریص ہیں وہ مال پر أُولَٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا یہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لائے
فَأَحْبَطَ اللهُ أَعْمَالَهُمْ پس ضائع کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو وَكَانَ ذَٰلِكَ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور ہے یہ اللہ تعالیٰ پر آسان۔

غزوہ احد کے موقع پر منافق مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر واپس گھروں کو چلے گئے تھے۔ جن کی تعداد تقریباً تین سو تھی۔ اس جنگ میں اگرچہ مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا مگر اس لحاظ سے مسلمانوں کا ہی پلہ بھاری رہا کہ دشمن ان کا تعاقب نہ کر سکا بلکہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں بھگا دیا۔ اس موقع پر منافقوں نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے ساتھ غداری نہیں کریں گے مگر غزوہ احزاب کے موقع پر انہوں نے پھر حیلے بہانوں سے یہی کام کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے تھے۔ اس کا ذکر ہے۔

منافقین کی غداری :

فرمایا وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ اور البتہ تحقیق انہوں نے معاہدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ کہ پشت نہیں پھیریں گے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں برابر شریک رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو علم ہونا چاہیے وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا اللہ تعالیٰ کے عہد کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تم نے عہد شکنی کیوں کی تھی؟ یہ منافق موت کے ڈر سے میدان جنگ سے بھاگتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ فرما دیں لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ ہرگز نہیں نفع دے گا تمہیں بھاگنا اِنْ فَرَرْتُمْ اگر تم بھاگو مِّنَ الْمَوْتِ موت سے اَوِ الْقَتْلِ یا قتل کیے جانے سے۔ موت سے تو نہیں بچ سکتے چاہے تم مضبوط قلعے میں چھپ جاؤ اس کے دروازے اور کھڑیاں بند کر لو ملک الموت وہاں بھی پہنچ جائے گا۔ کیونکہ فرشتوں کے لیے دیواریں ایسے ہی ہیں جیسے پرندوں کے لیے ہوا۔ جس طرح ہوا پرندوں کو اڑنے سے نہیں روکتی ایسے ہی فرشتوں کے لیے دیواروں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو فرمایا موت سے

بھاگنا، قتل سے بھاگنا تمہیں فائدہ نہیں دے گا موت تمہارے لیے مقدر ہے۔ اگر قتل ہونا لکھا ہوا ہے تو قتل ہو گے بھاگ نہیں سکتے۔

موت سے فرار کسی کو نہیں :

تاریخ میں آتا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آخری دنوں میں چارپائی پر لیٹے ہوئے ہوتے تھے جب کوئی ساتھی سامنے آتا تو اس کو دیکھ کر رونے لگ جاتے۔ ساتھیوں نے کہا حضرت! موت تو برحق ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' گھبراتے کیوں ہو؟ فرماتے موت سے نہیں گھبراتا اور نہ اس لیے روتا ہوں۔ میرے جسم پر سر سے لے کر پاؤں تک کوئی عضو ایسا نہیں ہے جہاں دشمن کی تلوار، تیر اور نیزے کا نشان نہ ہو مگر شہادت نصیب نہیں ہوئی اَمُوْتُ كَمَوْتِ الْحِمَارِ ''چارپائی پر گدھے کی طرح مر رہا ہوں، رب کے راستے میں شہید نہیں ہوا۔'' تو جو میدانوں میں اتنے زخمی ہوئے لیکن موت مقدر نہیں تھی اس لیے نہیں مرے۔

غزوۂ خیبر میں کامیابی کے بعد واپس آ رہے تھے مِدْعَم نامی ایک شخص تھا کَرکَرہ بھی اس کو کہتے تھے۔ وہ ایک باغ میں کھڑا تھا ناگہانی ایک تیر آیا جس وہ فوت ہو گیا۔ لڑائی ختم ہو چکی تھی واپس آ رہے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا هَنِيْئًا لَهُ الشَّهَادَةُ اس کو شہادت مبارک ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے مالِ غنیمت میں سے جو کمبل چرایا تھا وہ آگ کا شعلہ بن کر اس کو چمٹے گا یہ شہید نہیں ہے۔ جہاد ختم ہو چکا ہے واپس جا رہے ہیں تیر لگا اور فوت ہو گیا کیوں کہ موت اس طرح مقدر تھی۔

تو موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا۔ کتنا عرصہ بھاگو گے وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا اور اس وقت تمہیں نہیں فائدہ دیا جائے گا مگر بہت تھوڑا۔ تھوڑا سا وقت بچ گئے

موت پھر آئے گی موت سے تو چھٹکارا نہیں ہے قُلْ آپ فرما دیں مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وہ ذات کون ہے وہ شخص جو تم کو اللہ تعالیٰ سے بچائے اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، دکھ کا ارادہ کرے، اللہ تعالیٰ تمہیں تکلیف دے تو کون ٹالے گا؟ اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً یا ارادہ کرے تمہارے ساتھ مہربانی کا۔ اپنی رحمت سے تمہیں نوازے تو رب تعالیٰ کی رحمت کو کون روکے گا۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ :

اسلام کے بنیادی عقیدے میں سے یہ بھی ہے وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ''اور اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پس کوئی نہیں اس کو دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ [یونس:۱۰۷]'' اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے پس اس کو کوئی نہیں رد کر سکتا۔'' اے انسان! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں سکھ چین کا ارادہ فرمائیں، رحمت کا ارادہ فرمائیں تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا اگر دکھ تکلیف کا ارادہ فرمائیں تو اس کو بھی کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نافع ہے اور نہ کوئی ضار ہے، نہ کوئی مشکل کشا ہے، نہ کوئی حاجت روا ہے، نہ کوئی فریادرس ہے، نہ کوئی دست گیر ہے۔ یہ تمام صفتیں صرف رب تعالیٰ کی ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں یہی سبق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، کوئی معبود نہیں ہے، کوئی عالم الغیب نہیں ہے، کوئی حاضر و ناظر نہیں ہے، کوئی مختار کل نہیں ہے، کوئی سجدے اور نذر و نیاز کے لائق نہیں ہے، کوئی قانون بنانے والا نہیں ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ''حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔'' ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ گدھے پر سوار تھے آپ ﷺ کے گدھے کا نام عفیر تھا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ دنیا سے

رخصت ہو گئے اور عفیر کو آپ ﷺ نظر نہ آئے تو وہ دیوانوں کی طرح پھرتا تھا، کبھی مسجد کے دروازے کے آگے آ کر کھڑا ہو جاتا، کبھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس آ کر کھڑا ہو جاتا۔ جہاں جہاں آپ ﷺ عموماً تشریف لے جاتے وہاں وہاں وہ گیا۔ کئی دن اس نے اس طرح چکر لگائے جب اس کو یہ احساس ہو گیا کہ آپ ﷺ دنیا میں نہیں رہے تو ایک ٹیلے پر چڑھ کر اپنے آپ کو نیچے گرا کر خودکشی کر لی۔

تو آپ ﷺ عفیر پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، بچے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت ان کی عمر پورے دس سال تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یَا غُلَام احْفَظِ اللّٰہ یَحْفَظْكَ ''برخوردار! اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ جب سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ''جب مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے دکھ لکھا ہے ساری مخلوق جمع ہو کر بھی اس دکھ کو دور نہیں کر سکتی اور اگر تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھ لکھا ہوا ہے تو ساری کائنات جمع ہو کر بھی اس کو روک نہیں سکتی جَفَّ الْقَلَمُ قلم خشک ہو گیا ہے جو قلم تقدیر نے لکھ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔'' فرمایا کون بچائے گا تمہیں اللہ تعالیٰ سے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے یا مہربانی کا ارادہ کرے وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ اور نہیں پائیں گے وہ اپنے لیے مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وَلِیًّا کوئی حمایتی وَّلَا نَصِیْرًا اور نہ کوئی مددگار۔ ولی اسے کہتے ہیں جو زبانی طور پر تائید اور حمایت کرے اور نصیر اسے کہتے ہیں جو عملی طور پر مدد کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے کے لیے نہ کوئی زبانی تائید کرے گا اور نہ عملاً کوئی تمہیں بچا سکے گا۔

منافقین کا حال :

قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ تحقیق جانتا ہے اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو تم میں سے وَالْقَآئِلِیْنَ اور کہنے والوں کو لِاِخْوَانِھِمْ اپنے بھائیوں کو۔ کیا کہنے والے ہیں؟ ھَلُمَّ اِلَیْنَا ہماری طرف آؤ۔ منافق خود بھی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے تھے اور اپنے رشتہ داروں کو بھی روکتے تھے جو مخلص مومن تھے۔ کسی کا بھائی تھا، کسی کا چچا تھا، کسی کا بیٹا تھا۔ طبعی طور پر اپنے عزیزوں کے ساتھ انس تو ہوتا ہے۔ تو ان کی ہمدردی کی خاطر کہتے تھے نہ جاؤ۔ خود بھی شریک نہیں ہوتے تھے اور ان کو بھی روکتے تھے وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا اور وہ نہیں جاتے لڑائی میں مگر بہت تھوڑے۔ کیونکہ قلبی میلان ہی نہیں ہے ان میں اور کام وہ ہوتا ہے جس کو انسان کا دل چاہے اَشِحَّۃً عَلَیْکُمْ۔ اَشِحَّہ شَحِیْحٌ کی جمع ہے اور شَحِیْحٌ کا معنیٰ ہے حریص۔ وہ تمہارے خلاف کارروائیاں کرنے میں بڑے حریص ہیں۔ علی ضرر کے لیے ہے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ہر وہ کام کرتے ہیں جس میں تمہارا نقصان ہو فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ پس جب آجائے خوف یعنی کوئی دشمن حملہ کر دے جیسے یہاں خندق کے موقع پر ہوا کہ تقریباً چوبیس ہزار کافر حملے کے لیے آئے رَاَیْتَھُمْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کو دیکھتے ہیں یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں تَدُوْرُ اَعْیُنُھُمْ گھومتی ہیں آنکھیں ان کی کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے۔ جب دشمن حملہ آور ہوتا ہے تو ان پر خوف طاری ہوتا ہے کہ یہ اب مر چلے ہیں۔ پھر وہ آپ ﷺ کی طرف دیکھتے ہیں کہ ہمیں چھٹی دیتے ہیں یا روکتے ہیں اگر آپ ان کو رخصت دے دیں تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر رخصت نہ دیں اور کہیں کہ جہاد میں شریک ہونا ہے تو پھر یہ حواس باختہ ہو جاتے

ہیں۔ یہ حال ہے منافقوں کا۔اس کے برعکس جو مومن تھے ان کا حال دیکھیے !

مومنین کا حال :

حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کا بدر کے موقع پر جھگڑا ہو گیا کہ باپ نے کہا میں نے جانا ہے اور بیٹے نے کہا کہ میں نے جانا ہے۔گھر میں دو ہی فرد ہیں باپ بیٹا۔نہ اور کوئی گھر کی نگرانی کرنے والا ہے نہ پانی لا کر دینے والا ہے نہ کوئی جانوروں کو پانی پلانے والا ہے۔ باپ کہتا ہے میں نے جانا ہے بیٹا کہتا ہے میں نے جانا ہے۔ساتھیوں نے کہا جھگڑا نہ کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرالو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں اس پر عمل کرو۔ دونوں باپ بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے باپ کا اصرار ہے میں نے جانا ہے بیٹے کا اصرار ہے میں نے جانا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد! یہ تمہارا باپ ہے اس کی بات مان لو۔ کہنے لگا حضرت! شہادت کا موقع ہے میں خود جاؤں گا۔قرعہ اندازی ہوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا نام آیا۔بدر کے چودہ شہداء میں سے آٹھ انصاری تھے اور چھ مہاجر تھے ان میں سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

مومنوں کا حال یہ ہے کہ وہ قرعہ اندازی کر رہے ہیں اور جھگڑا کر رہے ہیں کہ میں نے جانا ہے اور دوسرا کہتا ہے میں نے جانا ہے۔ اور منافقوں کا حال یہ ہے کہ خود جاتے نہیں اور دوسروں کو روکتے ہیں۔کتنا ذہن کا تفاوت ہے۔فرمایا فَاِذَا ذَھَبَ الْخَوْفُ پس جس وقت خوف چلا جاتا ہے سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ ۔اَلْسِنَةٌ لِسَانٌ کی جمع ہے اور حِدَادٍ حَدِيْدٌ کی جمع ہے۔پھر کاٹتے ہیں تمہیں تیز زبانوں کے ساتھ جیسے قینچی کے ساتھ کپڑا وغیرہ کاٹتے ہیں اس طرح تمہارے خلاف تیز زبانیں استعمال کرتے ہیں اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ حریص ہیں مال پر۔مال کے لیے جان دیتے ہیں۔اگر کبھی جہاد میں بھی

شریک ہوتے ہیں تو محض اس لیے کہ ہمیں کچھ مال غنیمت مل جائے گا اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ زبان سے اٰمَنَّا کہنے سے کوئی مومن نہیں بنتا ان کے دل میں ایمان نہیں ہے انہوں نے صرف زبان سے اٰمَنَّا کہا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ''اور لوگوں میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ منافق خود بھی جنگ میں شرکت نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں یہ مومن نہیں ہیں فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ پس ضائع کر دیئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال۔ یہ جو ظاہری طور پر نیکیاں کرتے ہیں کبھی چندہ دے دیا، کسی مسلمان کو کھانا کھلا دیا، نماز پڑھ لی، ان کے یہ سب عمل باطل ہیں۔ اس لیے کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہے۔ نیکی کے قبول ہونے کی بنیادی طور پر تین شرطیں ہیں، ایمان، اخلاص، اتباع سنت۔ یہ چونکہ ایمان کی دولت سے محروم ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے اعمال اکارت کر دیئے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور ہے یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان۔ منافقوں کے اعمال ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے مشکل نہیں ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۠ ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ؕ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ؗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ؕ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ۙ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ۚ

يَحْسَبُوْنَ یہ گمان کرتے ہیں الْاَحْزَابَ آنے والے گروہوں کے بارے میں لَمْ يَذْهَبُوْا کہ وہ نہیں گئے وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ اور اگر آئیں وہ گروہ يَوَدُّوْا تو یہ پسند کرتے ہیں اس کو لَوْ اَنَّهُمْ بے شک وہ بَادُوْنَ چلے جائیں فِي الْاَعْرَابِ دیہاتیوں میں يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ پوچھتے رہیں تمہاری خبریں وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ اور اگر ہوں وہ تمہارے اندر مَّا قٰتَلُوْٓا نہیں لڑیں گے وہ اِلَّا قَلِيْلًا مگر بہت تھوڑے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ البتہ تحقیق ہے

تمہارے لیے فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے رسول میں اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ اچھا
نمونہ لِّمَنْ اس شخص کے لیے کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ جو امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے
وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ اور آخرت کے دن کی وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ
کو کثرت کے ساتھ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور جب دیکھا ایمان والوں نے
الْاَحْزَابَ ان گروہوں کو قَالُوْا کہنے لگے ھٰذَا مَا یہ وہ ہے وَعَدَنَا اللّٰہُ جس
کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وَرَسُوْلُہٗ اور اس کے رسول نے
وَصَدَقَ اللّٰہُ اور سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَرَسُوْلُہٗ اور اس کے رسول ﷺ نے
وَمَا زَادَھُمْ اور نہ زیادہ کیا اس بات نے ان کے لیے اِلَّآ اِیْمَانًا مگر ایمان
وَّتَسْلِیْمًا اور اطاعت کو مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ مومنوں میں کچھ مرد ایسے ہیں
صَدَقُوْا جنہوں نے سچ کر دکھایا ہے مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ اس چیز کو جس پر
انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا فَمِنْھُمْ پس ان میں سے مَّنْ وہ بھی ہیں
قَضٰی نَحْبَہٗ جنہوں نے پوری کی نذر اپنی وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ اور بعض ان
میں سے وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا اور انہوں نے نہیں
تبدیلی کی کسی قسم کی تبدیلی لِّیَجْزِیَ اللّٰہُ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ الصّٰدِقِیْنَ
سچوں کو بِصِدْقِھِمْ ان کی سچائی کا وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اور تاکہ سزا دے
منافقوں کو اِنْ شَآءَ اگر چاہے اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ یا ان پر رجوع فرمائے اِنَّ
اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا بے شک ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

ماقبل سے ربط :

اس سورۃ کا نام سورۃ الاحزاب ہے کہ اس میں غزوہ احزاب کا ذکر ہے۔ پہلے سن چکے ہو کہ ۴ھ شوال کے مہینے میں چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) کا لشکر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا۔ ابوسفیان کی قیادت میں جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ کم وبیش ایک مہینہ انہوں نے محاصرہ کیے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا بھیجی اور فرشتے نازل ہوئے۔ ہوا نے ان کے خیمے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ گئیں، فرشتوں نے نعرے لگائے، مجبور ہو کر واپسی کا طبل بجادیا اور چلے گئے۔ مگر منافقوں کا ذہن کیا تھا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ یہ منافق لوگ خیال کرتے ہیں ان گروہوں کے بارے میں کہ لَمْ یَذْهَبُوْا کہ وہ نہیں گئے۔ منافقوں پر اتنا خوف تھا کہ باوجود ان کے چلے جانے کے ان کو یقین نہیں تھا کہ وہ چلے گئے ہیں یہ گھروں میں ہی ڈرتے رہے۔ فرمایا وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ۔ اور اگر آئیں وہ گروہ۔ بالفرض وہ گروہ واپس آ جائیں تو یَوَدُّوْا یہ منافق پسند کریں گے لَوْ اس کو اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ بے شک چلے جائیں یہ دیہاتوں میں۔ یعنی بالفرض اگر وہ پھر آ جائیں تو یہ منافق مدینہ منورہ میں نہیں رہیں گے بلکہ بھاگ کر دیہاتوں میں چلے جائیں گے اور وہاں رہ کر یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ پوچھتے رہیں تمہاری خبریں، کیا ہوا، کیا بنا وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ اور اگر ہوں وہ تمہارے اندر مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِیْلًا نہیں لڑیں گے وہ مگر بہت تھوڑے مجبور ہو کر۔ کیونکہ جہاد تو قلبی شوق کا نام ہے کہ شہید ہونے کا شوق ہو تو جہاد ہوتا ہے ان میں تو ایمان ہی نہیں ہے شہادت کا شوق کیسے پیدا ہو گا؟ منافقوں کا حال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بطور نمونہ کے پیش کیا ہے کہ تم اپنے پیغمبر کی اطاعت کرو اور جنہوں نے

نبی ﷺ کی اطاعت کی ان کی تعریف فرمائی ہے۔

اسوۂ حسنہ :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ تحقیق ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول میں بہترین نمونہ۔ آنحضرت ﷺ نے خود کئی کے ساتھ، کدال کے ساتھ خندق کھودی ہے اور ٹوکری میں مٹی ڈال کر باہر پھینکتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر مٹی کی تہیں جمی ہوئی تھیں اگر تم نے صحیح کلمہ پڑھا ہے تو پھر بچتے پھرتے کیوں ہو؟ تمہارے لیے آنحضرت ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔ دس دس گز کا ٹکڑا آپ ﷺ نے ساتھیوں میں تقسیم کیا تھا کہ یہ تم نے کھودنا ہے۔ آپ ﷺ خود کھودتے بھی تھے اور نگرانی بھی کرتے تھے۔

ایک مقام پر چٹان آئی پتھر بڑا سخت تھا ساتھیوں نے بڑا زور لگایا مگر نہ ٹوٹا، مشورہ کیا، بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو اطلاع دیں کہ چٹان بڑی سخت ہے ہم عاجز آگئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اطلاع نہ دو آپ ﷺ پریشان ہوں گے ابھی زور لگاتے ہیں۔ جب بالکل قاصر ہو گئے تو آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ ہم نے بڑا زور لگایا ہے مگر چٹان نہیں ٹوٹی۔ پہلے تو ہم نے مناسب نہیں سمجھا مگر مجبور ہو کر آئے ہیں کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دے گا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کدال پکڑ کر مارا تو حدیث پاک میں آتا ہے ایسا لگا جیسے ریت کا ٹیلا تھا۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے بھوک کی وجہ سے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو سمجھ گئے گھر جا کر بیوی سے پوچھا کہ تیرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ بیوی نے بتایا کہ ساڑھے تین سیر جو کے دانے ہیں اور یہ

ٹیڈی بکری کا بچہ ہے۔ بیوی سے کہا کہ جو پیسو اور آٹا بناؤ میں بکری کا بچہ ذبح کر کے لاتا ہوں۔ بیوی نے فوراً آٹا پیس دیا انہوں نے گوشت بنا دیا۔ بیوی بڑی سمجھ دار تھی کہنے لگی دیکھو! تمہاری شرمیلی طبیعت ہے بات گول مول نہ کرنا کہ تشریف لاؤ دعوت ہے وہاں کافی لوگ جمع ہیں بہت سارے چل پڑیں گے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ سے عرض کرنا کہ حضرت! آپ ﷺ تشریف لائیں اور تین یا چار ساتھی اور لے آئیں۔ بات صاف کر کے آنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا حضرت! آپ تشریف لائیں اور تین یا چار ساتھی ساتھ لے لیں کہ میں نے جو کی روٹی پکوائی ہے اور ٹیڈی بکری ذبح کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اعلان کیا یَا اَھْلَ خَنْدَقَ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَکُمْ سُوْرًا ''اے خندق والو! جابر نے تمہاری دعوت کی ہے سارے چلو۔'' سب کو بھوک لگی ہوئی تھی بخاری شریف کی روایت ہے کہ سارے ہی ساتھ چل پڑے جو کہ ایک ہزار آدمی تھے۔ جب گھر پہنچے تو بیوی بڑی پریشان ہوئی کہ انتظام تو تھوڑا سا ہے اور اس نے ساری مخلوق گھر بلا لی ہے۔ بیوی نے اشارہ کر کے اندر بلایا اور کہا کہ مَا فَعَلْتَ ھٰذَا ''یہ تو نے کیا کیا ہے؟'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تمہارے سبق کے مطابق جا کر عرض کیا تھا کہ حضرت! آپ تشریف لائیں اور چند ساتھی ساتھ لے لیں۔ آپ ﷺ نے میری یہ بات سنی اور سمجھی اور پھر اعلان فرمایا کہ سارے خندق والے آجاؤ جابر نے تمہارے لیے دعوت تیار کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کچھ کلمات پڑھ کر ہنڈیا پر دم کیا بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک ہزار آدمی نے کھانا سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی بچ گیا۔ یہ معجزہ تھا آنحضرت ﷺ کا اور معجزہ حق ہے اور کرامت بھی حق ہے۔

تو فرمایا البتہ تحقیق تمہارے لیے آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی میں اچھا نمونہ

ہے۔لیکن کس کے لیے ہے؟ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اس کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اور آخرت کے دن کا عقیدہ رکھتا ہے۔اور تیسری علامت یہ ہے وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کثرت کے ساتھ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عقل مندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ [آل عمران: ۱۹۱] ''جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے اور پہلو کے بل۔'' کئی دفعہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ ذکر کے لیے وضو شرط نہیں ہے اور جن دنوں میں عورتیں نماز نہیں پڑھتیں ان دنوں میں بھی وہ باقاعدہ ذکر کر سکتی ہیں، درود شریف پڑھ سکتی ہیں صرف قرآن شریف نہیں پڑھ سکتیں۔

آیات کا مصداق :

فرمایا وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ اور جس وقت دیکھا مومنوں نے گروہوں کو جب وہ میدان میں آئے لڑائی کے لیے قَالُوْا مومنوں نے کہا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ کیا تھا ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے بھی سچ فرمایا۔اس وعدے سے کون سا وعدہ مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ وعدہ ہے جس کا ذکر دوسرے پارے کی اس آیت کریمہ میں ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ [بقرہ: ۲۱۴] ''کیا خیال کرتے ہو تم کہ جنت میں مفت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس پہلے لوگوں کی مثالیں نہیں آئیں انہیں پہنچی سختی اور

تکلیف اوران پر زلزلے کی سی کیفیت طاری کردی گئی یہاں تک کہ کہااس وقت کے رسول نے اوران لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ کب آئے گی اللہ تعالیٰ کی مدد۔'' ان پر مالی تکلیفیں بھی آئیں اور بدنی تکلیفیں بھی آئیں، میدان جنگ میں بھی تکالیف آئیں، تم ان تکلیفوں کے بغیر کیسے جنت میں چلے جاؤ گے؟ تو یہ وعدہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ نے سچا کر دکھایا کہ تکلیفیں نظر آرہی ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جنت بڑی قیمتی ہے تو اس کے لیے قیمت بھی بڑی ہوگی۔ جیسے سونا یا ہیرا خریدنے کے لیے تھیلا پیسوں سے بھر کے لے جانا پڑتا ہے۔

جب کہ دوسرے مفسرین رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ ان آیات کا مصداق یہ نہیں ہے۔ بلکہ ہوا اس طرح کہ غزوۂ احد ختم ہونے کے بعد مشرک جب مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلے پر حمراء الاسد کے مقام پر پہنچے تو کہنے لگے کہ ہمارا پلڑا بھاری تھا کہ ہم نے بہت سے لوگ ماردیئے اور بہت سے زخمی کیے اور بغیر فیصلہ کن جنگ کے واپس آگئے آؤ پھر چلیں آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ مشرکین دوبارہ حملے کی تیاری کررہے ہیں باوجود اس کے کہ آنحضرت ﷺ بھی زخمی تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت بھی زخمی تھی۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۲ میں ہے مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ '' بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہے اور آپ ﷺ نے زخمی شیروں کو تعاقب کا حکم دے دیا۔ مشرکین کو جب اطلاع ہوئی تو کہنے لگے کہ زخمی شیر کا حملہ بڑا خطرناک ہوتا ہے انہوں نے ہمیں اب چھوڑنا نہیں ہے اور وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ آنحضرت ﷺ وہاں تین دن قیام پذیر ہوئے، سترہ (۱۷)، اٹھارہ (۱۸)، انیس (۱۹) شوال۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا وحی بھیجی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو سنائی کہ

تمہارے پاس گروہوں کی شکل میں بڑا لشکر آئے گا مگر تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا وَالْعَاقِبَةُ لكم "انجام تمہارے حق میں ہوگا۔" اس وعدے کے متعلق فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ گروہوں کی شکل میں بڑا لشکر آئے گا وہ سچ فرمایا تھا۔ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا اور نہ زیادہ کیا ان کے لیے اس بات نے مگر ایمان اور اطاعت کو۔ مومنوں کا ایمان اور بڑھ گیا اور آپ ﷺ کی فرماں برداری کا جذبہ اور زیادہ ہوگیا۔

مومنین کی صفات :

فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ مومنوں میں کچھ ایسے مرد ہیں صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ جنہوں نے سچا کر دکھایا ہے وہ وعدہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے سفر پر ہونے کی وجہ سے۔ جب سفر سے واپس آئے تو بڑا افسوس ہوا کہ پہلا غزوہ تھا، پہلا جہاد تھا میں اس سے محروم ہوگیا۔ اچھا! اگر اللہ تعالیٰ نے آئندہ موقع دیا تو میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں گا۔ احد کے موقع پر مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا، ستر (۷۰) مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک چٹان کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے تھے کہ پاس سے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ گزرے اور کہنے لگے عمر! کیا بات ہے؟ جواب ملا کہ میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ کہنے لگے کوئی مرہم پٹی وغیرہ کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مرہم پٹی والا معاملہ نہیں ہے بلکہ ستر مسلمانوں کا شہید ہونا، اکثر مسلمانوں کا زخمی ہونا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے کمر ٹوٹ گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہمارے لیے جنت کا دروازہ بند ہوگیا ہے؟

کہنے لگے نہیں بند ہوا۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا میں جا رہا ہوں السلام علیکم اب تمہارے ساتھ ملاقات قیامت والے دن ہوگی۔ جا کر لڑے بخاری شریف میں روایت ہے کہ بدن پر تلوار اور نیزوں کے اسّی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ لاش پہچانی نہیں جاتی تھی۔ ہمشیرہ نے انگلی کے نشان سے بھائی کی لاش پہچانی۔

تو فرمایا بعض مومنوں نے وعدہ سچا کر دکھایا فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے پوری کی اپنی منت وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو شہید نہیں ہوئے انتظار کر رہے ہیں اپنی باری کا، وعدے کو نبھانے کے لیے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا اور انہوں نے نہیں تبدیلی کی کسی قسم کی۔ جن کے مقدر میں شہادت تھی وہ شہید ہو گئے اور باقی منتظر ہیں لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا۔ ان کو سچائی کا بدلہ ضرور ملے گا وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اور تاکہ منافقوں کو سزا دے۔ اِنْ شَآءَ اگر چاہے اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ یا ان پر رجوع کرے کہ ان کو توبہ کی توفیق دے دے۔ بعض منافق توبہ کر کے سچے مسلمان ہو گئے تھے جیسے جلاس بن عمرو اور مخشی بن حمیر رضی اللہ عنہ۔ مگر ایسے بہت تھوڑے تھے جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو اور سچے دل سے ایمان قبول کیا ہو اور اپنی پہلی کارروائیوں پر نادم ہوئے ہوں۔ ایسوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بے شک ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا بِغَيْظِهِمْ ان کے غصے کے ساتھ لَمْ يَنَالُوْا نہ حاصل کر سکے خَيْرًا کوئی خیر وَكَفَى اللّٰهُ اور کفایت کی اللہ تعالیٰ نے الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کی الْقِتَالَ لڑائی سے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ قَوِيًّا قوت والا عَزِيْزًا زبردست وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ اور اتارا ان لوگوں کو ظَاهَرُوْهُمْ جنہوں نے ان کی مدد کی مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب میں سے مِنْ صَيَاصِيْهِمْ ان کے قلعوں سے

وَقَذَفَ اورڈالا فِیْ قُلُوْبِھِمُ ان کے دلوں میں الرُّعْبَ رعب فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ایک فریق کو تم قتل کرتے ہو وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا اور قیدی بناتے ہو ایک گروہ کو وَاَوْرَثَکُمْ اور وارث بنایا تمہیں اَرْضَھُمْ ان کی زمین کا وَدِیَارَھُمْ اور ان کے گھروں کا وَاَمْوَالَھُمْ اور ان کے مالوں کا وَاَرْضًا اور اس زمین کا بھی لَّمْ تَطَئُوْھَا جس کو تم نے پامال نہیں کیا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی کریم ﷺ! قُلْ آپ کہہ دیں لِّاَزْوَاجِکَ اپنی بیویوں کو اِنْ کُنْتُنَّ اگر ہو تم تُرِدْنَ ارادہ کرتی الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی کا وَزِیْنَتَھَا اور اس کی زینت کا فَتَعَالَیْنَ پس تم آؤ اُمَتِّعْکُنَّ میں تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا وَاُسَرِّحْکُنَّ اور تمہیں چھوڑ دوں گا سَرَاحًا جَمِیْلًا اچھے طریقے سے چھوڑنا وَاِنْ کُنْتُنَّ اور اگر تم ہو تُرِدْنَ اللّٰہَ ارادہ کرتی اللہ تعالیٰ کا وَرَسُوْلَہٗ اور اس کے رسول ﷺ کا وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ اور آخرت کے گھر کا فَاِنَّ اللّٰہَ پس اللہ تعالیٰ نے اَعَدَّ تیار کیا ہے لِلْمُحْسِنٰتِ نیکی کرنے والیوں کے لیے مِنْکُنَّ تم میں سے اَجْرًا عَظِیْمًا بڑا اجر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اے پیغمبر کی بیویو! مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ جو کرے گی تم میں سے بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ برائی واضح یُّضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ دگنا کیا جائے گا اس کے لیے عذاب کو ضِعْفَیْنِ دوگنا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا اور ہے یہ اللہ تعالیٰ پر آسان۔

غزوہ خندق کا ذکر چلا آ رہا ہے کہ تقریباً چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) کا لشکر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا اور مقابلے میں صرف تین ہزار (۳۰۰۰) آدمی تھے۔ اور حملہ آوروں کے علاوہ منافقوں اور یہودیوں کے شر کا بھی خطرہ تھا۔ موسم بھی سردی کا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی خصوصی نصرت فرمائی اور کافروں کو ناکام اور نامراد واپس لوٹا دیا۔ اس کا ذکر ہے۔

نصرتِ خداوندی :

فرمایا وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کے غصے کے ساتھ۔ فرشتے بھیج کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کیا کہ وہ کافروں کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ اور دوسری طرف تیز آندھی بھیج کر ان کے خیمے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ گئیں اور وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا نہ حاصل کر سکے کسی قسم کی کوئی خیر۔ وہ مدینہ طیبہ کو فتح کر کے لوٹ مار کرنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے آئے تھے مگر ناکام و نامراد واپس لوٹے وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ اور کفایت کی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جنگ سے کہ وہ جنگ لڑنے سے بچ گئے اور انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا اور اللہ تعالیٰ قوت والا اور ہر چیز پر غالب ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا لہٰذا اس پر بھروسا رکھنا چاہیے کیونکہ قوت کا سرچشمہ وہی ہے۔

آنحضرت ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ ﷺ نے مختلف قبائل کے ساتھ معاہدے کیے۔ ان میں بنو قریظہ بھی شامل تھے مگر جنگ خندق کے موقع پر انہوں نے غداری کی اور کافروں کی طرف داری کی۔ حملہ آوروں کے واپس چلے جانے کے بعد

جب مسلمانوں کو اطمینان حاصل ہوا اور ہتھیار اتارنے کا ارادہ کیا آنحضرت ﷺ نے بھی اپنی زرہ اتارنے کا ارادہ فرمایا تو اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آ گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ تو ہتھیار اتارنا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بنو قریظہ کی عہد شکنی کا بھی فیصلہ کر لیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ اتارے بلکہ اسی حالت میں بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ مدینہ طیبہ میں بھی اور باہر دیہات میں ان کے بڑے مضبوط قلعے تھے، دو منزلہ، چھ منزلہ، سات منزلہ۔ آنحضرت ﷺ کے حکم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں پہنچ گئے، اس کا ذکر ہے۔

غزوہ بنو قریظہ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ اور اتارا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ظَاهَرُوْهُمْ جنہوں نے مشرکوں اور قریشیوں کی مدد کی مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب میں سے، یہودیوں میں سے۔ کہاں سے اتارا؟ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ۔ صِيْصَةٌ کی جمع ہے اور صیصہ کا معنیٰ ہے قلعہ۔ ان کو قلعوں سے اتارا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ اور ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا اور قیدی بناتے ہو ایک گروہ کو۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آنحضرت ﷺ وہاں پہنچے تو یہود بنو قریظہ قلعہ بند ہو گئے تقریباً پچیس (۲۵) دن اپنے قلعوں میں رہ کر مسلمانوں کو للکارتے رہے۔ اِکا دُکا معمولی حملے بھی ہوتے رہے پچیس (۲۵) دنوں کے بعد مجبور ہو کر انہوں نے ہتھیار ڈالنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ سعد بن معاذ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سے تھے اور یہودیوں کے محلے میں رہتے تھے اور تاجر تھے۔ ان کے ساتھ لین دین کا معاملہ ہوتا تھا۔

آنحضرت ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ یہود بنو قریظہ تمہارے فیصلے پر راضی ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بڑے پریشان ہوئے کہ اگر میں قرآن کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہم یہودی ہیں اس لیے اس طرح کیا ہے اور اگر میں فیصلہ برادری کی سطح پر کرتا ہوں تو کہیں گے کہ اس نے مسلمانوں کی طرف داری کی ہے۔ بڑے ذہین تھے کہنے لگے میں فیصلہ تورات کے موافق کروں گا تاکہ وہ اس سے بھاگ نہ سکیں۔ آج بھی تورات میں موجود ہے کہ جب دو قومیں آپس میں لڑیں تو غالب آنے والی قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ شکست خوردہ قوم کے نوجوانوں کو قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے تورات کے مطابق فیصلہ سنایا کہ ان کے نوجوانوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنالیا جائے۔

بخاری شریف میں روایت ہے اور مسلم شریف میں بھی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قَضَيْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ "آپ نے ان کے بارے میں وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا۔" چنانچہ ان کے نوجوانوں کو قتل کر دیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا گیا، بوڑھوں کو بھی قیدی بنالیا گیا۔ تو فرمایا ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک کو قیدی بناتے ہو وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ اور اللہ تعالیٰ نے یہود بنو قریضہ کی زمینوں کا تمہیں وارث بنایا وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اور ان کے گھروں کا بھی وارث بنایا اور ان کے مالوں کا بھی۔ وَاَرْضًا اور ایک اور زمین کا تمہیں وارث بنایا لَّمْ تَطَئُوْهَا جس کو تم نے ابھی کچلا نہیں ہے، روندا نہیں ہے ابھی تک تمہارے پاؤں وہاں نہیں پڑے۔ اس سے مراد خیبر کی زمین ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل کے فاصلے پر شام کی طرف ہے بڑا زرخیز علاقہ ہے وہاں سو فیصد یہودی رہتے تھے۔ خیبر کے علاقے میں بے شمار قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اتنی قسم کی

کھجوریں دنیا کے کسی علاقے میں نہیں ہے۔ چشمے تھے، باغات تھے، بڑے کھاتے پیتے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کا بھی مسلمانوں کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ اس زمین کا بھی تمہیں وارث بنایا کہ جس کو تم نے ابھی تک روندا نہیں ہے۔ فرمایا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا۔

غزوہ خیبر اور ازواج مطہرات کی طلبی وسعت :

غزوہ خیبر ۷ھ محرم کے مہینے میں پیش آیا۔ پندرہ سو (۱۵۰۰) مجاہدین آنحضرت ﷺ کی قیادت میں خیبر پہنچے۔ مقابلے میں بیس ہزار (۲۰۰۰۰) یہودی تھے۔ بظاہر کوئی نسبت نہیں ہے۔ پھر یہودیوں کے اپنے قلعے اور اپنے مکان تھے یہ بے چارے پردیسی تھے سر چھپانے کی جگہ بھی نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اس زمین کا بھی میں نے تمہیں وارث بنایا ہے۔ ترانوے (۹۳) یہودی مارے گئے اور پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور خیبر فتح ہو گیا اور اس کے بعد مسلمانوں کے مالی حالات بدل گئے۔ گھروں میں چولہے جلنے لگے، کپڑے عمدہ پہننے لگے، عورتیں زیورات پہننے لگیں، خوراک اور پوشاک کی وسعت ہو گئی۔

اگلا واقعہ بھی اسی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ازواج مطہرات بھی آخر انسان تھیں۔ لوہے اور ربڑ کی بنی ہوئی تو نہیں تھیں۔ ان کی بھی طبعی خواہشات تھیں۔ انہوں نے جب غریب سے غریب تر عورتوں کو دیکھا کہ اچھا لباس اور زیور پہنے ہوئی ہیں۔ دوپٹا بھی عمدہ ہے اوپر والی چادر اوڑھنی بھی عمدہ ہے تو ان کے دلوں میں بھی خیال آتا کہ ہمارے بھی حالات بدلنے چاہییں کہ ان کے پاس وہی سوئی دھاگا ہوتا اور فرصت کے وقت کبھی قمیص پر پیوند لگاتیں اور کبھی شلوار کو۔ چنانچہ تمام ازواج مطہرات کے اتفاق کے ساتھ آنحضرت

ﷺ کے سامنے مطالبہ پیش کیا کہ ہمارے حالات بھی پہلے سے کچھ بدلنے چاہیے۔اس گفتگو کے لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا گیا کہ وہ بڑے ٹھنڈے مزاج کی مالک تھیں۔کوئی کتنی بھی بات کہہ دیتا وہ گرم نہیں ہوتی تھیں اور بات بڑے سلیقے کے ساتھ کرتی تھیں۔تو تمام نے ان کو اپنا وکیل بنایا۔کچھ پہلے موجود تھیں اور کچھ آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے کے بعد فوراً پہنچ گئیں۔آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر فرمایا اللہ خیر کرے آج میں گھیرے میں آ گیا ہوں۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت دیکھو! پہلے اور آج کے حالات میں فرق آ گیا ہے مہاجرین کے گھروں میں چولہے جلنے لگ گئے،ان کی عورتوں کے لباس میں بھی فرق آ گیا ہے۔ہم سب کا مطالبہ ہے کہ ہمارے حالات بھی بدلنے چاہیں۔اچھا لباس اور کھانے پینے میں بھی سہولت ہونی چاہیے۔اور زیور بھی عورت کی طبعی خواہش ہے وہ بھی ہمیں حیثیت کے مطابق ملنا چاہیے۔آپ ﷺ نے مطالبہ سنا تو ناراض ہو گئے اور قسم اٹھالی کہ میں ایک مہینہ کسی کے پاس نہیں جاؤں گا۔مسجد کے اوپر چوبارا تھا آپ ﷺ ایک مہینہ وہاں رہے۔ایک ماہ کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ذرا غور کرو سطحی طور پر دیکھا جائے تو بظاہر ازواج مطہرات کا مطالبہ غلط نہیں تھا۔آپ ﷺ کیوں ناراض ہوئے اور ایک مہینے کا بائیکاٹ کیوں کیا؟ اس میں کئی حکمتیں تھیں۔مثلاً اگر آپ ﷺ اپنی بیویوں کے لیے سہولتیں مہیا فرما دیتے تو یہودیوں کی عورتیں،عیسائیوں کی عورتیں،منافقوں کی عورتیں دیکھ کر کہتیں کہ دیکھو! نبی ﷺ نے جو ماریں کھائی تھیں وطن چھوڑا تھا اس کا نتیجہ نکل آیا ہے۔کیونکہ ہر آدمی اپنے ذہن سے سوچتا ہے۔تو انہوں نے کڑی اس کے ساتھ ملائی تھی کہ دیکھو! اس کی بیویاں کیا عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں ان کے پاس زیورات ہیں۔حالانکہ آپ ﷺ نے تکلیفیں تو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے اٹھائی ہیں۔

دوسری بات یہ تھی کہ اگر آپ ﷺ کی بیویاں عمدہ لباس اور زیور پہنتیں تو امت کی غریب عورتوں کے لیے کوئی نمونہ نہ ہوتا وہ اپنے دل کو کیسے مطمئن کرتیں۔ تو آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ میری بیویاں امت کی ان عورتوں کے لیے نمونہ بنیں جن کے لیے اچھا کھانا نہیں ہوگا، جو زیورات سے محروم ہوں گی۔ وہ جس وقت سنیں گی کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس بھی زیور نہیں تھا، عمدہ لباس نہیں تھا تو ان کی تسلی ہوگی کہ ہم کون ہیں ہماری مائیں بھی ایسے ہی رہیں۔ تو ایک ماہ کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی کریم ﷺ! قُلْ آپ کہہ دیں لِاَزْوَاجِكَ اپنی بیویوں کو اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اگر ہو تم ارادہ کرتی دنیا کی زندگی کا وَزِیْنَتَھَا اور دنیا کی زینت کا کہ تمہیں زیور چاہیں فَتَعَالَیْنَ پس تم آؤ اُمَتِّعْكُنَّ میں تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا۔ متعہ کہتے ہیں ایک جوڑا کپڑوں کا طلاق والی عورت کو دیا جاتا ہے۔ تو میں تمہیں ایک ایک جوڑا دیتا ہوں وَاُسَرِّحْكُنَّ اور میں تمہیں رخصت کرتا ہوں سَرَاحًا جَمِیْلًا اچھے طریقے سے رخصت کرنا۔ میں تمہیں طلاق دے کر ایک ایک جوڑا دوں گا پھر جہاں جانا چاہو جاؤ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اے بیویو! اگر ہو تم ارادہ کرتی اللہ تعالیٰ کی رضا کا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا چاہتی ہو وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور آخرت کا گھر چاہتی ہو فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ پس بے شک اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اَجْرًا عَظِیْمًا بڑا اجر۔ یہ چند دن تو تم مشکل میں رہوگی آگے نہ ختم ہونے والی زندگی میں آسانی ہی آسانی ہوگی یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اے پیغمبر کی بیویو! مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ بالفرض جو بھی تم میں سے بے حیائی کرے گا مُّبَیِّنَةٍ کھلی یُّضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ اسے دگنا عذاب دیا جائے گا ضِعْفَیْنِ دوگنا۔ ایک تو اس لیے کہ نبی کی بیوی ہے اور ایک

اس لیے کہ کلمہ پڑھنے والی ہے۔ عذاب بھی دگنا اور اجر بھی دگنا۔

آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آیتیں پیش کیں اور فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ مشورہ کر کے پھر جواب دینا۔ کہنے لگیں حضرت! میں خود بھی رائے رکھتی ہوں اُرِیْدُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ ''میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہوں اور اس کے رسول کی رضا چاہتی ہوں اور آخرت کا گھر چاہتی ہوں۔'' دنیا کی زیب و زینت نہیں چاہیے۔ یہی جواب تمام بیویوں نے دیا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور ہے یہ اللہ تعالیٰ پر آسان تمہیں دگنا عذاب دینا۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ
كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ
بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ ع
وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ
وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ
اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

وَمَنْ يَّقْنُتْ اور جو فرماں برداری کرے گی مِنْكُنَّ تم میں سے لِلّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی وَتَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے گی
اچھا نُّؤْتِهَاۤ ہم دیں گے اس کو اَجْرَهَا اس کا اجر مَرَّتَيْنِ ڈبل (دُہرا) وَ
اَعْتَدْنَا لَهَا اور ہم نے تیار کیا ہے اس کے لیے رِزْقًا كَرِيْمًا رزق عمدہ

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اے نبی علیہ السلام کی بیویو لَسْتُنَّ نہیں ہو تم كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ عام عورتوں کی طرح اِنِ اتَّقَیْتُنَّ اگر تم ڈرتی رہو فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ پس نہ دب کر کرو بات فَیَطْمَعَ الَّذِیْ پس طمع کرے گا وہ شخص فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ جس کے دل میں بیماری ہے وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور کہو تم بات اچھی وَقَرْنَ اور ٹھہری رہو تم فِیْ بُیُوْتِكُنَّ اپنے گھروں میں وَلَا تَبَرَّجْنَ اور نہ کھلے طریقے پر باہر پھرو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی جیسا کہ عورتیں پہلی جاہلیت کے زمانے میں پھرتی تھیں وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ اور قائم رکھو نماز کو وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتی رہو زکوۃ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ تاکہ دور کر دے تم سے الرِّجْسَ گندگی اَهْلَ الْبَیْتِ اے گھر والو وَیُطَهِّرَكُمْ اور تاکہ تم کو پاک کر دے تَطْهِیْرًا پاک کرنا وَاذْكُرْنَ اور یاد کرو مَا اس چیز کو یُتْلٰی جو پڑھی جاتی ہیں فِیْ بُیُوْتِكُنَّ تمہارے گھروں میں مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتیں وَالْحِكْمَةِ اور سنت سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ كَانَ ہے لَطِیْفًا باریک بین خَبِیْرًا خبردار اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ بے شک مسلمان مرد وَالْمُسْلِمٰتِ اور مسلمان عورتیں وَالْمُؤْمِنِیْنَ اور مومن مرد وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتیں وَالْقٰنِتِیْنَ اور فرماں برداری کرنے والے مرد وَالْقٰنِتٰتِ اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں وَالصّٰدِقِیْنَ اور سچے مرد وَالصّٰدِقٰتِ اور سچی

عورتیں وَالصّٰبِرِیْنَ اور صبر کرنے والے مرد وَالصّٰبِرٰتِ اور صبر کرنے والی عورتیں وَالْخٰشِعِیْنَ اور ڈرنے والے مرد وَالْخٰشِعٰتِ اور ڈرنے والی عورتیں وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ اور صدقہ کرنے والے مرد وَالْمُتَصَدِّقٰتِ اور صدقہ کرنے والی عورتیں وَالصَّآئِمِیْنَ اور روزہ رکھنے والے مرد وَالصّٰئِمٰتِ اور روزہ رکھنے والی عورتیں وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد وَالْحٰفِظٰتِ اور حفاظت کرنے والی عورتیں وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا اور یاد کرنے والے مرد اللہ تعالیٰ کو کثرت سے وَّالذّٰكِرٰتِ اور ذکر کرنے والی عورتیں اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مَّغْفِرَةً بخشش وَّاَجْرًا عَظِیْمًا اور اجر بہت بڑا۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلی آیات کے شان نزول کے متعلق عرض کیا تھا کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد ازواج مطہرات نے دوسری عورتوں کی طرف دیکھتے ہوئے بودو باش کے متعلق سہولتوں کا مطالبہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے ناراض ہو کر ایک مہینہ کا بائیکاٹ کیا اور یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اختیار دیا گیا کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں طلاق دے کر فارغ کر دیتا ہوں تمہارا جہاں جی چاہے وہاں چلی جاؤ اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے پیغمبر کی بیویو! اگر تم میں سے کوئی گناہ کرے گی تو

اس کو ڈبل سزا ہوگی اس لیے کہ تم نبی کی بیوی ہو۔ جتنا بڑا عہدہ ہوتا ہے سزا بھی ویسی ہوتی ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہدایات :

اب اس کے برعکس فرماتے ہیں وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ اور جو فرماں برداری کرے گی تم میں سے لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وَتَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے گی اچھا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ہم اس کو دیں گے اس کا ڈبل (دہرا)۔ مثلاً اگر عام عورت کہے سبحان اللہ تو اس کو دس نیکیاں ملیں گی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی کہے سبحان اللہ تو اس کو بیس نیکیاں ملیں گی۔ عام عورت قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے تو قاعدے کے مطابق اس کو دس نیکیاں ملیں گی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی ایک حرف پڑھے تو اس کو بیس نیکیاں ملیں گی۔ ایک اس لیے کہ مومن ہیں اور دوسرا اس لیے کہ پیغمبر کی بیویاں ہیں۔ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا اور ہم نے ان کے لیے تیار کیا ہے عمدہ رزق۔ وہ جنت کا رزق ہے جس کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مرنے کے بعد خوشیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں اور غمیاں بھی۔ اس لیے مسئلہ ہے کہ بغیر کسی اشد مجبوری کے دفن میں تاخیر نہ کرو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مرنے والا اگر نیک آدمی ہے تو اسے جلدی جلدی خوشیوں میں پہنچاؤ اور اگر دوسری مد کا ہے تو بلا سے جلدی جان چھڑاؤ۔

آگے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب کر کے امت کی عورتوں کو مسئلہ سمجھایا ہے۔

فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویو! لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو لیکن شرط یہ ہے کہ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ اگر تم ڈرتی رہو رب تعالیٰ سے۔ عام عورتوں والا قانون تم پر لاگو نہیں ہوگا۔ تمہارے لیے رب تعالیٰ کا قانون ہی الگ ہے

سزا بھی ضِعْفَيْنِ اور اجر بھی ڈبل۔ فرمایا فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ پس تم دب کے بات نہ کرو، نرمی سے بات نہ کرو فَيَطْمَعَ الَّذِي پس طمع کرے گا وہ شخص فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ جس کے دل میں بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ سبق دیا کہ اگر غیر محرم کوئی بات کرے تو اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات نہ کرو وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا اور بات کہو تم اچھی۔ لہجہ روکھا پھیکا ہو کہ اس کو دوبارہ بات کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اگر نرمی اور پیار کے انداز میں بات ہو گی تو وہ بات کو لمبا کرے گا تو اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس نے سمجھا دیا کہ بات روکھی ہو۔ بُری نہ ہو، گالی گلوچ نہ ہو معقول بات ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ازواج مطہرات کو خطاب کر کے ہماری ماؤں بہنوں کو سمجھایا ہے کہ بعض دفعہ آدمی گھر نہیں ہوتا اگر غیر محرم سے بات کرنی پڑے اس انداز میں کرنی ہے کہ بات معقول ہو لہجہ نرم نہ ہو۔ اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں، خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اور سبق فرمایا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو وَلَا تَبَرَّجْنَ اور زینت کا اظہار نہ کرو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى جیسے جہالت اولیٰ میں اظہار زینت تھا جیسے آج کل عورتیں کرتی ہیں کہ ہار سنگار کر کے بے پردہ بازاروں میں جاتی ہیں اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ ہاں! ضرورت کے مطابق عورتوں کو کسی جگہ آنے جانے سے نہیں روکنا چاہیے۔ اپنے عزیز رشتہ داروں کے گھروں میں جائیں، کوئی عزیز بیمار ہو گیا ہے اس کی خبر لینے کے لیے جائیں لیکن شرعی حدود میں رہ کر۔ اسی سورت میں آگے آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ”کہ وہ اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔“ تا کہ ان کے جسم کے نشیب و فراز نظر نہ آئیں اور نہ ان کی زیب و زینت کسی کو

فتنے میں ڈالے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جو عورت گھر میں رہ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گی اور نیکی کے کام سرانجام دے گی، برائی سے بچے گی اللہ تعالیٰ اس کو مجاہدین جیسا اجر عطا فرمائے گا۔ عورت کا بغیر اجازت باہر جانا مکروہ تحریمی ہے۔ عورتوں کی اصل وضع گھر میں قرار پکڑنا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ عورت کا گھر کی کوٹھری میں نماز پڑھنا بڑے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور صحن کی نسبت بڑے کمرے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ تو فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی عورتوں کو فرما دیں کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور جاہلیت اولیٰ کے طور واطوار اختیار نہ کریں۔ وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم رکھو وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دیتی رہو وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی۔

اہل بیت کا مصداق :

پھر ان کاموں کی حکمت بیان فرمائی اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ تاکہ دور کردے تم سے گندگی اے اہل بیت، اے گھر والو! وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اور پاک کردے تم کو اللہ تعالیٰ پاک کرنا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ احکامات جو بیان کیے ہیں تمہارے لیے اے پیغمبر کی بیویو! اس سے غرض تمہیں ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھنا ہے۔

اہل بیت کے اول مصداق ازواج مطہرات ہیں پھر اولاد ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو خطاب کرکے ان کے لیے اہل بیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۱ میں ہے وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ ''اور جب آپ ﷺ نکلے صبح کے وقت اپنے گھر سے۔'' یہ واقعہ احد کا ذکر ہے۔

اس رات آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف فرماتے اور وہاں سے احد کے لیے تشریف لے گئے تھے۔اور سورۃ ہود آیت نمبر ۷۳ میں ہے قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ''فرشتے کہنے لگے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں تم پر اے اہل بیت۔'' اس سے بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کا اولین مصداق بیوی ہے۔ کیونکہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر ان کی بیوی حضرت سارہ کے علاوہ کوئی نہیں تھا اور فرشتوں نے ان کو اہل بیت کہا۔

اور ہماری زبان میں بھی اہل بیوی کو کہتے ہیں۔ مثلاً دو دوست ملتے ہیں تو پوچھتے ہیں اہل وعیال کا کیا حال ہے؟ تو اہل سے بیوی اور عیال سے بچے۔اور اگر کسی نے نئی شادی کی ہو تو دوست اس سے پوچھتے ہیں گھر والوں کا کیا حال ہے؟ اب دیکھو! کل تو شادی ہوئی ہے راتوں رات تو بچہ نہیں ہو جائے گا۔تو گھر والوں سے مراد بیوی ہے۔اہل کا اصل مصداق بیوی ہے پھر اس کے تحت اولاد بھی آتی ہے۔رہی وہ حدیث کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر کے نیچے جمع فرما کر کہا اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ ''اے مولا کریم یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میری ازواج تو نص قرآنی کے مطابق اہل بیت میں شامل ہیں میری یہ اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہے۔ان سے بھی گندگی کو دور کر کے انہیں پاک و صاف کر دے۔

فرمایا اے ازواج مطہرات وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اور یاد کرو اس چیز کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتیں وَالْحِكْمَةِ اور

سنت۔ ان کو خود سیکھو اوروں کو سکھاؤ تا کہ یہ چیزیں ان کے لیے بھی نمونہ بن جائیں اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا بے شک ہے اللہ تعالیٰ باریک بین خبر رکھنے والا۔

پہلے خاص خطاب تھا ازواج مطہرات کو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عمومی خطاب فرمایا ہے اور مومن مردوں اور عورتوں کا اکٹھا ذکر کر کے ان کی بعض صفات بیان فرمائی ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک موقع پر ازواج مطہرات اور بعض دوسری مومن عورتوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مردوں کا ذکر تو کثرت کے ساتھ کیا ہے مگر عورتوں کا بہت کم۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں مردوں اور عورتوں کا اکٹھا ذکر فرمایا اور انہیں اچھے انجام کی خوش خبری سنائی۔

مومنات کی صفات :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے جو نظر آتے ہیں۔

حدیث جبرائیل میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ایمان، اسلام اور احسان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسلام کے متعلق فرمایا اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ محمدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَ تُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا '' اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دے نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کرے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اگر توفیق ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' پھر فرمایا وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔ ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے

جو نظر نہیں آتا اسی حدیث جبرائیل میں آنحضرت ﷺ نے ایمان کی تعریف یہ فرمائی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ ''کہ تو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور خیر اور شر کی تقدیر کو حق جانے۔'' تو ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔

آگے فرمایا وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ اور فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں۔ قنوت کا معنیٰ ہے بخوشی ورضا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو قبول کرنا۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل بخوشی ورضا کرنے والے ہیں۔ کسی حیلے بہانے سے اس کی اطاعت سے باہر نہیں نکلتے۔ پھر فرمایا وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ اور سچے مرد اور سچی عورتیں کہ وہ زندگی کے کسی موڑ پر سچائی کا دامن نہیں چھوڑتے وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ دین اور دنیا کی وجہ سے جو تکلیفیں آتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہی ٹالنے والا ہے۔ جزع فزع کر کے بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ اور ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت سے ڈرتے ہیں، نافرمانی سے ڈرتے ہیں، قبر کے عذاب سے ڈرتے ہیں، حشر کی گرمی اور پیاس سے ڈرتے ہیں، دوزخ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اطاعت وفرماں برداری کرتے ہیں۔ اور خشوع کا معنیٰ عاجزی کا بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کمال عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ خیرات کرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی

مالی اعانت کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔'' صدقہ وخیرات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مصیبتوں کو ٹالتا ہے۔ فرمایا وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ فرض روزے بھی رکھتے ہیں اور نفلی روزے بھی رکھتے ہیں۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَلصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ ''میرا بندہ خالص میرے لیے روزہ رکھتا ہے اور اس کی جزا بھی میں اپنی مرضی کے مطابق دوں گا۔'' آنحضرت ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جنت کے ایک دروازے کا نام باب الرّیان ہے جس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاک باز مردوں اور عورتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کو غلط جگہ پر استعمال نہیں کرتے۔ سورۃ مومنون میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی حاصل کرنے والے مومنوں کی بعض صفات کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ''وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' زنا، لواطت سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں جنسی خواہشات رکھی ہیں۔ نسل انسانی کو باقی رکھنے کے لیے تو اس کو اپنے محل میں رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

بلکہ احادیث میں آتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے میں صدقے کا ثواب ہے۔ آدمی جتنا صدقہ کرے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا۔ ناحق کرے گا تو سزا پائے گا۔ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اور یاد کرنے والے مرد اللہ تعالیٰ کو کثرت سے

اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ آیت نمبر ۴۱ میں آرہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔'' حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ یَذْكُرُ فِیْ كُلِّ اَحْیَانِهٖ ''تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔'' قرآن کریم کی تلاوت، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے رہنا چاہیے۔ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔'' ذکر اللہ کی برکت سے آدمی بہت سی آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ ان اوصاف والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً تیار کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بخشش وَّاَجْرًا عَظِیْمًا اور اجر بہت بڑا۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں گے اور آخرت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں گے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۳۷ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝۳۸ ۙ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۳۹

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اور حق حاصل نہیں ہے کسی مومن مرد کو وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہ کسی مومن عورت کو اِذَا قَضَى اللّٰهُ جب فیصلہ کردے اللہ تعالیٰ وَرَسُوْلُهٗٓ اور اس کا رسول اَمْرًا کسی معاملے کا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ یہ کہ ہو ان مومنوں کے لیے الْخِيَرَةُ اختیار مِنْ اَمْرِهِمْ اپنے معاملے میں وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کی فَقَدْ ضَلَّ

ضَلٰلًا مُّبِيْنًا پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی کھلی وَاِذْ تَقُوْلُ اور جب آپ کہہ رہے تھے لِلَّذِیْٓ اس شخص کو اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام کیا وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اور آپ نے بھی اس پر انعام کیا ہے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ روک رکھو اپنے واسطے بیوی کو وَاتَّقِ اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو وَتُخْفِیْ اور آپ چھپاتے تھے فِیْ نَفْسِكَ اپنے دل میں مَا اس چیز کو اللّٰهُ مُبْدِيْهِ اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا ہے وَتَخْشَى النَّاسَ اور آپ ڈرتے ہیں لوگوں سے وَاللّٰهُ اَحَقُّ اور اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے اَنْ تَخْشٰهُ کہ آپ اس سے ڈریں فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا پس جب پوری کر لی زید نے اس سے وَطَرًا حاجت زَوَّجْنٰكَهَا ہم نے نکاح کر دیا اس عورت کا آپ کے ساتھ لِكَیْ لَا يَكُوْنَ تاکہ نہ ہو عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر حَرَجٌ کوئی تنگی فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا جب وہ پوری کر لیں ان سے غرض وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا اور ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ طے شدہ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر کوئی حرج فِيْمَا اس چیز کے بارے میں فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائی ہے سُنَّةَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے فِی الَّذِيْنَ ان لوگوں کے بارے میں خَلَوْا مِنْ قَبْلُ جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ایک اندازے سے

طے شدہ اَلَّذِیْنَ وہ لوگ یُبَلِّغُوْنَ جو پہنچاتے ہیں رِسٰلٰتِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے پیغامات وَیَخْشَوْنَہٗ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ اور وہ نہیں ڈرتے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب دان۔

شانِ نزول :

آنحضرت ﷺ کا جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو آپ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ اس سے قبل وہ دو خاوندوں سے بیوہ ہو چکی تھیں اور ان سے اولاد بھی تھی۔ نکاح مقدر تھا آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام تھا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس کو انہوں نے چار سو درہم کے عوض خریدا تھا۔ یہ بڑا محنتی، وفادار اور دیانت دار تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کے بعد یہ غلام انہوں نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ غلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کے ضمیر نے گوارا نہ کیا کہ میں اس کو غلام بنا کر رکھوں کہ پیغمبر دنیا میں آتے ہیں توحید و رسالت اور قیامت کی تبلیغ کے ساتھ قوموں کو آزادی دلانے کے لیے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے توحید و رسالت اور قیامت کا مسئلہ بیان کرتے کے ساتھ یہ بھی فرمایا اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ [الشعراء:۱۷] ''یہ کہ بھیج دے تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔'' ان کو تو نے غلام بنا رکھا ہے آزاد کر دے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد وہ پریشان ہو گئے کہ اب میں اکیلا کہاں جاؤں؟ کہنے لگے حضرت! آپ نے مجھے آزاد کر دیا ہے لیکن میں آپ کے

پاس بطور خادم کے رہ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اور ان کو اپنا متبنّٰی یعنی منہ بولا بیٹا بنالیا یہاں تک کہ محلے داران کو زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارنے لگے۔ آپ ﷺ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے اس کو متبنّٰی بنالیا ہے تو اس کی شادی کا بھی انتظام کروں۔ آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ ان کے بھائی تھے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔ ماں باپ دونوں فوت ہو چکے تھے۔ ۳ھ میں غزوہ احد میں گیارہ (۱۱) شوال کو حق کی خاطر شہید ہوئے۔ احد کے مقام پر جو تین قبروں کے نشان نظر آتے ہیں ان میں سے ایک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہے اور ایک عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی ہے اور ایک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے بھی مشورہ کیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا۔ دونوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت رشتے کا کوئی جوڑ نہیں ہے کہ بنو ہاشم خاندان جو کہ بڑا اونچا خاندان ہے اس کی لڑکی ہو، عبدالمطلب کی نواسی ہو، جواں سال اور عقل وصورت کے اعتبار سے بھی ٹھیک ہو وہ ایسے شخص کو دیں جو غلام رہ چکا ہو کہ غلام، معاشرے میں حقیر سمجھا جاتا ہے جیسے آج کل تم لوگ کمی کو حقیر سمجھتے ہو۔ اب ظاہر بات ہے کہ اونچے خاندان کا آدمی مضبوط ایمان کے بغیر تو کمی کو بیٹی دینے کے لیے تیار نہیں ہوسکتا۔ تو نہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس رشتے کے لیے تیار تھیں اور نہ ان کے بھائی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

فرمایا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہیں حق حاصل کسی مرد مومن کو اور نہ مومنہ عورت کو اِذَا قَضَى اللّٰهُ جب فیصلہ کر دے اللہ تعالیٰ وَرَسُوْلُهٗٓ اور اس کا رسول ﷺ اَمْرًا کسی معاملے کا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ یہ کہ ہو ان مومنوں

کے لیے اختیار اپنے معاملے میں۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ فیصلہ کر دیں تو مومن کو اپنے معاملے میں ذرا اختیار بھی نہیں ہے کہ وہ اس میں پس و پیش کرے وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ اور جو نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول ﷺ کی فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی کھلی۔ چونکہ دونوں مومن تھے رب تعالیٰ کا حکم نازل ہونے کے بعد دونوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نکاح پر راضی ہو گئے۔ آپ ﷺ نے نکاح پڑھایا۔ حضرت زینب سخت مزاج کی تھیں اور حضرت زید ٹھنڈے مزاج کے تھے۔ بی بی کا مزاج اور خاوند کا مزاج اور۔ مزاج کا نہ ملنا بھی بدمزگی کا سبب ہوتا ہے اس لیے شریعت نے کفو کا مسئلہ رکھا ہے۔

مسئلہ کفو :

کفو کا مسئلہ یہ ہے کہ اپنی برادری میں ملتے جلتے خاندان کے ساتھ نکاح کرو۔ غیر برادری غیر کفو میں عموماً مزاج نہیں ملتے اور بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ کفو کا مسئلہ کوئی فرض، واجب اور سنت مؤکدہ نہیں ہے کہ بعض لوگ اس کو اس طرح فرض سمجھتے ہیں کہ برادری سے باہر نکلنے کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے اسلام سے نکل گیا۔ یہ بات بھی شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ کوئی بھی مسلمان خاندان ہو اور رشتہ جائز ہو تو ہو سکتا ہے۔ کفو کا مسئلہ صرف اس لیے ہے کہ ممکن ہے آپس میں مزاج نہ ملیں اور اَن بن رہے۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت ہمارا نباہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت زینب زبان کی بھی ذرا تیز تھیں اور یہ بے چارے غلامی میں رہ چکے تھے۔ کہنے لگے حضرت نباہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس کا ذکر ہے۔

فرمایا وَاِذْ تَقُوْلُ اور اے نبی کریم ﷺ! جب آپ کہہ رہے تھے لِلَّذِیْٓ اس

شخص کو اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا کہ اس کو پیدا فرمایا، اسلام کی توفیق دی، غلامی سے آزادی دلائی وغیرہ۔ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اور آپ ﷺ نے بھی اس پر انعام کیا کہ اس کو آزاد کر دیا۔ آزادی بڑی نعمت ہے پھر اپنا متبنّٰی بنا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ روکے رکھ اپنے واسطے بیوی کو طلاق کا نام نہ لے طلاق بُری چیز ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی کہا وَاتَّقِ اللّٰہَ اللہ تعالیٰ سے ڈرو طلاق اچھی چیز نہیں ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اَبْغَضَ الْمُبَاحَاتِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ "جو چیزیں جائز ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان میں بُری چیز طلاق ہے۔" ضرورت کے وقت جائز ہے مگر ہے بُری شے۔ حتی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس عورت نے بغیر کسی مجبوری کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا تو رب تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو طلاق کا نام نہ لو لیکن حالات بہت کشیدہ ہو چکے تھے نباہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ اور اے نبی کریم ﷺ! آپ مخفی رکھتے تھے اپنے نفس میں، اپنے دل میں مَا وہ چیز اللّٰہُ مُبْدِیْہِ اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ دل میں یہ بات مخفی رکھتے تھے کہ یہ نباہ بالکل نہیں ہو سکے گا اور لازماً طلاق کی نوبت آئے گی تو عدت کے بعد میں خود اس کے ساتھ نکاح کر لوں گا اس سے اس کی دل جوئی ہو سکے گی کیونکہ نکاح میں نے کرایا ہے تو اس طرح رنجش بھی دور ہو جائے گی وَتَخْشَى النَّاسَ اور آپ ڈرتے ہیں لوگوں کے پروپیگنڈے سے کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹوں کا مقام دیتے تھے اور ان کی بیویوں کے ساتھ نکاح کو حرام سمجھتے تھے جیسے حقیقی بیٹا ہو یا

رضاعی بیٹا ہو اور یہ فوت ہو جائیں تو ان کی بیوہ کا سسر کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ وہ طلاق دے پھر بھی جائز نہیں ہے۔ تو جس طرح حقیقی بیٹے یا رضاعی بیٹے کی بیوی کے ساتھ نکاح جائز نہیں تھا زمانہ جاہلیت میں متبنّٰی کی بیوی کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ میں نکاح کرلوں جو کہ شریعت میں جائز ہے تو لوگوں کا منہ کون بند کرے گا۔ اس پروپیگنڈے کا خوف تھا۔ فرمایا وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ اور اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا پس جب پوری کرلی زید رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنی حاجت۔ دل بھر گیا، نباہ کی کوئی صورت نہ نکلی زَوَّجْنٰكَهَا ہم نے نکاح کر دیا آپ کے ساتھ اس عورت کا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت :

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے قرآن کریم میں صرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے اور کسی صحابی کا نام قرآن کریم میں نہیں آیا۔ فرمایا جس وقت زید نے حاجت پوری کرلی دل بھر گیا اور نباہ کی کوئی صورت نہ رہی اور طلاق ہوگئی عدت گزر گئی تو مسلم شریف میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ پڑھا دیا۔ جس طرح نکاح کی مجلس ہوتی ہے اور گواہ ہوتے ہیں اس کی ضرورت نہیں سمجھی عرش پر خود ہی نکاح پڑھا دیا۔ عورتیں جب آپس میں اپنے اپنے فخر بیان کرتی تھیں کہ مجھے یہ فخر حاصل ہے، مجھے یہ فخر حاصل ہے تو یہ خاموش بیٹھی رہتی تھیں آخر میں فرماتی تھیں کہ تم نے جو اپنے فخر بیان کیے ہیں وہ اپنی جگہ صحیح ہیں مگر مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش پر کیا ہے اور یہ فخر سب سے اونچا ہے۔

فرمایا یہ ہم نے اس لیے کیا لِکَیۡ لَا یَکُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ تاکہ نہ ہو ایمان والوں پر کوئی تنگی فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِہِمۡ ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں۔ اَدۡعِیَاء دَعِیٌّ کی جمع ہے۔منہ بولا بیٹا، لے پالک۔ اِذَا قَضَوۡا مِنۡہُنَّ وَطَرًا جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کرلیں اور نباہ کی صورت نہ ہو طلاق دے دیں۔تو اللہ تعالیٰ نے عملی طور پر تمہارے ذریعے اس مسئلے کو واضح کر دیا کہ متبنّٰی کی بیوی کے ساتھ طلاق کے بعد نکاح جائز ہے وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا اور ہے اللہ تعالیٰ کا حکم طے شدہ۔جو رب تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنۡ حَرَجٍ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر کوئی حرج۔لوگوں کے پروپیگنڈے سے نہ ڈریں نبی ﷺ پر کوئی تنگی نہیں ہے فِیۡمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ اس چیز کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائی ہے لوگوں کی باتوں کی پروا نہ کریں سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ان لوگوں کے بارے میں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ اور ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ قَدَرًا ایک اندازے سے مَّقۡدُوۡرًا طے شدہ۔رب تعالیٰ نے جو بات طے کی ہے وہ ہو کر رہے گی۔وہ پہلے کون لوگ گزرے ہیں الَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات اس کی مخلوق تک وَیَخۡشَوۡنَہٗ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے وَلَا یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اور وہ نہیں ڈرتے کسی ایک سے اِلَّا اللّٰہَ اللہ تعالیٰ کے سوا۔آپ ﷺ کو بھی کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم نے حکم دیا ہے اس پر عمل کریں اور لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا اور اللہ کافی ہے حساب دان۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

مَا كَانَ نہیں ہیں مُحَمَّدٌ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کسی ایک کے باپ تمہارے مردوں میں سے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور خاتم النبیین ہیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ہر چیز کو جاننے والا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اذْكُرُوا اللّٰهَ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ذِكْرًا كَثِيْرًا کثرت سے یاد کرنا وَّسَبِّحُوْهُ اور اس کی تسبیح بیان کرو بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پہلے پہر اور پچھلے پہر هُوَ الَّذِيْ وہ وہ ذات ہے يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ جو رحمت بھیجتی ہے تم پر وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں لِيُخْرِجَكُمْ تاکہ وہ نکالے تم کو مِّنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں سے اِلَى النُّوْرِ روشنی کی طرف وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ اور ہے مومنوں کے بارے میں رَحِيْمًا شفقت کرنے والا تَحِيَّتُهُمْ دعا ان کی يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ جس دن ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سَلٰمٌ سلام ہے وَاَعَدَّلَهُمْ اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اَجْرًا كَرِيْمًا اجر عمدہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی ﷺ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو شَاهِدًا گواہی دینے والا وَّمُبَشِّرًا اور خوش خبری سنانے والا وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف بِاِذْنِهٖ اس کے حکم کے ساتھ وَسِرَاجًا اور چراغ مُّنِيْرًا روشنی پہنچانے والا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوش خبری سنا دیں آپ ایمان والوں کو بِاَنَّ لَهُمْ بے شک ان کے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فَضْلًا كَبِيْرًا فضل ہے بہت بڑا وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ اور آپ بات نہ مانیں کافروں کی وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور منافقوں کی وَدَعْ اَذٰىهُمْ اور چھوڑ دیں ان کی اذیت کا بدلہ لینا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور توکل کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔

ماقبل سے ربط :

کل کے سبق میں تم نے سنا (اور پڑھا) کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے منہ بولے

بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ عدت ختم ہونے پر نکاح کیا تو مخالفین نے بڑا پروپیگنڈا کیا۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ متبنّیٰ کی بیوی کے ساتھ نکاح کو حرام سمجھتے تھے جیسا کہ حقیقی بیٹے کی بیوی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ اس پروپیگنڈے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگوں سے نہ ڈریں مجھ سے ڈریں جو رب تعالیٰ کا حکم ہے اس کو پورا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کسی مرد کے باپ نہیں ہیں زبان سے بیٹا کہنے سے کوئی بیٹا تو نہیں بن جاتا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں مَاكَانَ مُحَمَّدٌ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کسی ایک کے باپ تمہارے مردوں میں سے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمانی طور پر کسی کے باپ نہیں ہیں تو صرف زبان سے بیٹا کہنے سے وہ بیٹا کیسے بن گیا؟ اس کے حقوق حقیقی بیٹے والے کیسے ہو گئے؟ پیار سے کسی کو بیٹا کہنا الگ بات ہے اور بیٹوں والے حقوق الگ بات ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد :

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ جو نو دس ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ دوسرے بیٹے کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔ ان کا لقب طیب بھی تھا اور طاہر بھی تھا۔ یہ بھی بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ تیسرے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے جو اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیٹا رجل نہیں بنا بالغ نہیں ہوا۔ بیٹیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، یہ چاروں جوان ہوئی ہیں۔ دو کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹوں عتبہ عتیبہ کے ساتھ ہوا۔ انہوں نے طلاق دے دی تو عدت کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا لیکن ان سے اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ

ہوا۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امامہ تھا پھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحیٰ تھا اور یہ بھی فوت ہو گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ تو فرمایا آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں زید کو اگر منہ سے بیٹا کہا ہے تو وہ حقیقی بیٹا نہیں بن گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی اور انکی وجہ تسمیہ :

قرآن پاک میں چار مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیا ہے۔ غزوہ احد کے موقع پر خبر مشہور ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمر ٹوٹ گئی بہت پریشان ہوئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ [آل عمران: ۱۴۴] "اور نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر اللہ تعالیٰ کے رسول تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے کئی رسول اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے، دین چھوڑ جاؤ گے۔" اور دوسرا مقام یہی آیت ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ۔ تیسرا مقام سورۃ محمد میں ہے بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور چوتھا مقام سورۃ فتح میں ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ لفظ محمد کا لفظی معنیٰ ہے تعریف کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جتنی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی ہے اتنی اور کسی کی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اپنوں نے بھی کی اور بیگانوں نے بھی کی۔ انسانوں نے بھی کی، جنات نے بھی کی، فرشتوں نے بھی کی، حیوانات میں بھی یہ جذبہ ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ ایک باغ سے گزر رہے تھے تو آپ ﷺ کو دیکھ کر اونٹ بڑبڑایا۔ یہ اشارہ تھا کہ آپ ﷺ میرے پاس آئیں۔ آپ ﷺ اس اونٹ کے پاس گئے پھر پوچھا لِمَنْ هٰذَا الْبَعِيْرُ "یہ اونٹ کس کا ہے؟ ساتھیوں نے بتایا کہ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ ایک انصاری کا ہے۔" فرمایا فوراً اس کو بلاؤ۔ وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تمہارے اونٹ نے تمہاری تین شکایتیں کیں ہیں۔

[۱] ...... یہ کہ تم اس کو ضرورت کے مطابق چارا نہیں ڈالتے۔

[۲] ...... بروقت پانی نہیں پلاتے۔

[۳] ...... اس کو دھوپ میں باندھے رکھتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ "ان بے زبانوں کے بارے میں رب تعالیٰ سے ڈرو۔"

ایک خاص مقام پر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سے الگ ہو گئے۔ نہتے ہیں کوئی ہتھیار پاس نہیں ہے۔ جنگل کا ببر شیر باہر آ گیا یہ پریشان ہوئے کہ میرے پاس نہ تلوار ہے نہ نیزہ ہے اور یہ موذی ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے اتنے لفظ کہے یَا اَبَا الْحَارِثِ یہ شیر کی کنیت ہے اے شیر! اَنَا سفينة مَوْلٰى رسول الله ﷺ "میرا نام سفینہ ہے میں آنحضرت ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں آپ ﷺ کا خادم ہوں۔" یہ الفاظ سنتے ہی شیر نے دم ہلانا شروع کر دی جیسے کتا بلی مالک کے سامنے پیار کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ راستہ بھول گئے تھے اس شیر نے آگے ہو کر ان کو راستے پر ڈال دیا۔ جس وقت اسلامی فوج نظر آئی تو شیر نے سلام کیا اور چلا گیا۔

عقیدۂ ختم نبوت :

تو محمد رسول اللہ ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ

اللہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یعنی روحانی باپ سب کے ہیں چونکہ آپ ﷺ روحانی باپ ہیں اسی وجہ سے آپ ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں جیسا کہ تم اسی سورت میں پڑھ چکے ہو وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ مائیں تب بنیں گی نا کہ جب آپ ﷺ باپ ہوں۔ مگر روحانی باپ ہیں جسمانی نہیں ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد قیامت تک کوئی سچا نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہے اور جو اس کو مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو تو شریف انسان کوئی ثابت نہیں کرسکتا۔ مرزے نے اپنی کتاب ''اربعین'' کے بارے میں اعلان کیا کہ میں چالیس جلدوں میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے چندے کی ضرورت ہے۔ اس کے حواریوں نے کافی چندہ دیا۔ چار چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے، اربعین نمبر ۱، اربعین نمبر ۲، اربعین نمبر ۳، اربعین نمبر ۴۔ رقم کافی اکٹھی ہوئی تھی دو تین سال گزر گئے اور کوئی کتاب نہ آئی۔ چار پانچ سال گزر گئے اور کوئی حصہ نہیں آیا۔ آٹھ دس سال کے بعد بھی جب اور کوئی حصہ نہ آیا تو حواریوں نے کہا تم نے تو کہا تھا چالیس جلدیں لکھوں گا لیکن صرف چار حصے آئے ہیں اور وہ بھی چھوٹے چھوٹے باقی کب آئیں گے؟ بناوٹی نبی کا جواب سنو! کہنے لگا چار تو میں نے لکھ دیئے ہیں صفر تم اپنی طرف سے اس کے ساتھ لگا دو چالیس ہو جائیں گے۔ یہ ہے پیغمبر لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مرزائی عام طور پر یہ دھوکا دیتے ہیں کہ مرزا صاحب تشریعی نبی یعنی شریعت والے نبی نہیں تھے اور غیر شریعت والا نبی آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے دھوکے سے بچنے کے لیے یہ حوالہ نوٹ کرلیں۔ مرزا اربعین نمبر ۴ میں لکھتا ہے'' تشریعی نبی کون سا ہوتا

ہے؟ تشریعی نبی وہ ہوتا ہے جس کی وحی میں امر بھی ہو، نہی بھی، حلال بھی ہو، حرام بھی ہو اور میری وحی میں امر بھی ہے، نہی بھی ہے، میں تشریعی نبی ہوں۔'' عجیب پینترے اس نے بدلے ہیں۔ اس وقت کا یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ برطانیہ نے اس کو کھڑا کیا تھا اور وہ آج بھی ان کی سرپرستی کر رہا ہے۔ چار براعظموں میں روزانہ ان کی دو گھنٹے تقریر نشر ہوتی ہے۔ اس میں آدھا گھنٹہ مرزا قادیانی کے فضائل اور ڈیڑھ گھنٹہ دوسری گفتگو ہوتی ہے۔ مرزائی نے بہتر (۷۲) زبانوں میں اپنی من پسند کا ترجمہ چھپوا کر پوری دنیا میں تقسیم کیا ہے۔ بوسنیا ابھی آزاد ہوا ہے۔ بوسنیائی زبان میں بھی انہوں نے ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ مال ان کے پاس بہت زیادہ ہے۔

تو یاد رکھنا! آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بعد کوئی سچا نبی دنیا میں نہ آ سکتا ہے نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرما دیا ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ۔ تمہیں خاتم النبیین کی امت بننے کا شرف حاصل ہوا ہے جس کے متعلق پیغمبر آرزوئیں کرتے گئے ہیں لہٰذا کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو وَّسَبِّحُوْهُ اور اس کی تسبیح بیان کرو۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم بُكْرَةً پہلے پہر وَّاَصِيْلًا اور پچھلے پہر بھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی ہے حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) جیسا پیغمبر عطا فرمایا ہے یہ دو نعمتیں اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں بڑی ہیں لیکن ہمیں ان نعمتوں کی قدر نہیں ہے۔ ہمیں قدر ہے مال و دولت کی، زر اور زمین کی۔ هُوَ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات

وہی ہے يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ ۔ لفظ صلوٰۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد رحمت ہوتی ہے۔ تو معنیٰ ہوگا اللہ تعالیٰ تم پر رحمت بھیجتا ہے۔ ہم جو درود شریف پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے اے اللہ! اپنی رحمت بھیج محمد ﷺ پر وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ اور جب لفظ صلوٰۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے رحمت کی دعا کرنا۔ تو معنیٰ ہوگا اور فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ تاکہ نکالے تمہیں اندھیروں سے کفر و شرک کے، بدعت کے، تکبر، حسد، بغض اور کینہ کے اندھیروں سے نکالے اِلَى النُّوْرِ روشنی کی طرف۔ نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ حق کی طرف۔ اور کیا پوچھتے ہو؟ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑی شفقت کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کتاب دی، پیغمبر دیا، ایمان دیا، ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا۔ بڑی شفقت ہے۔ تَحِيَّتُهُمْ۔ تَحِيَّة اصل میں اس دعا و سلام کو کہتے ہیں کہ جب دو آدمی آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کے لیے سلامتی کی دعا کریں۔ جیسے فارسی والے کہتے ہیں خوش آمدید۔ پنجابی میں کہتے ہیں جی آیاں نوں۔ پشتو والے کہتے ہیں ہر کلہ راغلے۔ عربی میں تحیہ کہتے ہیں۔ تو پہلی ان کی جو آؤ بھگت ہوگی دعا ہوگی يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ جس دن ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سَلٰمٌ سلام کے ساتھ ہوگی سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ [سورہ یٰسین] ''سلام ہوگا اپنے بندوں کو رب رحیم کا۔'' آج دیکھو! مزدور کو کارخانے کا مالک سلام کہے یا ملازم کو بڑے ہیڈ والا اس کا افسر سلام کہے تو وہ سارا دن خوش رہتا ہے کہ میرے افسر نے مجھے سلام کیا ہے اور رب تعالیٰ اپنے بندوں کو سلام کرے تو کتنے فخر اور خوشی کی بات ہے وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اجر عمدہ۔

شاهدًا و مبشرًا کی تفسیر :

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی کریم ﷺ! اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا بے شک بھیجا ہم نے آپ کو گواہی دینے والا۔ اس گواہی کی وضاحت خود قرآن کریم نے فرمائی ہے لہٰذا قرآن کریم کی تفسیر کی موجودگی میں کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۲ میں ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ''اور اسی طرح بنایا ہم نے تمہیں امت وسط، اعتدال والی تاکہ ہو جاؤ تم لوگوں پر گواہ اور ہو جائے رسول تم پر گواہ۔'' تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہے۔ مثلاً قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی پیشی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو فرمائیں گے هَلْ بَلَّغْتَ ''کیا آپ نے تبلیغ کی تھی؟'' وہ جواب دیں گے ہاں کی تھی۔ قوم سے پوچھا جائے گا کہ نوح علیہ السلام نے تمہیں میرا پیغام دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے ہمیں انہوں نے تبلیغ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نوح علیہ السلام کو تم مدعی ہو کہ میں نے تبلیغ کی ہے اور وہ منکر ہیں لہٰذا گواہ پیش کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرے گواہ ہیں آخری پیغمبر کے صحابہ آپ ﷺ کی امت۔ تو اس امت کو بلایا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی ہے؟ یہ امت کہے گی کہ ہاں! انہوں نے تبلیغ کی ہے۔ وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ ہمارے خلاف کیسے گواہی دے سکتے ہیں یہ تو موقع پر موجود ہی نہیں تھے۔ یہ تو ہم سے ہزاروں سال بعد آئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سنتے ہو وہ فریق کیا کہہ رہا ہے؟ یہ امت کہے گی اے پروردگار! اگر آپ سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں اور آپ کا آخری پیغمبر سچا ہے اور یقیناً سچا ہے تو پھر ہماری گواہی بھی سچی ہے۔ آپ کی کتاب میں ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

[اعراف :۵۹] ''البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو پس کہا انہوں نے اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا۔'' جس وقت یہ امت گواہی دے چکے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی گواہی کی تصدیق کریں گے کہ میری امت نے صحیح گواہی دی ہے۔ یہ معنیٰ ہے شَاهِدًا کا۔ وَّمُبَشِّرًا اور خوش خبری دینے والا وَّنَذِيرًا اور ڈرانے والا۔ قرآن کریم کے اردو ترجمے بہت سے ہیں۔ سب سے بہترین ترجمہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر ان کے بھائی شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا پھر مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ان اکابر نے جو ترجمے کیے ہیں بالکل صحیح ہیں۔

احمد رضا خان صاحب کی ترجمہ قرآن میں لفظی تحریف :

اور ایک لفظی ترجمہ احمد رضا خان صاحب نے کیا ہے اس کا نام کنز الایمان ہے۔ لفظی ترجمے میں جتنی تحریف اس نے کی ہے خدا کی دنیا میں اور کسی نے نہیں کی۔ وہ شاهدًا کا ترجمہ کرتا ہے حاضر ناظر۔ اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر۔ حالانکہ تمام فقہاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر کہنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ تو کفر قرآن کریم کا ترجمہ کیسے ہو گیا۔ دیکھو! جب ایک سادہ مسلمان اس کو پڑھے گا تو وہ کہے گا حاضر ناظر تو قرآن کا ترجمہ ہے۔ اتنا ظلم قرآن کریم پر کسی نے نہیں کیا جتنا احمد رضا خان صاحب نے کیا ہے کہ لفظی ترجمہ میں تحریف کی ہے۔ تفسیر میں تو لوگ گڑبڑ کرتے ہیں لیکن اتنی جرأت تو قادیانیوں نے بھی نہیں کی، بابیوں نے بھی نہیں کی، بہائیوں نے بھی نہیں کی کہ لفظی ترجمہ بگاڑ دیں۔ تشریح اپنی علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں۔ خاتم النبیین کا ترجمہ مرزائی یہ کرتے ہیں کہ

آپ خاتم النبیین ہیں۔تشریح میں تحریف کی ہے۔اس اللہ کے بندے نے لفظی ترجمہ بدل دیا ہے۔اس کے ترجمے پر بہت سارے ملکوں نے پابندی لگائی ہے۔سعودیہ، متحدہ عرب امارات حتیٰ کہ ایران نے بھی اس پر پابندی لگائی ہے۔قبائلی علاقوں میں بھی اس پر پابندی ہے۔آزادی ہے ہمارے پاکستان میں جو اسلام کے لیے بنا تھا لیکن یہاں اسلام کا نام ہی نہیں ہے اور ہماری محترمہ (بے نظیر بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان) امریکہ کو خوش کرنے کے لیے وہاں کہہ آئی ہیں کہ پردہ وغیرہ کوئی شے نہیں ہے۔بھئی! لعنت ہو ایسی عورت پر۔ اس علاقے میں جو ہماری بچیاں ہیں کالجوں میں پڑھتی ہیں وہ تو بضد ہیں کہ ہمارے سر پر دوپٹا ہونا چاہیے، سکارف ہونا چاہیے اور حکومت کہتی ہے نہیں ہونا چاہیے اور یہ وہاں جا کر کہہ آئی ہے کہ پردہ کوئی شے نہیں ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔تو شاھدًا کا ترجمہ حاضر ناظر قطعاً نہیں ہے۔اس کا ترجمہ حاضر ناظر کرنے والا پکا کافر ہے۔فقہائے کرام سے زیادہ محتاط طبقہ کوئی نہیں ہے وہ بھی کافر کہتے ہیں۔

فرمایا وَّدَاعِيًا اِلَى اللهِ اور دعوت دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بِاِذْنِهٖ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اور ہم نے چراغ بنا کر بھیجا ہے روشنی پہنچانے والا۔ جیسے چراغ کے ذریعے روشنی پہنچتی ہے اس طرح آپ ﷺ کے ذریعے ایمان، اسلام اور شریعت کی روشنی پہنچتی ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوش خبری سنا دیں ایمان والوں کو بِاَنَّ لَهُمْ کہ بے شک ان کے لیے مِّنَ اللهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فَضْلًا كَبِيْرًا فضل ہے بہت بڑا۔یہ آپ کو خطاب کر کے ہمیں تمہیں سمجھایا گیا ہے وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ اور آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور نہ منافقوں کی اطاعت کریں۔آپ تو پیغمبر تھے آپ نے کب اطاعت کرنی تھی یہ بھی ہمیں سمجھایا گیا ہے

کہ نہ کافروں کی اطاعت کرو اور نہ منافقوں کی اطاعت کرو وَدَعْ اَذٰىهُمْ اور ان کی اذیت کا بدلہ چھوڑ دو۔ وہ جو زبانی کلامی آپ کو تکالیف پہنچاتے ہیں اس کا تم بدلہ نہ لو۔ اب دیکھو! کتا کسی پر بھونکے تو وہ کہے کہ میں بھی اس پر بھونکوں گا۔ کتے کا تو کام ہے بھونکنا لہٰذا ان کی اذیت کا بدلہ چھوڑ دو وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز، کام بنانے والا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ جب تم نکاح کرو مومن عورتوں کے ساتھ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ پھر تم ان کو طلاق دے دو مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ پہلے اس سے کہ تم ان کو ہاتھ لگاؤ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ پس نہیں ہے تمہارے لیے ان پر مِنْ عِدَّةٍ کوئی عدت تَعْتَدُّونَهَا جس کو تم شمار کرو فَمَتِّعُوهُنَّ پس تم ان کو فائدہ پہنچاؤ وَسَرِّحُوهُنَّ اور ان کو رخصت کر دو سَرَاحًا جَمِيلًا رخصت کرنا اچھے طریقے سے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی ﷺ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ بے شک ہم نے حلال کیں آپ کے لیے

اَزْوَاجَكَ آپ کی بیویاں الّٰتِیْٓ وہ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ جن کا ادا کیا ہے آپ نے حق مہر وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ اور وہ جن کے مالک ہوئے آپ کے دائیں ہاتھ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ جو اللہ نے لوٹائیں عَلَیْكَ آپ پر وَبَنٰتِ عَمِّكَ اور آپ کے چچے کی بیٹیاں وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ اور آپ کی پھوپھی کی لڑکیاں وَبَنٰتِ خَالِكَ اور آپ کے ماموں کی لڑکیاں وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ اور آپ کی خالہ کی بیٹیاں الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اور وہ مومن عورت اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا اگر وہ ہبہ کرے اپنی جان کو لِلنَّبِیِّ نبی کے لیے اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اگر ارادہ کرے نبی ﷺ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا کہ نکاح کرے اس کے ساتھ خَالِصَةً لَّكَ یہ خالص ہے آپ کے لیے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کے علاوہ قَدْ عَلِمْنَا تحقیق ہم جانتے ہیں مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ جو کچھ ہم نے ان پر فرض کیا ہے فِیْٓ اَزْوَاجِهِمْ ان کی بیویوں کے بارے میں وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ اور ان کے بارے میں کہ مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ لِكَیْلَا یَكُوْنَ تاکہ نہ ہو عَلَیْكَ آپ پر حَرَجٌ کوئی تنگی وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ غَفُوْرًا بخشنے والا رَّحِیْمًا مہربان۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلے آنحضرت ﷺ کے نکاح کا ذکر تھا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے خود عرش پر کردیا۔ اب نکاح کے متعلق مومنوں کو ہدایات ہیں۔ ارشاد ہے

یَاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ جس وقت تم نکاح کرو مومن عورتوں کے ساتھ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ پھر تم ان کو طلاق دے دو مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ اس سے پہلے کہ تم ان کو ہاتھ لگاؤ یعنی ہم بستری کرو فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ پس نہیں ہے تمہارے لیے ان عورتوں پر مِنْ عِدَّةٍ کوئی عدت تَعْتَدُّوْنَهَا جس کو تم شمار کرو۔

غیر مدخولہ بہا کی عدت :

مسئلہ یہ ہے نکاح ہو گیا لیکن رخصتی سے پہلے طلاق ہو گئی تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی عورت کی عدت نہیں ہے۔ طلاق کے فوراً بعد بھی جہاں چاہے وہ عورت نکاح کر سکتی ہے کہ ایسی مطلقہ عورت کی کوئی عدت نہیں ہے۔ صدر ایوب کا دور تھا اس نے کچھ خاندانی قانون نافذ کیے جو ابھی تک نافذ ہیں۔ ان کی ایک شق یہ بھی ہے کہ مطلقہ غیر حاملہ کی عدت ۹۰ دن ہے۔ اس پر علماء نے احتجاج کیا کہ قرآن کریم کی نص کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس شق میں وہ مطلقہ بھی آتی ہے جس کی رخصتی نہیں ہوئی اور مطلقہ حائضہ اس کی زد میں ہے۔ کیونکہ اس کی عدت تین حیض ہے اور حیض میں عورتوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں لہٰذا حیض والی کے لیے نوے (۹۰) دن مقرر کرنا بھی قرآن کریم کے خلاف ہے۔ صرف اس عورت کی عدت تین ماہ ہے جس کو حیض نہیں آتا مگر نوے (۹۰) دن عدت اس کی بھی نہیں بنتی۔ اس لیے کہ مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا۔ تو یہ قانون قرآن کے بالکل صریحاً خلاف ہے۔ علمائے کرام نے ایوب خان سے رابطہ کر کے وقت مانگا کہ ہم ملاقات کرنا چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر بات کرنی ہے تو اس نے ٹائم نہ دیا۔ دوسرے تیسرے دن جاپان کے ناچنے گانے والے مرد اور عورتیں آئیں تو ایوب خان نے ان کو

ٹائم دے دیا۔

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مجاہد آدمی تھے انہوں نے ایوب خان کی خبر لی اور کہا کہ تیرے پاس جاپان سے آئے ہوئے بھانڈوں کے لیے ٹائم تھا اور علمائے کرام کے لیے نہیں تھا۔ حالانکہ ہم تیرے ملک کے رہنے والے ہیں۔ پھر صدر ایوب خان کے خلاف اخبارات میں، رسالوں میں، تقریروں اور درسوں میں بہت کچھ ہوا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ حامد ناصر چٹھہ کے والد صاحب ہمارے حلقہ قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ یہ ہمارے حلقے کا قومی اسمبلی کا ممبر ہے اس کے ذریعے بات پہنچانی چاہیے اور اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے حاجی اللہ دتہ مرحوم، صوفی نذیر احمد مرحوم، میر محمد شفیع صاحب، ملک حاجی محمد اقبال صاحب اور میں اس کے پاس احمد نگر گئے اور اس کے ساتھ گفتگو کی کہ صدر صاحب نے ہمیں تو وقت نہیں دیا ملاقات کے لیے اور آپ ہمارے علاقے کے قومی اسمبلی کے ممبر ہیں آپ اپنے حلقے کی طرف سے یہ آواز پہنچا دیں۔ میں نے لکھ کر بھی اس کو دیا۔ وہ ہماری بات سن کر بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا کہ قرآن میں اس طرح ہے اور ایوب خان نے اس طرح قانون بنایا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! یہ قرآن تمہارے سامنے ہے اس کا ترجمہ دیکھ لیں۔ انگریزی ترجمہ دیکھ لیں اردو کا دیکھ لیں۔ چودھری صلاح الدین کان پکڑ کر توبہ توبہ کرنے لگ گیا۔ پھر خدا ہی جانتا ہے کہ اس نے ہماری بات پہنچائی یا نہیں۔

تو جس عورت کا نکاح ہوا اور رخصتی سے پہلے طلاق ہوگئی تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے۔ فَمَتِّعُوْهُنَّ پس تم ان کو فائدہ پہنچاؤ۔ ان کو ایک جوڑا کپڑوں کا دے دو۔ مسئلہ یہ

ہے کہ جس عورت کا حق مہر مقرر ہوا ہے اس عورت کو ایک جوڑا اپنی حیثیت کے مطابق دینا مستحب ہے اور اگر حق مہر مقرر نہیں ہوا تو پھر جوڑا دینا واجب ہے یعنی طلاق کے بعد۔ اسلام طلاق کے بعد بھی انسانی درجے سے نہیں گراتا کہ چلو جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا کم از کم اب تم اس کو ایک جوڑا کپڑوں کا تو دے دو۔ لیکن یہاں صورت حال یہ ہے ان چیزوں کو کوئی نہیں سمجھتا۔ طلاق کے بعد لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں۔ فرمایا وَسَرِّحُوْهُنَّ اور اس کو رخصت کر دو، الگ کر دو سَرَاحًا جَمِيْلًا اچھے طریقے سے رخصت کرنا۔ عمدگی اور شرافت کے ساتھ اس کو الگ کر دو۔

خصائص نبوی ﷺ :

آگے آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی ﷺ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ بے شک ہم نے حلال کر دیں آپ کے لیے اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ آپ کی وہ بیویاں اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ جن کو حق مہر دے کر لائے ہو۔ بیشتر آپ کی بیویاں وہ تھیں کہ ان کو حق مہر دے کر آپ نے نکاح کیا وَمَا اور وہ بھی حلال ہیں مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ کہ آپ کا دایاں ہاتھ ان کا مالک ہے۔ یہ لفظ بار بار قرآن کریم میں آتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ لڑائی ہو اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں تو ان کے قیدی جو تمہارے پاس ہوں گے یا تو ان کا اپنے قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کر لو اور اگر تم ان پر احسان کرو اور مفت میں رہا کر دو تو اس کا بھی تمہیں حق ہے یا ان کو معاوضہ لے کر چھوڑ دو اس کا بھی اختیار ہے۔ اور آخری اور سخت صورت یہ ہے کہ ان کو غلام بنا لو۔ امیر لشکر تقسیم کرے گا دائیں ہاتھ سے پکڑائے گا اور دائیں ہاتھ میں دے گا اور مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی شے دو تو دائیں ہاتھ سے دو اور جب لو تو دائیں ہاتھ سے لو۔ چونکہ لینے اور دینے والے

دونوں کا دایاں ہاتھ ہوتا تھا اس لیے اس کو ملک یمین کہتے ہیں۔لونڈیاں اگر اہل کتاب میں سے ہوتی تھیں یہود و نصاریٰ میں سے تو ان کے ساتھ میاں بیوی والا معاملہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر اہل کتاب میں سے نہ ہوں تو لونڈی ملک تو ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہم بستری جائز نہیں ہوگی ۔ایسے سمجھو جیسے کوئی گدھی کا مالک ہے،کوئی خچری،بھینس کا مالک ہے۔غیر اہل کتاب لونڈیوں کے ساتھ ہم بستری تب جائز ہوگی کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔اس طرح کی دو عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں ۔جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا جو غزوہ بنی مصطلق میں قید ہو کر آئی تھیں ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنے حرم میں لے لیا۔ دوسری حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہود میں سے تھیں۔ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا۔تو فرمایا کہ آپ کے لیے حلال ہیں وہ عورتیں جن کے مہر آپ نے ادا کر دیئے ہیں اور وہ بھی کہ مالک ہے آپ کا دایاں ہاتھ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر لوٹائیں ہیں کہ مال غنیمت کے طور پر آپ کو دی ہیں وَبَنٰتِ عَمِّكَ اور آپ کے چچے کی لڑکیاں وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ اور آپ کی پھوپھی کی بیٹیاں وَبَنٰتِ خَالِكَ اور ماموں کی لڑکیاں وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ اور خالہ کی لڑکیاں الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور جنہوں نے ہجرت نہیں کی وہ آپ کے لیے حلال نہیں ہیں۔ یہ قانون عام مومنوں کے لیے نہیں ہے۔اسی لیے آگے آرہا ہے خَالِصَةً لَّكَ یہ خالص آپ کے لیے ہے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تو ہیں دین پھیلانے کے لیے اور جنہوں نے ہجرت نہیں کی انہوں نے دین سیکھا ہی نہیں ہے تو آگے کیا دین پھیلائیں گی۔ محض عورتوں کی بھرتی تو نہیں کرنی۔فرمایا وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اور وہ عورت جو مومن ہو اِنْ

وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اگر وہ اپنا نفس ہبہ کردے نبی کے لیے اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اگر نبی ﷺ ارادہ کریں اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا کہ ان کے ساتھ نکاح کریں تو آپ کو اجازت ہے خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ خاص ہے آپ کے لیے مومنوں کے سوا۔ کوئی عورت آپ ﷺ کو کہہ دے وَهَبْتُ لَكَ نَفْسِيْ "میں نے اپنا نفس آپ کو بخش دیا۔" بے شک تنہائی میں ہو، گواہ بھی نہ ہوں۔ آپ ﷺ فرمادیں کہ میں نے قبول کیا مجھے تو قبول ہے تو نکاح ہو جائے گا۔ یہ آپ ﷺ کے لیے خاص ہے اگرچہ آپ ﷺ نے ایسا کیا نہیں ہے۔ امت میں سے کسی فرد کے لیے جائز نہیں ہے۔ امت میں سے کسی کا نکاح گواہوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ تحقیق ہم جانتے ہیں جو ہم نے مقرر کیا ہے ان پر فِيْ اَزْوَاجِهِمْ ان کی عورتوں کے بارے میں یہ کہ امت میں سے کوئی چار سے زائد عورتوں کے ساتھ بیک وقت نکاح نہیں کر سکتا اور گواہوں کے بغیر نہیں کرسکتا اور نکاح کا مہر بھی دیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو عدل وانصاف سے کام لیں کہ ان کے شرعی حقوق پورے کریں اگر انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ایک ہی پر گزارا کرے۔ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اور لونڈیوں کے بارے میں جو حکم ہے وہ بھی پورا کریں کہ لونڈی بت پرست مشرکہ نہ ہو۔ کتابیہ یعنی یہود و نصاریٰ میں سے ہو۔ اور چھٹے پارے میں مذکور ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز ہے۔

قادیانی اور رافضی عورتوں سے نکاح کا مسئلہ :

لیکن یاد رکھنا! جیسے آج مسلمان کہلانے والے سارے مسلمان نہیں ہیں مثلاً قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، رافضی شیعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، منکرین

حدیث، بابی، بہائی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ غالی مشرک بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔تو کہنے سے تو کوئی مسلمان نہیں بن جاتا۔ یہ سارے قطعی کافر ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں میں بھی بہت سے فرقے ہیں محض عیسائی کہنے سے ان کی میم کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہو جائے گا۔ اور یہودیوں میں بھی بہت فرقے ہیں نرا اتنا کہنے سے کہ میں یہودی ہوں تو ایسی عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے جب تک صحیح یہودی نہ ہو اور صحیح عیسائی نہ ہو تو نکاح جائز نہیں ہے جیسے ان مسلمان کہلانے والے فرقوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ بلوچستان میں ایک ذکری فرقہ ہے جن کے ہاں نہ نماز ہے نہ روزہ ہے چند اشغال وہ کرتے ہیں۔ وہاں ایک پہاڑ ہے کوہ مراد وہاں یہ حج کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مکہ کے حاجی کی طرح سمجھتے ہیں۔ ایسے فرقے مسلمان نہیں ہیں۔ اس لیے نکاح میں بڑی احتیاط کریں۔ شیعہ پہلے اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہیں اب فقہ جعفریہ والے کہلاتے ہیں۔ اس کو یاد رکھنا کبھی نہ بھولنا یہ پکے کافر ہیں۔ ان کو کبھی نہ رشتہ دو اور نہ لو۔ چلو کسی کمزور مسلمان کو دو گے ایمان تو محفوظ رہے گا۔ ایمان بڑی چیز ہے۔

انگریز کے دور میں بہاول پور کے اندر ایک دین دار کی لڑکی کا رشتہ لاعلمی میں قادیانی کے ساتھ ہو گیا۔ وہاں جا کر ساس سسر، خاوند کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ تو مرزائی ہیں۔ واپس آ کر اس نے کہا کہ جائیداد کی خاطر تم میرا ایمان برباد کر رہے ہو وہ تو مرزائی ہیں۔ تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی مرزائی ہیں۔ لڑکی نے کہا کہ تم مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دو میں نہیں جاؤں گی۔ اس نکاح کے ختم کرنے کا مقدمہ چلا۔ اس طرف سے حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند وکیل تھے۔ دونوں طرف سے بڑا زور لگا۔ شاہ صاحب بیمار ہو گئے بچنے کی امید نہیں تھی۔ فرمایا کہ اگر میری

زندگی میں اس مقدمے کا فیصلہ ہو گیا تو بڑی اچھی بات ہے ورنہ میری قبر پر آ کر مجھے فیصلہ سنانا کہ انور شاہ فیصلہ تمہارے حق میں ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد اکبر جج نے فیصلہ لکھا کہ قادیانی کافر ہیں، مرزائی کافر ہیں اور مسلمان کا نکاح کافر کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ اب تو ججوں کا بھی کوئی حال نہیں ہے سب تمہارے سامنے ہے۔ تو لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ تا کہ نہ ہو تم پر کوئی حرج، کوئی تنگی نہ ہو اس لیے ہم نے اجازت دے دی ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

ترجی

مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِىٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع ۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

تُرجی آپ پیچھے ہٹادیں مَنْ اس کو تَشَآءُ جس کو آپ چاہیں مِنْهُنَّ ان بیویوں میں سے وَتُؤْوِىٓ اور قریب کرلیں اِلَيْكَ اپنی طرف مَنْ تَشَآءُ جس کو آپ چاہیں وَمَنِ ابْتَغَيْتَ اور جس کو آپ چاہیں مِمَّنْ ان میں

سے عَزَلْتَ الگ کر دیا تھا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ پس کوئی حرج نہیں آپ پر ذٰلِكَ
یہ اَدْنٰٓی زیادہ قریب ہے اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی
وَلَا يَحْزَنَّ اور نہ ہوں غمگین وَيَرْضَيْنَ اور راضی ہو جائیں بِمَآ اس چیز پر
اٰتَيْتَهُنَّ جو آپ ان کو دیں كُلُّهُنَّ سب کو وَاللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ يَعْلَمُ جانتا
ہے مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ جو تمہارے دلوں میں ہے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ
عَلِيْمًا حَلِيْمًا سب کچھ جاننے والا تحمل کرنے والا لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ حلال
نہیں ہیں آپ کے لیے (اے پیغمبر) عورتیں مِنْ بَعْدُ ان کے بعد وَلَآ اَنْ
تَبَدَّلَ بِهِنَّ اور نہ یہ کہ آپ تبدیل کریں ان کے بدلے میں مِنْ اَزْوَاجٍ دوسری
بیویاں وَّلَوْ اَعْجَبَكَ اور اگرچہ اچھا لگے آپ کو حُسْنُهُنَّ ان کا حسن اِلَّا مَا
مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مگر وہ جن کے مالک ہیں آپ کے دائیں ہاتھ وَكَانَ اللّٰهُ اور
ہے اللہ تعالیٰ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا ہر چیز پر نگران يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو
جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا نہ داخل ہو بُيُوْتَ النَّبِيِّ نبی ﷺ کے گھروں
میں اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ مگر یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے اِلٰی طَعَامٍ
کھانے کی طرف غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ اس حال میں کہ نہ دیکھنے والے ہو اس
کے پکنے کو وَلٰكِنْ اور لیکن اِذَا دُعِيْتُمْ جب تمہیں دعوت دی جائے فَادْخُلُوْا
پس داخل ہو جاؤ فَاِذَا طَعِمْتُمْ پس جس وقت تم کھانا کھا چکو فَانْتَشِرُوْا پھر
چلے جاؤ وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ اور نہ مانوس ہو لِحَدِيْثٍ کسی بات میں اِنَّ ذٰلِكُمْ

بے شک یہ چیز كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ تکلیف دیتی ہے اللہ تعالیٰ کے نبی کو فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ پس وہ حیا کرتے ہیں تم سے وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ اور اللہ تعالیٰ نہیں شرماتے مِنَ الْحَقِّ حق بیان کرنے سے وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ اور جب تم سوال کرو ان سے مَتَاعًا کسی سامان کا فَسْئَلُوْهُنَّ پس سوال کرو ان سے مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ پردے کے پیچھے سے ذٰلِكُمْ یہ بات اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کے لیے وَقُلُوْبِهِنَّ اور ان کے دلوں کے لیے وَمَا كَانَ لَكُمْ اور نہیں ہے تمہارے لیے اَنْ تُؤْذُوْا کہ تکلیف پہنچاؤ رَسُوْلَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے رسول کو وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو اَزْوَاجَهٗ اس کی بیویوں سے مِنْۢ بَعْدِهٖ آپ ﷺ کے بعد اَبَدًا کبھی بھی اِنَّ ذٰلِكُمْ بے شک یہ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی چیز۔

ماقبل سے ربط :

بیک وقت آنحضرت ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں اور دو لونڈیاں تھیں۔ پہلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ ﷺ کے ذمے ان عورتوں کی باری نہیں ہے۔ آپ ﷺ کو اختیار ہے جس کو چاہیں قریب رکھیں اور جس کو چاہیں دور رکھیں آپ ﷺ پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ عام مومنوں کے لیے قانون یہ ہے کہ اگر کسی کی ایک سے زائد بیویاں ہیں تو ان کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھے۔ اگر ایک دن ایک کے پاس ہے تو دوسرے دن دوسری کے پاس رہے۔ خوراک، لباس، رہائش،

علاج معالجہ، جتنی ضروریات ہیں ان میں سب کا خیال رکھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کے پاس کم وبیش وقت گزار سکتے ہیں کہ بیویاں یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا حق ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے عدل وانصاف کو برقرار رکھا۔ بیویوں کے الگ الگ حجرے تھے۔ ایک دن رات ایک کے پاس رہتے تھے۔ پھر چوبیس گھنٹے دوسری کے پاس پھر تیسری کے پاس پھر چوتھی کے پاس۔ آپ ﷺ نے اس طرح باریاں مقرر کی ہوئی تھیں اور ظاہری طور پر مکمل برابری رکھتے تھے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ "یہ میری تقسیم ہے اس میں جو میرے اختیار میں ہے پس میرا مواخذہ نہ کرنا اس میں جو آپ کے اختیار میں ہے اور میرے اختیار میں نہیں ہے۔" یعنی بیویوں کے درمیان جو عدل وانصاف، رہائش، لباس، خوراک کے لحاظ سے تھا وہ میں نے پورا کر دیا۔ اے پروردگار! جس چیز کا میں مالک نہیں اس میں مجھے نہ پکڑنا۔ آپ ﷺ کو طبعی طور پر محبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ تھی۔ فرمایا پروردگار! وہ میرے بس میں نہیں ہے اس پر میرا مواخذہ نہ کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ اختیار دیا تھا کہ آپ ﷺ کے ذمہ بیویوں کی باریاں لازم نہیں ہیں۔

اختیارات نبوی ﷺ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ آپ پیچھے ہٹا دیں جس کو چاہیں ان میں سے باری نہ دیں۔ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہیں پیچھے ہٹا دیں باری نہ دیں وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ اور قریب کرلیں اپنے جس کو چاہیں وَمَنِ ابْتَغَيْتَ اور جس کو

آپ چاہیں مِمَّنْ عَزَلْتَ ان میں سے جس کو الگ کیا ہے باری سے کہ اس کو باری نہیں دی تھی اگر اس کو باری دینا چاہتے ہیں فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے ذٰلِكَ اَدْنٰٓى یہ بات زیادہ قریب ہے اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں کہ باری نہیں تھی پھر دے دی تو سمجھیں گی کہ ہم پر احسان کیا ہے وَلَا يَحْزَنَّ اور وہ غمگین اور پریشان نہیں ہوں گی وَيَرْضَيْنَ اور راضی ہو جائیں بِمَآ اس چیز پر اٰتَيْتَهُنَّ جو آپ ان کو دیں كُلُّهُنَّ سب کو، لیکن میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے اخلاق حسنہ کی بنا پر اس رخصت پر عمل نہیں کیا بلکہ سب کو برابری کے ساتھ باری دی وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا تحمل والا۔ سب کچھ جانتا بھی ہے مگر فوری طور پر سزا نہیں دیتا یہ اللہ تعالیٰ کا تحمل ہے۔ اگر فوری طور پر نہیں پکڑتا تو یہ نہ سمجھو کہ گرفت سے بچ گئے ہو۔

امتناعات :

اور مسئلہ۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جب آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں اس وقت آپ ﷺ کے نکاح میں اور کوئی بیوی نہیں تھی۔ وہ مکہ مکرمہ ہی میں فوت ہو گئی تھیں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک کا پچاسواں سال تھا اور نبوت کا دسواں سال تھا۔ اور دوسری بیوی حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا مدینہ طیبہ میں چند ماہ آپ ﷺ کے نکاح میں رہیں اور فوت ہو گئیں۔ باقی نو بیویاں بیک وقت آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ جن کی باری آپ ﷺ نے مقرر کی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جتنی بیویاں آپ ﷺ کے نکاح میں ہیں لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ حلال نہیں ہیں آپ کے لیے بیویاں مِنْۢ بَعْدُ اس کے

بعد۔ ان کے بعد اب اور کوئی بی بی جائز نہیں ہے وَلَآ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ اور نہ یہ کہ آپ تبدیل کریں ان کے بدلے میں مِنۡ اَزۡوَاجٍ دوسری بیویاں۔ بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی بیوی کو طلاق دے دیں اور اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کر لیں اس کی اجازت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ اپنے خانگی معاملات میں مختار کل نہ تھے۔ گھریلو معاملات میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کلی اختیار نہیں دیا تھا اور یہاں لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ پیغمبر مختار کل ہیں جو چاہیں کریں۔ کتنی واضح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو یہ حق نہیں ہے کہ ان بیویوں یں سے کسی کو طلاق دے کر کسی اور سے نکاح کر کے گنتی پوری کر لیں۔ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اور اگرچہ ان عورتوں کا حسن آپ کو اچھا لگے۔ ان کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتے۔ بالفرض اگر آپ ﷺ کی ساری بیویاں آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہو جائیں تو آپ ﷺ کو اور نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور کتنے امتی ایسے ہیں کہ ایک بیوی مر جاتی ہے تو دوسری سے نکاح کر لیتے ہیں اور ایسے معمر لوگ بھی ہیں کہ انھوں نے یکے بعد دیگرے کئی کئی بیویاں کی ہیں۔ ان کے لیے پابندی نہیں ہے اور آپ ﷺ کے لیے پابندی ہے اور یہ بات قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور غلط عقیدے والے کہتے ہیں آپ ﷺ مختار کل ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ کیا منطق ہے؟ خدا کی پناہ! اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ مگر وہ جن کے مالک ہیں آپ کے ہاتھ یعنی اگر کوئی عورت لونڈی کے طور پر آ جائے تو وہ جائز ہے۔ اس کے بعد ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا لونڈی آئی تھیں ان کے پیٹ سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان۔ رقیب کا معنیٰ محافظ اور نگران۔

شانِ نزول :

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح ہوا تو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گنجائش تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو خُبْزًا وَّلَحْمًا گوشت روٹی کے ساتھ سیر کرایا۔ ایسا ولیمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی کا نہیں کیا۔ چھوٹا سا کمرہ تھا اور پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ ایک کونے میں بیٹھ کر عورتیں پکاتی رہیں اور دس دس آدمی آتے کھاتے اور چلے جاتے۔ تین صوفی قسم کے بزرگ صحابی کھانا کھانے کے بعد نہ اٹھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسجد میں، سفر میں، میدان جہاد میں باتیں سنتے رہتے ہیں آج ہمیں یہ فخر ہے کہ ہم گھر میں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کر رہے ہیں۔ عورتیں بے چاری کونے کے ساتھ لگ کر بیٹھی ہوئی تھیں۔ آخر انہوں نے بھی کھانا کھانا تھا، برتن صاف کرنے تھے مگر یہ جم کے بیٹھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان مبارک سے کہنا مناسب نہ سمجھا کہ اب تم اٹھ کر چلے جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکمت عملی اختیار فرمائی کہ خود اٹھ کر باہر تشریف لے گئے کہ میں چلا جاؤں گا تو یہ بھی چلے جائیں گے۔ کافی دیر باہر چلتے پھرتے رہے۔ انس رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے ان کو بھیجا کہ دیکھو بیٹھے ہیں یا چلے گئے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے آکر بتلایا کہ حضرت! وہ تو بیٹھے ہیں۔ پھر اندر نہ آئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر بھیجا کہ دیکھ کر آؤ چلے گئے ہیں؟ کہنے لگے حضرت! وہ تو جم کے بیٹھے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر چلنے پھرنے لگ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر بھیجا۔ تیسرے چکر میں ایک کو کوئی ضرورت پیش آئی وہ اٹھ کر چلا گیا دو پھر بیٹھے رہے۔ اس موقع پر یہ اور آئندہ والی آیتیں نازل ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا

بُیُوْتَ النَّبِیِّ نہ داخل ہو نبی ﷺ کے گھروں میں اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے اِلٰی طَعَامٍ کھانے کی طرف غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰـہُ۔ اِنٰـہُ کا معنی ہے پکنا۔ اس حال میں کہ نہ دیکھنے والے ہو پکنے کو کہ کیسے روٹی پکاتی ہے، چمچہ کیسے پھیرتی ہے؟ ان چیزوں کی طرف نہ دیکھو وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ اور لیکن جس وقت تم کو دعوت دی جائے فَادْخُلُوْا پس داخل ہو جاؤ، کھاؤ فَاِذَا طَعِمْتُمْ پس جب تم کھانا کھا چکو فَانْتَشِرُوْا تو فوراً چلے جاؤ وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اور نہ مانوس ہو کسی بات میں۔ آنحضرت ﷺ کی طرف مانوس ہو کر بیٹھے نہ رہو اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ بے شک یہ بات تکلیف دیتی ہے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی بیویوں کو تکلیف دیتی ہے فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ پس آنحضرت ﷺ حیا کرتے ہیں آپ سے کہ تمہیں کہیں کہ اٹھ کر چلے جاؤ۔

ہم جیسے گنہگاروں کے گھر میں بھی کوئی اچھا یا برا آدمی آجائے طبیعت گوارا کرے یا نہ کرے لیکن زبان سے یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی کہ تم اٹھ کر چلے جاؤ۔ لڑائی جھگڑے کے لیے کوئی آئے، فتنے کے لیے آئے تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ بھئی! لڑائی جھگڑا نہیں ہے مسئلے کی حد تک رہو۔ کئی دفعہ ہوا لوگ بازو چڑھا کر مسئلہ پوچھتے تھے کہ تم کہتے ہو نبی حاضر و ناظر نہیں ہے، عالم الغیب نہیں ہے یہ نہیں ہے اور وہ نہیں ہے۔ ان کے مولوی ان کو سکھاتے تھے اور وہ لڑنے کے لیے آتے تھے۔ اب تو لوگ کافی سمجھ گئے ہیں الحمد للہ! مسئلے کی حد تک تو ان کو سمجھاتا تھا لیکن جب وہ لڑائی جھگڑے پر آتے تھے تو کہتا تھا برخوردار، بھائی، عزیز! جھگڑا کسی اور سے جا کر کرو پہلوانی ہمیں نہ دکھاؤ۔ ایسوں کو کہہ دیتا تھا چلے جاؤ۔ ان کے سوا دوسروں کو کہنا کہ اٹھ کر چلے جاؤ بڑی مشکل بات ہے۔ تو آنحضرت ﷺ تو خلق عظیم کے مالک تھے کیسے کہتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ۔ تو وہ تم سے حیا کرتے ہیں وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ

الْحَقِّ اور اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتے۔

پردہ کا حکم :

اور مسئلہ۔ فرمایا وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ اور جب تم ازواج مطہرات سے سوال کرو مَتَاعًا کسی سامان کا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ پس سوال کرو تم ان سے پردے کے پیچھے سے۔ پردے کا حکم آ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرمایا انس! یہ آیتیں سن لو اب تم نے اندر نہیں آنا۔ پہلے ایسے ہوتا تھا کہ کسی کو دابڑے کی ضرورت ہوتی، پرات کی ضرورت ہوتی آٹا گوندھنے کے لیے، چمچے کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ کے گھر سے آ کر لے جاتے تھے اور فخر کرتے تھے کہ ہم نے آپ ﷺ کی کٹھالی میں آٹا گوندھا ہے، آپ ﷺ کے چمچے کے ساتھ کھانا پکایا ہے، آپ ﷺ کے دابڑے میں کپڑے دھوئے ہیں۔ سیدھے آتے ازواج مطہرات کو سلام کرتے اور کہتے کہ ہمیں فلاں چیز چاہیے۔ اب پابندی لگ گئی کہ پردے کی اوٹ میں ہو کر مانگو پردے کے پیچھے رہو اندر نہیں آ سکتے۔

فرمایا ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ اس حکم میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کے لیے وَقُلُوْبِهِنَّ اور ان کے دلوں کے لیے بھی بڑی پاکیزگی ہے وَمَا كَانَ لَكُمْ اور تمہیں حق نہیں پہنچتا اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہ تم تکلیف پہنچاؤ اللہ تعالیٰ کے رسول کو۔ ایک صحابی نے لاعلمی کی بنیاد پر اپنے ایک دوست کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عدت کے بعد نکاح کروں گا۔ اس کو مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ پیغمبروں کی بیویوں کے ساتھ کسی اور کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ پہلے پڑھ چکے ہو وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ کہ پیغمبر کی بیویاں امتیوں کی مائیں

ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد کبھی بھی۔ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو جائیں آپ ﷺ کی بیویوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد تقریباً پچاس سال زندہ رہیں۔

فرمایا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا بے شک تمہارا یہ ارادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ ماں بیوہ ہو جائے تو بیٹے کے ساتھ تو نکاح نہیں ہو سکتا۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

اِنْ تُبْدُوْا اگر تم ظاہر کرو گے شَيْـًٔا کسی چیز کو اَوْ تُخْفُوْهُ یا چھپاؤ گے فَاِنَّ اللّٰهَ پس بے شک اللہ تعالیٰ كَانَ ہے بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ہر چیز کو جاننے والا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ کوئی گناہ نہیں ہے آنحضرت ﷺ کی بیویوں پر فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ ان کے باپوں کے بارے میں وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ اور نہ بیٹوں کے بارے میں وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ اور نہ ان کے بھائیوں کے بارے میں وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ اور نہ بھائیوں کے بیٹوں کے بارے میں وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ اور نہ بہنوں کے بیٹوں کے بارے میں وَلَا نِسَآئِهِنَّ اور نہ اپنی مسلمان عورتوں کے بارے میں

وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اور نہ ان کے بارے میں کہ جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اور ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ كَانَ ہے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ہر چیز پر گواہ اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ اور اس کے فرشتے يُصَلُّوْنَ اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے دعائیں کرتے ہیں عَلَى النَّبِيِّ نبی ﷺ کے لیے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو صَلُّوْا عَلَيْهِ رحمت کی دعا کرو ان کے لیے وَسَلِّمُوْا اور سلام بھیجو تَسْلِيْمًا سلام بھیجنا اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ جو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول ﷺ کو لَعَنَهُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے ان پر فِي الدُّنْيَا دنیا میں وَالْاٰخِرَةِ اور آخرت میں وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے ان کے لیے عَذَابًا مُّهِيْنًا عذاب رسوا کرنے والا وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جو ایذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں کو وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتوں کو بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا بغیر ان کے کسی گناہ کے فَقَدِ احْتَمَلُوْا پس تحقیق انہوں نے اٹھایا ہے بُهْتَانًا بہتان کو وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا اور کھلے گناہ کو۔

ماقبل سے ربط :

کل کے درس میں یہ بات بیان ہوئی تھی کہ صحابہ میں سے کسی نے یہ خیال ظاہر کیا اپنے دوست کے سامنے کہ آنحضرت ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیغمبر کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنے کا تمہیں بالکل حق نہیں ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ تُبْدُوْا شَیْئًا اگر تم ظاہر کرو کسی چیز کو اَوْ تُخْفُوْہُ یا اس کو مخفی رکھو دل میں تو یاد رکھو فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا پس بے شک ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر باطن، نیتوں اور دل کے ارادوں کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ اوپر حکم بیان ہوا تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اگر کچھ مانگنا ہے تو پردے کی اوٹ میں رہ کر مانگنا اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

محللات کے احکام :

اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا جُنَاحَ عَلَیْہِنَّ فِیْٓ اٰبَآئِہِنَّ کوئی گناہ نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پر ان کے باپوں کے بارے میں۔ اس میں چچے اور دادے بھی شامل ہیں وہ اندر آ سکتے ہیں۔ پہلا حکم عام لوگوں کے متعلق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے لیے کوئی پردہ نہیں ہے وہ بغیر پردے کے اندر آ سکتے ہیں وَلَآ اَبْنَآئِہِنَّ اور نہ بیٹوں کے بارے میں کوئی حرج ہے مثلاً حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے جواں سال بیٹے تھے پہلے خاوند سے گو وہ پردے کی آیات سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ دوسرے خاوند سے بھی بیٹے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ابو سلمہ سے بیٹا تھا عمرو، نوجوان تھا۔ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بھی پہلے خاوندوں سے بیٹے تھے تو ان کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے وَلَآ اِخْوَانِہِنَّ اور نہ ان کے بھائیوں کے بارے میں کوئی گناہ ہے کہ وہ بغیر اجازت کے آ سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن

ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ صحابی ہیں ان کو اپنی بہن کے پاس آنے کے لیے اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جن کے بھائی تھے ان کو اندر آنے کے لیے نہ اجازت لینے کی کوئی ضرورت ہے نہ پردے کے پیچھے کھڑے ہونے کی کوئی ضرورت ہے چاہے وہ بھائی حقیقی ہوں یا ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے ہوں وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ اور نہ بھائیوں کے بیٹوں کے بارے میں کہ بھتیجوں سے بھی کوئی پردہ نہیں ہے پھوپھیوں کا، وہ بھی اندر آسکتے ہیں وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ اور نہ بہنوں کے بیٹوں کے بارے میں کوئی حرج ہے کہ بھانجے بھی محرم ہیں ان کو بھی پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کی خالائیں ہیں ان سے کوئی پردہ نہیں ہے وَلَا نِسَآئِهِنَّ اور نہ مسلمان عورتوں سے کوئی پردہ ہے۔

غیر مسلم عورتوں سے پردہ کا حکم:

یہ مسئلہ یاد رکھنا! غیر مسلم عورتوں سے اسی طرح پردہ کرنا ہے جس طرح غیر محرموں سے پردہ کرنا ہے۔ مثلاً آج کل ہمارے گھروں میں جو عیسائی عورتیں کام کرتی ہیں ان کے سامنے بازو ننگے کرنا، ٹانگیں ننگی کرنا، پشت ننگی کرنا حرام ہے۔ اس مسئلے کو بھولنا نہیں ہے۔ میں تمہیں نصیحت کے طور پر ایک بات کہتا ہوں کہ گھروں میں عیسائی عورتوں کو کام کے لیے، برتن صاف کرنے کے لیے، کپڑے دھونے کے لیے رکھنا بڑی غلطی ہے۔ سب سے پہلے تو عورتیں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ گھر کے کام کرنے کا ثواب نفلی نماز روزہ سے زیادہ ہے۔ بچوں کا پیشاب دھوئیں ثواب ملے گا، کپڑے دھوئیں، نہلائیں ثواب ملے گا، برتن دھوئیں ثواب ملے گا جھاڑو دیں ثواب ملے گا تو مسلمان عورتیں یہ ثواب کیوں ضائع کرتی

ہیں۔ پھر طبی لحاظ سے یہ بھی یاد رکھنا یہ اعضاء اگر حرکت نہ کریں تو کچھ عرصہ کے بعد بے کار ہو جاتے ہیں۔ آج کل زیادہ بیماریاں تن آسانی کی وجہ سے ہیں۔ کام کاج کرنے سے اعضاء حرکت میں رہتے ہیں اس طرح بہت سی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ لہٰذا طبی نکتۂ نظر سے ان کے لیے کام ضروری ہے اور شرعی لحاظ سے ثواب بھی ہے تو گھر کا کام خود کریں تا کہ صحت برقرار رہے۔ آج چھوٹی چھوٹی بچیاں کہتی ہیں یہاں درد ہو رہا ہے یہ درد ہو رہا ہے۔ یہ دردیں کیوں نہ ہوں؟ جب تن آسانی ہو گی تو دردیں بھی ہوں گی چار پائیوں کو تم نے لازم پکڑا ہوا ہے اور کھانے پینے کے سوا کام کوئی نہیں دردیں تو ہونی چاہئیں۔

میں کئی دفعہ یہ واقعہ عرض کر چکا ہوں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی کا رشتہ اس گھر میں نہ دیا کہ جنہوں نے گھر میں لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں کہ گھر کے افراد کی خدمت تو وہ کریں گی۔ میری لڑکی کو اہل خانہ کی خدمت کا موقع نہیں ملے گا اس کی جنت نہیں بنے گی حالانکہ گھرانا بھی شریف تھا لڑکا بھی شریف تھا اور آج ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ لڑکی تو ہم بیاہ دیں گے مگر وہ چولہے کے پاس نہیں بیٹھے گی یہ کپڑے نہیں دھوئے گی، جھاڑو نہیں پھیرے گی۔ اس کو یہ نہ کہنا کہ روٹی لا کر دے، پلیٹ لا کر دے۔ جب یہ صورت حال ہو گی تو یقیناً عورتیں بیمار ہوں گی۔ آج نہ سہی کل سہی، سال نہ سہی دو سال سہی، بیماریاں لگ جائیں گی۔ لہٰذا عورتیں گھروں کا کام خود کریں، ہڈ حرام نہ بنیں۔

اور یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ گھر کے سارے کام نفلی نماز روزہ سے زیادہ ثواب والے ہیں۔ اسی طرح مردوں کو کام کرنا چاہیے اعضاء جتنی حرکت کریں گے اتنا خون گردش کرے گا اتنی قوت آئے گی اور گھر میں عیسائی عورتوں کو رکھنا بڑا غلط طریقہ ہے۔ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اور نہ ان کے بارے میں کوئی حرج ہے کہ جن کے مالک ہیں ان

کے دائیں ہاتھ یعنی لونڈیاں اور غلام۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں غلام بھی شامل ہیں یعنی وہ آ جا سکتے ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم صرف لونڈیوں کے لیے ہے چاہے وہ غیر مسلم ہی ہوں وہ آسکتی ہیں لیکن غلام مرد نہیں آ سکتا۔ اس کا مرد ہونا ہی مانع ہے۔ غلام مرد کا اپنی آقا سے اسی طرح پردہ ہو گا جیسے غیر محرم سے ہوتا ہے۔ فرمایا وَاتَّقِینَ اللّٰہَ اور ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ سے۔ یہ جمع مؤنث امر حاضر کا صیغہ ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب کر کے امت کی ماؤں بہنوں کو سمجھایا جا رہا ہے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی اور اوجھل نہیں ہے۔

فضائل درود شریف :

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بے شک اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ لفظ صلوٰۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو معنیٰ ہوتا ہے رحمت۔ ہم جو درود شریف پڑھتے ہیں اللّٰھم صلّ علٰی محمدٍ تو اس کا معنیٰ ہے اے پروردگار! آپ رحمت بھیجیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ معنیٰ نہیں ہے کہ اے اللہ! آپ بھی درود پڑھیں جیسے بعض کہتے ہیں۔ اور جس وقت لفظ صلوٰۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو یا انسانوں کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے رحمت کی دعا کرنا۔ درود شریف پڑھنا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں، ایک صغیرہ گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ لہٰذا درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھو۔ اور کئی دفعہ بیان کر چکا

ہوں کہ درود شریف پڑھنے کے لیے اور دیگر ذکر واذکار کے لیے وضو شرط نہیں ہے بے وضو بھی پڑھ سکتے ہو۔ عورتوں نے جن دنوں میں نماز نہیں پڑھنی ہوتی ان دنوں میں بھی ذکر اذکار، درود شریف پڑھ سکتی ہیں صرف قرآن کریم نہیں پڑھ سکتیں باقی ذکر اذکار، توبہ استغفار کرنا سب درست ہے۔ سب سے بہتر درود شریف نماز والا ہے درود ابراہیمی۔ اگر وقت نہیں ملتا تو مختصر الفاظ والا درود شریف پڑھنا بھی درست ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تھی ان سے کسی نے پوچھا حضرت! الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ کے الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھا جا سکتا ہے ؟ حضرت نے فرمایا کہ اگر اس نظریہ سے پڑھتا ہے کہ یہ مختصر ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں تو صحیح ہے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر پڑھتا ہے تو پھر کفر ہوگا۔ تمام فقہائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتا ہے وہ کافر ہے۔ نہ اس بات کو بھولنا اور نہ کسی کے مغالطے میں آنا۔

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ ”جو شخص میری قبر کے پاس آکر درود پڑھے گا میں خود سنوں گا اور جواب بھی دوں گا وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ اور جو شخص دور سے میرے اوپر درود شریف پڑھے گا مجھے پہنچایا جائے گا۔“

نسائی شریف کی روایت ہے اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ [نسائی: رقم ۲۸۲] ”اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک الگ محکمہ قائم کیا ہے جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں جہاں بھی کوئی درود شریف پڑھ رہا ہوتا ہے اس کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔“ اہل حق کا یہی مسلک ہے کہ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے

قریب درود شریف پڑھتا ہے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور دور سے پڑھتا ہے تو فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور جہاں پڑھو خود سنتے ہیں تو یہ شخص پکا کافر ہے۔ اہل بدعت بریلویوں کو مغالطہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت پر ہمارا عمل ہے تمہارا نہیں کہ ہم ان لفظوں کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہیں الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ تو اس میں صلوٰۃ کا لفظ بھی ہے اور سلام کا لفظ بھی ہے اور تم (اے دیوبندیو) جو درود شریف پڑھتے ہو اس میں نہ صلوٰۃ کا لفظ آتا ہے نہ سلام کا۔ لہٰذا اس آیت پر ہمارا عمل ہے تمہارا نہیں۔ یہ ان بے چاروں کو مغالطہ ہے۔ اس لیے آپ حضرات نے بارہا دیکھا اور سنا کہ ہم کہتے ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تو اس میں صل کا لفظ بھی ہے اور سلام کا لفظ بھی ہے۔ ہم تو آپ ﷺ کا نام بھی صلوٰۃ وسلام کے بغیر نہیں لیتے۔ ہمارا تو تکیہ کلام ہی صلوٰۃ وسلام ہے۔ لہٰذا الحمدللہ! قرآن پاک پر ہمارا عمل ہے۔ اور کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے، کوئی تفسیر کی کتاب نہیں ہے، کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے جہاں آنحضرت ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ﷺ نہ ہو جو ہم پڑھتے ہیں۔ تم نے کھڑے ہو کر دو مرتبہ الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ پڑھ لیا تو عامل بالقرآن کے دعوے دار ہو گئے۔

بخاری شریف میں روایت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ حضرت ہم نے سَلِّمُوْا کا مفہوم تو سمجھ لیا السلام علیك اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رحمة اللہ وبر کاته جو نماز میں پڑھتے ہیں تو صَلُّوْا پر عمل کن الفاظ کے ساتھ کریں؟ تو آنحضرت ﷺ نے درود ابراہیمی بتلایا قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ یہ مفہوم صَلُّوا کا خود آنحضرت ﷺ نے بتلایا۔ یہ درود شریف چونکہ لمبا تھا اس لیے ان لوگوں نے محض لوگوں کو سنانے کے لیے الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ کو پکڑ لیا۔

فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا رحمت کی دعا کرو ان کے لیے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ جو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول ﷺ کو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے رب تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول کو ناراض کرتے ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عَذَابًا مُّهِیْنًا عذاب رسوا کرنے والا۔ اسی طرح وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور وہ لوگ جو مومن مردوں کو اذیت پہنچاتے ہیں وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا بغیر اس جرم کے جو انہوں نے کیا ہے۔ جرم انہوں نے کیا نہیں خواہ مخواہ ان پر بہتان باندھتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں ان کو دکھ پہنچاتے ہیں فَقَدِ احْتَمَلُوْا پس تحقیق انہوں نے اٹھایا ہے بُهْتَانًا بہتان کو وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا اور کھلے گناہ کو۔ انہوں نے کھلا گناہ کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ حقوق العباد توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ جب تک بندے سے معافی نہیں مانگو گے یا اس کا حق ادا نہیں کرو گے کروڑ مرتبہ بھی توبہ کرو معافی نہیں ملے گی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِى الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اے نبی کریم ﷺ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ آپ کہہ دیں اپنی بیویوں سے وَبَنٰتِكَ اور اپنی بیٹیوں سے وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں کی عورتوں کو يُدْنِيْنَ لٹکائیں عَلَيْهِنَّ اپنے اوپر مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ اپنی چادروں کو ذٰلِكَ اَدْنٰٓى یہ زیادہ قریب ہے اَنْ يُّعْرَفْنَ کہ وہ پہچانی جائیں فَلَا يُؤْذَيْنَ پس ان کو تکلیف نہ دی جائے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ البتہ اگر باز نہیں آئیں گے

منافق لوگ وَالَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے وَّالْمُرْجِفُوْنَ اور بے پر کی اڑانے والے فِي الْمَدِيْنَةِ مدینہ طیبہ میں لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ البتہ ہم ابھاریں گے ان کے خلاف ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ پھر وہ نہ رہیں گے آپ کے پڑوس میں فِيْهَآ مدینہ طیبہ میں اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑے سے مَّلْعُوْنِيْنَ لعنت کیے ہوئے ہیں اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا جس جگہ بھی وہ پائے جائیں اُخِذُوْا پکڑے جائیں گے وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا اور قتل کر دیے جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سُنَّةَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے فِي الَّذِيْنَ ان لوگوں کے بارے میں خَلَوْا مِنْ قَبْلُ جو گزرے ہیں اس سے پہلے وَلَنْ تَجِدَ اور آپ ہرگز نہیں پائیں گے لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اللہ تعالیٰ کے دستور کے لیے کوئی تبدیلی يَسْئَلُكَ النَّاسُ سوال کرتے ہیں آپ سے لوگ عَنِ السَّاعَةِ قیامت کے متعلق قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا پختہ بات ہے عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ قیامت کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وَمَا يُدْرِيْكَ اور آپ کو کس نے بتلایا لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ قیامت تَكُوْنُ قَرِيْبًا قریب ہو اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ نے لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ لعنت کی ہے کافروں پر وَاَعَدَّ لَهُمْ اور تیار کی ہے ان کے لیے سَعِيْرًا بھڑکتی ہوئی آگ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ہمیشہ رہیں گے اس میں لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا نہیں پائیں گے کوئی حمایتی وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مددگار يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ جس دن پلٹے جائیں گے ان کے

چہرے دوزخ کی آگ میں یَقُوْلُوْنَ وہ لوگ کہیں گے یٰلَیْتَنَآ ہائے افسوس ہمارے اوپر اَطَعْنَا اللّٰهَ ہم اطاعت کرتے اللہ تعالیٰ کی وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا اور اطاعت کرتے رسول ﷺ کی۔

پردے کے احکامات :

اس سے پہلی آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پردے کا حکم تھا کہ تم ان سے اگر کوئی شے مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ اس سے بظاہر یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید پردے کا حکم صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ خاص ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ شبہ دور فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں لِّاَزْوَاجِكَ اپنی بیویوں کو وَبَنٰتِكَ اور اپنی بیٹیوں کو وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنوں کی عورتوں کو۔ کیا کہیں؟ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ لٹکالیں اپنے اوپر مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ اپنی چادروں کو۔ جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپ لے۔ جو عورتیں برقع نہیں پہنتیں وہ بڑی چادر پہن کر جائیں جس سے سر سے لے کر ٹخنوں تک سارا جسم ڈھکا ہوا ہو۔ اور یہ حکم سب کے لیے ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے اور آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے اور مومنوں کی عورتوں کے لیے بھی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں تھیں صرف ایک بیٹی نہیں تھی۔ مگر شیعہ تمام اصولوں کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی صرف ایک بیٹی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق آپ ﷺ کی اور بیٹیاں ثابت ہو جائیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرافت اور بزرگی ثابت ہو جائے گی اور اس سے تاریخ بھری پڑی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بیٹیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ہے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا

نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ہے۔تو جب دو بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ثابت ہو جائے گا تو ان کی شرافت اور بزرگی ثابت ہو جائے گی۔ حالانکہ روافض تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ ،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے بھی قائل نہیں ہیں اور نہ کسی اور صحابی کو مومن مانتے ہیں (سوائے دو چار کے۔) تو قرآن پاک میں جمع کا لفظ آیا ہے بنات یہ بِنْتٌ کی جمع ہے اور جمع کے کم از کم تین فرد ہوتے ہیں۔تو قرآن کریم سے ایک سے زائد بیٹیاں ثابت ہوئیں۔ پھر احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی بیٹیاں تھیں۔

اصولِ کافی :

پھر بڑی عجیب بات یہ ہے کہ اصول کافی جو ان کی مستند ترین کتاب ہے جیسے ہمارے ہاں قرآن کریم کے بعد بخاری شریف کو سمجھا جاتا ہے رافضیوں کے ہاں اصول کافی کو سمجھا جاتا ہے۔اس میں مستقل باب ہے باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولادہ " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی پیدائش " اس بات کی تصریح ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی ۔حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ اور اس سے پہلے وہ دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ پہلے خاوندوں سے بھی اولاد تھی پھر آگے تفصیل ہے کہ نکاح کے دو سال بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں ،حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں ، پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں ، حضرت طیب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔نبوت سے ایک سال پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ ضد اتنی ہے کہ اپنی کتاب ہی کو نہیں مانتے اور یہ بڑے منظم ہو کر چل رہے ہیں اور پاکستان میں بھی سازشیں کر رہے ہیں۔دیکھو! شمالی علاقہ جات میں ان کی تعداد کافی ہے اب وہاں

شیعہ ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جس کی بھاگ دوڑ ایران کے ہاتھ میں رہے گی۔ پاکستان میں شیعہ ریاست بنانے کی ان کے پاس دلیل یہ ہے کہ وہاں ان کی اکثریت ہے۔ بھئی! اگر تم نے اسی منطق پر چلنا ہے تو زاہدان میں نوے فیصد آبادی سنیوں کی ہے وہاں تم نے نہ گورنر سنی بنایا ہے، نہ ڈی سی سنی بنانے کے لیے تیار ہو۔ بلکہ کوئی معتبر اور با اختیار افسر سنی نہیں ہے۔ تہران میں پانچ لاکھ سنیوں کی آبادی ہے مگر سنیوں کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ گرجے موجود ہیں، ہندوؤں کے مندر ہیں، سکھوں کے گردوارے ہیں۔ پہلے ایک مسجد تھی مسجد فیض، اس کو خامنہ آئی نے بلڈوزر پھروا کر ختم کر دیا ہے۔ پرسوں میرے شاگرد مولوی رحمت اللہ زاہدان سے آئے تھے اسی درس میں شریک تھے۔ انہوں نے جو حالات بیان کیے ہیں توبہ توبہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عوام اس شیعہ فتنے سے آگاہ نہیں ہیں یہ خبیث فتنہ ہے۔

تو فرمایا اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیں اپنے اوپر بڑی بڑی چادریں لٹکا لیا کریں ذٰلِكَ اَدْنٰٓى یہ زیادہ قریب ہے اَنْ يُّعْرَفْنَ کہ پہچانی جائیں کہ یہ شریف عورتیں ہیں فَلَا يُؤْذَيْنَ پس ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ اس زمانے میں جو شریف عورتیں ہوتی تھیں وہ اس طرح پردے میں آتی جاتی تھیں۔ غنڈے قسم کے لوگ اس زمانے میں بھی تھے اگرچہ تھوڑے تھے اب زیادہ ہیں۔ ہر طرح کے آدمی ہر زمانے میں رہے ہیں۔ تو وہ پہچان لیں گے کہ یہ شریف عورتیں ہیں اس لیے ان کو ایذا نہیں پہنچائیں گے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

منافقین کو دھمکی:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ البتہ اگر باز نہ آئے منافق لوگ وَالَّذِيْنَ فِيْ

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں برائی کی بیماری ہے وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ۔ اِرْجَاف کا معنیٰ ہوتا ہے شوشہ چھوڑنا، بے پر کی اڑانا۔ اور جو لوگ شوشے چھوڑتے ہیں، افواہیں پھیلاتے ہیں مدینہ طیبہ میں اگر یہ لوگ باز نہ آئے لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ہم اے نبی کریم ﷺ! آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ ہم نام بتلا دیں گے فلاں ہے، فلاں ہے، ان کا علاج کرو ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ پھر وہ نہیں رہیں گے آپ کے پڑوس میں نہیں ٹھہر سکیں گے مدینہ طیبہ میں اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑے سے۔

فرمایا اگر یہ منافق قسم کے لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو بتلا دیں گے مگر رب تعالیٰ کی حکمت تھی آخر تک بعض منافقوں کے نام نہیں بتلائے۔ آخری سورت سورہ توبہ ہے اور بڑی سورتوں میں سے ہے۔ دسویں پارے سے شروع ہوتی ہے اور گیارھویں پارے میں جا کر ختم ہوتی ہے۔ اس میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ [آیت: ۱۰۱] ''اے نبی کریم ﷺ! مدینہ طیبہ میں کچھ بڑے پکے منافق ہیں، سکہ بند منافق، آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔'' تو فرمایا کہ اگر یہ باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں پھر یہ مدینہ طیبہ میں نہ ٹھہر سکیں گے مگر تھوڑے مَلْعُوْنِيْنَ لعنت کیے ہوئے ہیں۔ ان پر رب تعالیٰ کی لعنت ہے اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا جہاں کہیں بھی پائے جائیں۔ جہاں بھی یہ ملیں اُخِذُوْا پکڑے جائیں گے وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا اور قتل کر دیئے جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے دھمکی دی ہے کہ اگر یہ باز نہ آئے تو ہم آپ کو پیچھے لگا دیں گے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے سُنَّةَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ان لوگوں میں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

پہلے بھی جو شرارتی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو قانون کے مطابق ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔
آج بھی اگر شرعی قانون کے مطابق دو چار سزائیں ہو جائیں تو کسی کو جرم کرنے کی جرأت نہ ہو۔ مگر سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ ان غنڈوں کے پیچھے انتظامیہ کا ہاتھ ہوتا ہے، قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبروں کا ہاتھ ہوتا ہے، وڈیروں کا ہاتھ ہوتا ہے لہٰذا ان کو جرم کرتے وقت کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اگر ان کی پشت پناہی نہ ہو تو یہ شرارتیں نہ کریں۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اور آپ اللہ تعالیٰ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ سوال کرتے ہیں لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں کہ وہ کب ہوگی۔ اس سے پہلے رکوع کے آخر میں ہے کہ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ''اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت بھیجی ہے دنیا میں اور آخرت میں۔'' تو جب آخرت کا نام آیا تو منکرین قیامت نے پوچھا کہ وہ قیامت کب آئے گی؟ قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا پختہ بات ہے عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یہ صرف رب تعالیٰ ہی جانتا ہے قیامت کب آنی ہے اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اتنا تو اجمالی طور پر سب جانتے ہیں کہ قیامت آئے گی مگر کس سن میں آئے گی اور کون سی تاریخ ہوگی اور وقت کیا ہوگا؟ یہ رب تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہے۔ لیکن کس گھڑی مرنا ہے یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ میں نے دس سال بعد فلاں تاریخ کو مرنا ہے تو ابھی سے سوکھنا شروع ہو جائے۔ یہ رب تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کہ اس نے کسی کو نہیں بتلایا۔ فرمایا آپ کہہ دیں قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا اور اے نبی کریم ﷺ! آپ کو کس نے بتلایا ہے آپ صرف اتنا سمجھ لیں شاید کہ

قریب ہی ہو۔ وقت رب تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے کافروں پر وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا اور تیار کی ہے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔ سعیر اس آگ کو کہتے ہیں جس میں شعلے ہوں خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رہیں گے اس دوزخ کی آگ میں ہمیشہ۔ کافروں کو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب نہیں ہوگا لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا وہ نہیں پائیں گے کوئی حمایتی۔ کوئی ان کی زبانی حمایت بھی نہیں کرے گا اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔ عملی طور پر بھی ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا کہ دوزخ سے نکال لے یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ اس دن ان کے چہرے الٹ پلٹ کر کے آگ میں پھینکے جائیں گے۔ کافر جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آئیں گے تو ان کے سر نیچے ہوں گے اور ٹانگیں اوپر ہوں گی، سر کے بل چل کے آئیں گے۔ یہ علامت ہوگی کہ دنیا میں ان کی کھوپڑی الٹی تھی یہ رب تعالیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتے تھے۔ یہاں کسی نے سوال کیا کہ حضرت سر کے بل بندہ کیسے چلے گا؟ تو فرمایا جو رب ٹانگوں پر چلا سکتا ہے وہ سر کے بل بھی چلا سکتا ہے۔ پھر جب فرشتے ان کو دوزخ میں پھینکیں گے تو سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوں گی اس وقت کافر کیا کہیں گے؟ یہ لفظ بھی یاد رکھنا! یَقُوْلُوْنَ وہ کہیں گے یٰلَیْتَنَآ افسوس ہمارے اوپر اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ مگر اس وقت افسوس کا کیا فائدہ؟ آج اطاعت کا وقت ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، قرآن سمجھو، حدیث سمجھو، فقہ اسلامی سمجھو، اخلاق بناؤ، قبر اور آخرت کی فکر کرو۔

وَقَالُوْا

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾ ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾

وَقَالُوْا اور وہ کہیں گے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّآ اَطَعْنَا بے شک ہم نے اطاعت کی سَادَتَنَا اپنے سرداروں کی وَكُبَرَآءَنَا اور اپنے بڑوں کی فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا پس انہوں نے بہکایا ہمیں راستے سے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اٰتِهِمْ دے ان کو ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ دگنا عذاب وَالْعَنْهُمْ اور ان پر لعنت کر لَعْنًا كَبِيْرًا بہت بڑی لعنت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان

لائے ہو لَا تَكُونُوا نہ ہوتم كَالَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرح اٰذَوْا مُوْسٰى جنہوں نے اذیت پہنچائی موسیٰ علیہ السلام کو فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا مِمَّا قَالُوْا اس چیز سے جو انہوں نے کہی تھی وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عزت والے تھے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللّٰهَ ڈرو اللہ تعالیٰ سے وَقُوْلُوْا اور کہو تم قَوْلًا سَدِيْدًا بات درست يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وہ درست کر دے گا تمہارے اعمال وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور بخش دے گا تمہارے گناہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا کامیابی بڑی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ بے شک ہم نے پیش کی امانت عَلَى السَّمٰوٰتِ آسمانوں پر وَالْاَرْضِ اور زمین پر وَالْجِبَالِ اور پہاڑوں پر فَاَبَيْنَ پس ان سب نے انکار کر دیا اَنْ يَّحْمِلْنَهَا کہ اٹھائیں اس کو وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا اور سب ڈر گئے اس امانت سے وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اور اٹھا لیا اس امانت کو انسان نے اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا بے شک وہ ظالم جاہل ہے لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ تاکہ اللہ تعالیٰ سزا دے منافق مردوں کو وَالْمُنٰفِقٰتِ اور منافق عورتوں کو وَالْمُشْرِكِيْنَ اور شرک کرنے والے مردوں کو وَالْمُشْرِكٰتِ اور شرک کرنے والی عورتوں کو وَيَتُوْبَ اللّٰهُ اور تاکہ رجوع فرمائے اللہ تعالیٰ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومن مردوں پر وَالْمُؤْمِنٰتِ اور

مومن عورتوں پر وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ غَفُوْرًا بخشنے والا رَّحِيْمًا مہربان۔

ماقبل سے ربط :

گزشتہ سبق میں تم نے پڑھا يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ''جب پلٹے جائیں گے ان کے چہرے جہنم کی آگ میں يَقُوْلُوْنَ اس وقت کہیں گے يٰلَيْتَنَا ہائے افسوس ہمارے اوپر اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔'' اور سورہ فرقان آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ ''اور جس دن کاٹیں گے ظالم اپنے ہاتھوں کو يَقُوْلُ کہے گا يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا کاش میں نے پکڑ لیا ہوتا رسول کے ساتھ راستہ۔'' اور یہ بھی کہیں گے وَقَالُوْا اور کہیں گے رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا ۔ سَادَة سَيِّد کی جمع ہے۔ عربی لغت میں سیّد بڑے آدمی کو کہتے ہیں اور ہماری اصطلاح میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہو یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہو۔ لغت میں سید کے معنی ہیں بڑا آدمی، سردار۔ تو معنی ہوگا بے شک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی۔ اور یہاں سرداری سے مراد مذہبی سرداری ہے، مذہبی پیشوا۔ ہم نے اپنے مذہبی پیشواؤں کی اطاعت کی وَكُبَرَآءَنَا۔ اور كُبَرَاء كبير کی جمع ہے۔ سیاسی طور پر بڑے۔ ہم نے اپنے مذہبی سرداروں کی اور سیاسی سرداروں کی اطاعت کی فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا پس انہوں نے بھکایا ہمیں سیدھے راستے سے رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ اے ہمارے رب دے ان کو دگنا عذاب۔ ہمارا عذاب بھی ان پر ڈال وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا اور ان پر لعنت کر بہت بڑی لعنت۔ اس مقام پر تو جواب نہیں ہے سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۳۰ میں ہے اللہ

تعالیٰ فرمائیں گے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَ یُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ''کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو بیان کرتے تھے تم پر میری آیتیں اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کی ملاقات سے۔'' یہ شوشے جو تم چھوڑ رہے ہو کہ ہمارے مذہبی اور سیاسی راہنماؤں نے ہمیں گمراہ کیا۔ کیا میں نے تمہیں عقل سمجھ نہیں دی تھی؟ میرے پیغمبر تمہیں میری آیتیں پڑھ کر نہیں سناتے تھے؟ کیا تمہارے پاس میرا یہ ضابطہ نہیں پہنچا تھا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی [سورہ نجم: ۳۸] ''کہ نہیں اٹھائے گا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔'' تم نے اپنا بوجھ اٹھانا ہے انہوں نے اپنا بوجھ اٹھانا ہے۔

سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۱ میں ہے کمزور لوگ بڑوں کو کہیں گے اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا ''بے شک ہم تمہارے تابع تھے۔'' (تم ہمیں بڑے سبز باغ دکھاتے تھے۔) پس کیا تم بچانے والے ہو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ۔ پھر یہ ابلیس کو لعن طعن کریں گے کہ اس نے ہمیں گمراہ کر کے ذلیل کیا۔ ابلیس کہے گا فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ''پس نہ ملامت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنی جانوں کو۔'' میرا تمہارے اوپر کوئی زور تو نہیں تھا اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ''مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی تم نے میری بات قبول کر لی۔'' تم میری بات نہ مانتے، کیوں مانی تھی؟ بلکہ آیت نمبر ۲۲ میں ہے اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ''بے شک میں نے کفر کیا اس وجہ سے کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے۔'' میرے کافر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تم نے مجھے رب تعالیٰ کا شریک بنایا اور میں نے سمجھا کہ مابدولت بھی کچھ ہوتے ہیں۔ تو میرے کفر کے ذمہ دار بھی تم ہو۔ یاد رکھنا! وہاں کوئی کسی کو نہیں چھڑائے گا، نہ مذہبی پیشوا، نہ سیاسی راہنما۔

ایک واقعہ :

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کھوکھر کی میں ایک مسجد کی بنیاد رکھنی تھی ساتھیوں نے مجھے بھی دعوت دی کہ سنگ بنیاد آپ نے رکھنا ہے۔ انہوں نے محلے کے لوگوں کو بھی دعوت دی۔ ان میں ایک وکیل صاحب تھے محلے والوں نے ان کو موقع دیا کہ بڑا آدمی ہے یہ بھی کچھ کہے۔ اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ اسلام کے نافذ نہ ہونے میں رکاوٹ صرف مولوی ہیں۔ انہوں نے آپس میں اختلافات ڈالے ہوئے ہیں، فرقہ بازی کی ہوئی ہے ہم کون سا اسلام نافذ کریں؟ کس کے بارے میں کہیں۔ اس کا دوسرا پوائنٹ یہ تھا کہ ایک مولوی کہتا ہے اس طرح کرو دوسرا کہتا ہے اس طرح کرو تیسرا کہتا ہے اس طرح کرو، ہم کس کی بات مانیں؟

چونکہ اس پروگرام کا صدر بھی میں تھا میں نے اٹھ کر کہا کہ وکیل صاحب نے اپنے انداز میں جو کچھ بیان کیا ہے اس کے مرکزی نکتے دو ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان میں اسلام کے نافذ نہ ہونے میں رکاوٹ مولوی ہیں، ذمہ دار مولوی ہیں کہ فرقہ واریت ہے۔ دیوبندیوں کا نافذ کریں، بریلویوں کا نافذ کریں، غیر مقلدوں کا نافذ کریں، شیعوں کا نافذ کریں، منکرین حدیث کا نافذ کریں، کون سا دین صحیح ہے؟ میں نے کہا اس وقت دنیا میں تقریباً پچاس ملک ہیں جن کے سربراہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ ان میں سے بیش تر ملک ایسے ہیں کہ ان میں امام خطیب کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بس اوپر سے جو لکھا ہوا آتا ہے وہ پڑھ کر سنا دیتا ہے جیسے سعودیہ، ترکی، اردن، شام، مصر اور اس طرح کے دوسرے ممالک ہیں کہ مولوی ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا۔ ان ملکوں میں کوئی فرقہ واریت نہیں ہے۔ ان میں اسلام کیوں نافذ نہیں ہوتا جہاں صرف حکمران طبقے کی بات سنائی جاتی ہے۔ للہذا

رکاوٹ حکمران طبقے کی طرف سے ہے جہاں مرضی چلے جاؤ۔ اور رہی تمہاری دوسری بات کہ ہم کس مولوی کی سنیں اور کس کی نہ سنیں۔ تو تم کسی کی نہ سنو خود تمہارے اوپر فرض ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کریم کا سرسری ترجمہ بھی پڑھ لے وہ کبھی گمراہی کے قریب نہیں جا سکتا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو سب کچھ سمجھ آ جائے گا۔ اور یہ میرا تجربہ ہے۔ مجھے ساٹھ سال ہو گئے ہیں یہاں جس نے ترجمہ پڑھ لیا وہ کفر و شرک سے بچ گیا۔ خود پڑھتے نہیں سارا جھگڑا مولوی کے سر ڈال لیتے ہو۔ بے شک علمائے سوء بھی ہیں جنہوں نے دین میں بگاڑ پیدا کیا ہوا ہے۔

دین کو بگاڑنے والی قوتیں :

چنانچہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاستاذ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں چوٹی کے محدث اور مفسر ہیں، فقیہ ہیں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ۔ صحاح ستہ میں ان کی بے شمار روایات ہیں۔ وہ فرماتے ہیں دین کو بگاڑنے والی تین قوتیں ہیں۔

❶ ...... بادشاہ ❷ ...... جھوٹے پیر اور ❸ ...... علماء سوء

بادشاہوں نے، علمائے سوء نے اور بد کردار پیروں نے دین بگاڑا ہے۔ سچ فرمایا حضرت نے بادشاہ سر فہرست ہیں۔ یاد رکھنا! قیامت والے دن تمہارا یہ جواب ناکافی ہوگا کہ ہمیں مولویوں نے اس طرح بتلایا تھا۔ وہاں تمہیں یہ جواب دینا پڑے گا کہ تم نے قرآن کیوں نہیں پڑھا تھا؟ اور جو مذہبی پیشوا گم راہ ہیں اور سیاسی پہلوان گم راہ ہیں ان کے متعلق تم ابھی سن چکے ہو کہ ان کے متعلق کہیں گے اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اپنے مذہبی پیشواؤں کی اطاعت کی اور سیاسی لیڈروں کی اطاعت کی۔ انہوں نے ہمیں راستے سے

بہکایا اے ہمارے رب! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر لعنت بھیج بڑی۔ اب لعنت بھیجنے کا کیا فائدہ؟ اب وقت ہے قرآن کریم کو خود سمجھو۔ اس کو سمجھنے والا گمراہ نہیں ہوسکتا۔ گمراہی کے قریب بھی نہیں بھٹکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح اٰذَوْا مُوْسٰى جنہوں نے اذیت پہنچائی موسیٰ علیہ السلام کو، ستایا موسیٰ علیہ السلام کو ان پر طرح طرح کے عیب لگائے فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا پس اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا اس چیز سے جو انہوں نے کہی تھی وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی وجاہت اور عزت والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم نبی تھے، صاحب کتاب رسول تھے، کلیم اللہ تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت بخشی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاداری :

بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے حیادار آدمی تھے۔ جب غسل فرماتے تھے تو سخت پردے کی حالت میں تاکہ کسی شخص کی نظر ننگے جسم پر نہ پڑے۔ اس سے مخالفین نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ آپ کو ادرہ کی بیماری ہے جس سے جسم کے فوطے پھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس اتہام سے بری کرنے کے لیے یہ سبب پیدا فرمایا کہ ایک دفعہ آپ نے تنہائی میں غسل کرنے کے لیے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ آپ اس کے پیچھے پیچھے دوڑے بس یہ کہتے جاتے تھے ثوبی حجر او پتھر! میرے کپڑے دے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں بنی اسرائیل کی ایک جماعت بیٹھی تھی اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھا تو سمجھ گئے کہ آپ کا جسم بالکل بے داغ ہے۔ تو اس طرح

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس اتہام سے چھٹکارا دلایا۔

اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے صاحبِ حیثیت لوگوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کہا تو وہ بگڑ گئے۔ ان میں قارون سب سے پیش پیش تھا کہ اس کے پاس بے شمار دولت تھی اور اس کی زکوٰۃ کی مقدار بھی اچھی خاصی تھی۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کا ایک منصوبہ بنایا۔ اس نے ایک فاحشہ عورت کو لالچ دے کر تیار کیا۔ چنانچہ ایک موقع پر موسیٰ علیہ السلام مجمع کے سامنے بدکاری کی مذمت بیان کر رہے تھے تو اس فاحشہ عورت نے سرِعام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ انہوں نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ لہٰذا ان کو بدکاری کی سزا ملنی چاہیے۔ اس الزام سے موسیٰ علیہ السلام کو سخت ذہنی اذیت پہنچی۔ موسیٰ علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس عورت کو خطاب کیا کہ تو اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور گواہ کر کے سچ سچ بیان کر۔ پس وہ عورت رونے لگی اور اس نے قارون کی ساری سازش بیان کر دی کہ اس نے مال کے لالچ سے مجھ سے یہ سب کچھ کرایا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قارون کے حق میں بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے سخت انتقام لیا کہ اس کو مال اور محل سمیت زمین میں غرق کر دیا جیسا کہ سورہ قصص میں بیان ہوا ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح تم بھی اپنے نبی کی شان میں کوئی گستاخی نہ کر بیٹھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچے۔

قوانین خداوندی :

آگے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے ایک قانون بیان فرمایا ہے۔ فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا اور ہمیشہ سیدھی بات کہو۔ مفسر قرآن حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قولِ سدید سے مراد

کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کرو۔ بعض دوسرے مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ قولِ سدید ہر سچی بات کا نام ہے۔ ہر بات واقع کے مطابق ہونی چاہیے۔ جب تم سچی بات کرو گے تو یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ جب انسان خود اپنے اعمال اور زبان کو درست رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو معاف کردے گا۔ فرمایا وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اس کے احکام کی تعمیل کرے گا اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا کامیابی بڑی۔ جو ہمیشہ کے لیے کامیابی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔

امانت الٰہیہ :

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک بارِ امانت کا ذکر کیا ہے جو انسان نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ بے شک ہم نے پیش کی امانت عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمینوں پر وَالْجِبَالِ اور پہاڑوں پر فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا پس انہوں نے انکار کر دیا کہ اس کو اٹھائیں۔ اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا اور اس سے ڈر گئے وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اور انسان نے اس امانت کو اٹھالیا اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ وہ امانت کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین پر پیش کیا، پہاڑوں پر پیش کیا مگر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس امانت کے اٹھانے سے ڈر گئے۔ تو اس امانت سے مراد عقائد، احکام، عبادات کی امانت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے

کہا کہ میں تمہیں ادراک اور علم وشعور دے دیتا ہوں پھر یہ امانت، عقائد اور عبادات اور احکامِ شرع کی پابندی تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تو انہوں نے انکار کر دیا کہ ان میں اس امانت کے اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی اور انسان نے اٹھالیا کہ اس میں استعداد وصلاحیت تھی اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ ہمارے نزدیک ان الفاظ کی تشریح جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں کی ہے وہ بہت آسان ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظلوم وجہول کے الفاظ انسان کی مذمت کے لیے نہیں آئے بلکہ ان کو امانت کے اٹھانے کی علت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ظالم اسے کہتے ہیں کہ جس میں عدل وانصاف کی صلاحیت موجود ہو مگر وہ انصاف نہ کرے۔ اور جاہل اسے کہتے ہیں کہ اس میں علم حاصل کرنے کی استعداد موجود ہو مگر وہ علم حاصل نہ کرے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ انسان میں چونکہ عدل کرنے کی استعداد تھی، علم حاصل کرنے کی استعداد تھی اس لیے اس نے اس امانت کو اٹھا لیا اور آسمانوں اور پہاڑوں میں اور زمینوں میں یہ صلاحیت اور استعداد نہیں تھی اس لیے انہوں نے انکار کر دیا کہ اٹھانے کی استعداد ہی نہیں ہے۔

اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس امانت کے اٹھوانے کی غایت یہ ہے کہ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ تاکہ سزا دے اللہ تعالیٰ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ اس امانت کی حفاظت نہیں کر سکے وہ بلاشبہ سزا کے مستحق ہیں۔ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات اور عبادات میں دوسروں کو شریک کیا ہے اور ان کے دلوں میں جو امانت کی صلاحیت تھی اس کا حق ادا نہیں کیا وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی کے ساتھ رجوع فرمائے گا مومن مردوں اور مومن عورتوں پر۔ جب کوئی بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی مہربانی کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا ہے وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور ورحیم ہے۔
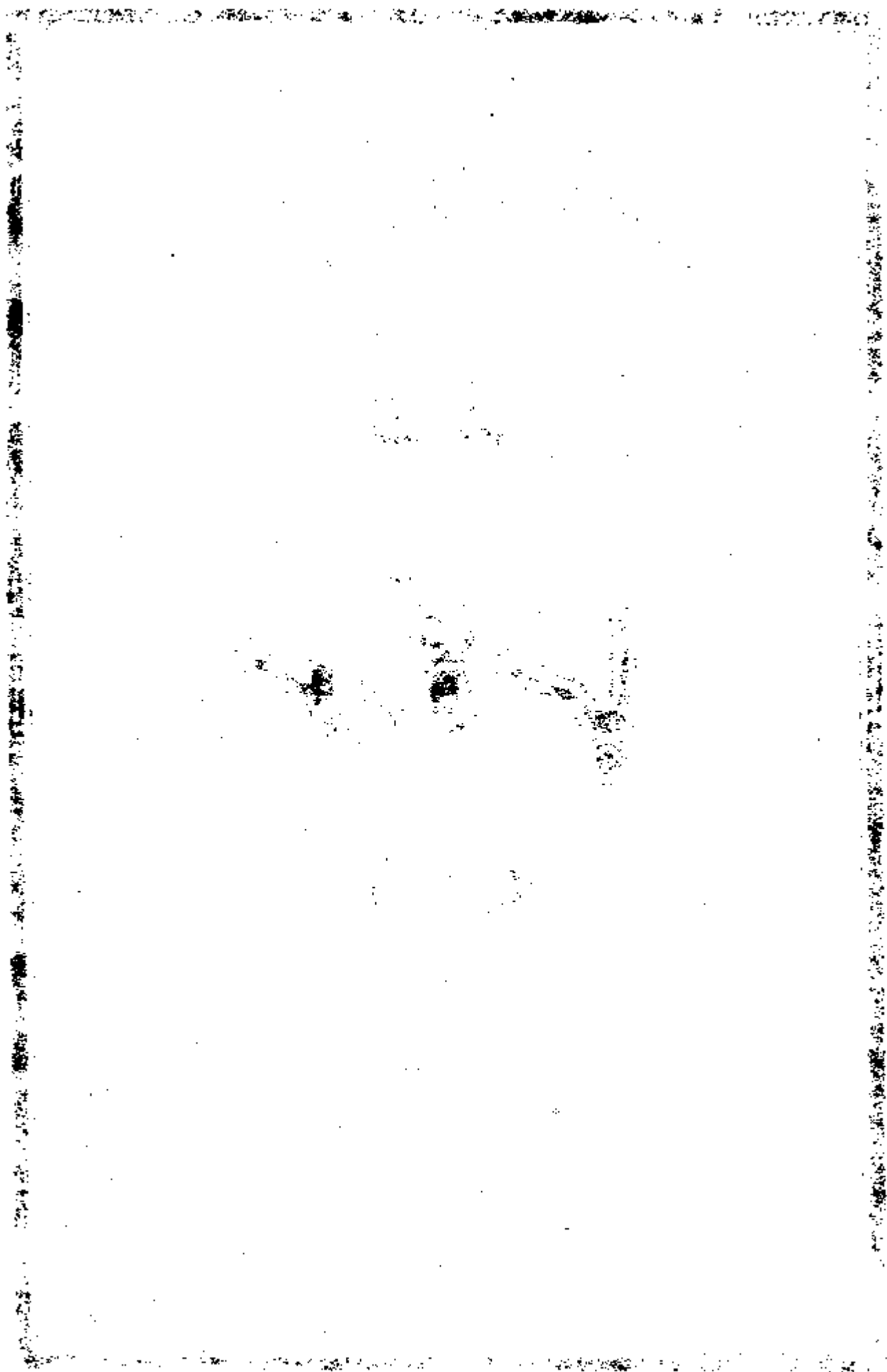
تفسیر

(مکمل)

جلد............١٦

آیاتہا ۵۴ | ۳۴ سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ ۵۸ | رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ۙ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اَلَّذِیْ وہ ذات ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اسی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ ہے زمین میں وَلَهُ الْحَمْدُ اور اسی کے لیے ہے تعریف فِي الْاٰخِرَةِ

آخرت میں وَهُوَ الْحَكِيمُ اور وہی حکمت والا ہے الْخَبِيرُ خبردار يَعْلَمُ
وہ جانتا ہے مَا اس کو يَلِجُ فِي الْأَرْضِ جو داخل ہوتی ہے زمین میں وَمَا اور
اس چیز کو يَخْرُجُ مِنْهَا جو نکلتی ہے اس زمین سے وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ اور اس
چیز کو جو اترتی ہے آسمان سے وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اور اس چیز کو جو چڑھتی ہے آسمان
میں وَهُوَ الرَّحِيمُ اور وہ مہربان ہے الْغَفُورُ بخشنے والا ہے وَقَالَ الَّذِينَ
اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوا جو کافر ہیں لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ نہیں آئے گی
ہمارے پاس قیامت قُلْ آپ کہہ دیں بَلَىٰ کیوں نہیں وَرَبِّي قسم ہے
میرے رب کی لَتَأْتِيَنَّكُمْ البتہ ضرور آئے گی تم پر قیامت عَالِمِ الْغَيْبِ وہ
جاننے والا ہے غائب کا لَا يَعْزُبُ عَنْهُ نہیں ہے غائب اس سے مِثْقَالُ
ذَرَّةٍ ایک ذرہ برابر فِي السَّمَاوَاتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْأَرْضِ اور نہ زمین
میں وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز وَلَا أَكْبَرُ اور نہ کوئی
بڑی چیز إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ مگر وہ ایک کھلی کتاب میں درج ہے لِيَجْزِيَ
الَّذِينَ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آمَنُوا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے عمل کیے ہیں اچھے أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ یہی لوگ ہیں
جن کے لیے بخشش ہے وَرِزْقٌ كَرِيمٌ اور رزق ہوگا عمدہ وَالَّذِينَ اور وہ لوگ
سَعَوْا فِي آيَاتِنَا جنہوں نے کوشش کی ہماری آیتوں میں مُعَاجِزِينَ عاجز کرنے
کے لیے أُولَٰئِكَ لَهُمْ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہے عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ

عذاب بڑا دردناک وَيَرَى الَّذِيْنَ اور دیکھتے ہیں وہ لوگ أُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو دیا گیا علم الَّذِيْ وہ چیز أُنْزِلَ إِلَيْكَ جو اتاری گئی آپ کی طرف مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے هُوَ الْحَقَّ وہ حق ہے وَيَهْدِيْ اور راہنمائی کرتی ہے إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ اس ذات کے راستے کی طرف جو زبردست ہے قابل تعریف ہے۔

تعارفِ سورت :

اس سورت کا نام سبا اس لیے ہے کہ اس میں سبا کے علاقہ کے واقعات ہیں۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ستاون (۵۷) سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اس کا اٹھاون (۵۸) نمبر ہے۔ اس کے چھ رکوع اور ترپن (۵۳) آیتیں ہیں۔

تفسیر آیات :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ پیدا بھی اس نے کیا ہے، تصرف بھی اسی کا چلتا ہے اور تدبیر بھی وہی کرتا ہے۔ نہ آسمانوں میں کسی اور کا تصرف چلتا ہے نہ زمین میں کسی اور کا تصرف چلتا ہے۔ ملک بھی اسی کا، تصرف بھی اسی کا وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ اور اسی کے لیے تعریف ہے آخرت میں۔ آج دنیا میں لوگ لوگوں کی تعریف کے پل باندھتے ہیں وہاں صرف رب تعالیٰ کی تعریف ہوگی۔ جھوٹے مداحوں، جھوٹی تعریفیں کرنے والوں کے منہ بند ہوں گے اور جنہوں نے تعریفیں سن کر انعام دیے ان کے بھی سر نیچے ہوں گے۔ اللہ

تعالیٰ فرمائیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (مومن:۱۶) ''کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن۔'' بتلاؤ آج ملک کس کا ہے، بادشاہت کس کی ہے، اقتدار کس کا ہے؟ حدیث پاک میں ہے قریب کے بھی آواز سنیں گے دور کے بھی آواز سنیں گے۔ اتنی مخلوق ہونے کے باوجود وہ منظر بیک وقت سارا نظر آئے گا آواز سب کو پہنچ جائے گی۔ سارے جواب دیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ''اللہ تعالیٰ کا ہے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے۔''

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی منہ پر کسی کی تعریف کرتا ہے تو ایسے شخص کے منہ میں مٹی ڈالو۔ لیکن حال یہ ہے کہ آج ہم تعریفیں سن کر خوش ہوتے ہیں۔ تو فرمایا آخرت میں تعریف اسی کی ہوگی وَهُوَ الْحَكِيمُ اور وہ حکمت والا ہے الْخَبِيرُ خبر رکھنے والا ہے يَعْلَمُ جانتا ہے مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ اس چیز کو جو داخل ہوتی ہے زمین میں۔ بارش ہوتی ہے زمین اس کو جذب کر لیتی ہے، اناج بوتے ہیں اس کے دانے زمین میں داخل ہوتے ہیں گٹھلی زمین میں داخل ہوتی ہے، کیڑے مکوڑے زمین میں داخل ہوتے ہیں، ہم تم سارے مر کر زمین میں ہی جائیں گے، ہم سے پہلے لوگ بھی وہیں گئے ہیں ہم نے بھی وہیں جانا ہے۔

سورت طٰہٰ آیت نمبر ۵۵ میں ہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔'' اور جو کچھ بھی زمین میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے۔ پانی نکلتا ہے، اناج نکلتا ہے، درخت اور پودے نکلتے ہیں، کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں۔ زمین میں بڑی بڑی قیمتی چیزیں ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے سوئی گیس کا نام و نشان نہیں تھا۔ اگر اس

وقت کوئی بڑا سمجھ دار آدمی بھی کہتا کہ بھئی! ایک ایسا ایندھن آئے گا کہ وہ تمہیں سر پر نہیں اٹھانا پڑے گا اور نہ ہی اس کی راکھ اٹھا کر تمہیں باہر پھینکنی پڑے گی۔ تم اس پر سالن پکاؤ گے، روٹیاں پکاؤ گے تو ہم اس کو پاگل خانے میں داخل کر دیتے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے کہ ایسا ایندھن ہوگا اور ہوگا بھی گھروں میں۔ اسی طرح سونا ہے، چاندی ہے، تانبا ہے اللہ جانے کیا کیا چیزیں زمین سے نکلتی ہیں۔

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا سورہ زلزال کی ایک تفسیر یہ ہے کہ زمین میں جتنے خزانے ہیں سب نکال دے گی۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ دریائے فرات اپنا راستہ چھوڑ دے گا اس کے نیچے سونے کے پہاڑ ہوں گے لوگ وہاں لینے کے لیے جائیں گے سو (۱۰۰) میں سے ایک بچے گا مگر پھر بھی جائیں گے۔ اس خیال سے کہ بچنے والا میں ہوں گا فرمایا تم قریب نہ جانا۔ تو سب چیزیں زمین اگل دے گی اور رب ہر چیز کو جانتا ہے وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان کی طرف سے۔ بارش اترتی ہے، وحی اترتی رہی، فرشتے اترتے ہیں، رب تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اور اس کو بھی جانتا ہے جو اوپر چڑھتی ہے آسمان میں۔ نیک اعمال اوپر جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی مومن فوت ہو جاتا ہے تو جن جگہوں میں وہ عبادت کرتا تھا وہ جگہیں روتی ہیں اور آسمان کے دروازے بھی اس کے مرنے پر روتے ہیں۔ ایک وہ دروازہ جس سے اس کی نیکیاں اوپر جاتی تھیں نیکیاں بند ہو جانے پر وہ دروازہ روتا ہے اور ایک وہ دروازہ جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر اترتی تھی۔

پچیسویں پارے میں ہے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (دخان: ۲۹) ’’نہ آسمان رویا ان پر اور نہ زمین روئی۔‘‘ نیک لوگوں کی روحیں اوپر پہنچائی جاتی ہیں۔

ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے علیین۔ نیک لوگوں کی روحوں کو وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ اور ساتویں زمین کے نیچے ہے مقام سجین۔ بُرے لوگوں کی روحیں وہاں پہنچائی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود روحوں کا قبر میں پڑے میت کے ساتھ بھی تعلق ہوتا ہے جس سے اس کو ایک قسم کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ منکر نکیر علیہما السلام فرشتے آکر اس سے پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ مَنْ نَبِیُّكَ مَا دِیْنُكَ وہ سوال سمجھتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ پھر وہ راحت محسوس کرتا ہے اور برا ہے تو تکلیف محسوس کرتا ہے اور یہی اہل حق اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں ہے۔

تو فرمایا اس چیز کو بھی جانتا ہے جو چڑھتی ہے آسمان میں وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ اور وہی مہربان ہے بخشنے والا ہے۔ اوپر آخرت کا ذکر تھا وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ اور اسی کی ہے تعریف آخرت میں اور آخرت یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ الَّذِیْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْا جو کافر ہیں۔ کیا کہا؟ لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ نہیں آئے گی ہم پر قیامت۔ قیامت کوئی شے نہیں ہے اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ (مومنون: ۳۷) ''نہیں ہے مگر ہماری دنیا کی زندگی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' تو کافروں نے کہا کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی قُلْ آپ فرمادیں بَلٰی وَرَبِّیْ کیوں نہیں میرے رب کی قسم ہے۔ بلیٰ کے معنیٰ میں کسی چیز کی نفی کے بعد اثبات ضرور آئے گا۔ میرے رب کی قسم ہے لَتَاْتِیَنَّكُمْ البتہ ضرور آئے گی تمہارے اوپر قیامت اس میں کوئی شک نہیں ہے عٰلِمِ الْغَیْبِ - یہ رَبِّیْ کی صفت ہے۔ میرا رب عالم الغیب ہے۔

عالم الغیب کا معنیٰ :

کئی دفعہ یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ عالم الغیب کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ رب سے جو چیز غائب ہے۔رب تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔عالم الغیب کا مطلب ہے مَا غَابَ عَنِ الْمَخْلُوْقِ جو چیز مخلوق سے غائب ہے رب اس کو بھی جانتا ہے۔ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ غائب نہیں ہے اس سے مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ ذرہ برابر۔چیونٹیوں کی قسم میں سے سرخ رنگ کی ایک چیونٹی ہوتی ہے سب سے چھوٹی اس کو ذرہ کہتے ہیں عربی میں۔اور ایک یہ ہوا کے اندر اڑنے والے ذرات بھی ہوتے ہیں۔تو رب تعالیٰ چھوٹی مخلوق چیونٹی اور فضا میں اڑنے والے ذرات کو بھی جانتا ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِی الْاَرْضِ اور نہ زمین میں کوئی ذرہ ہے جو رب تعالیٰ سے غائب ہو وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ اور نہ اس ذرے سے کوئی چھوٹی چیز اس سے غائب ہے وَلَآ اَكْبَرُ اور نہ اس ذرے سے بڑی چیز کوئی اللہ تعالیٰ سے غائب ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔اور پھر ساری چیزیں اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ مگر وہ ایک کھلی کتاب میں درج ہے۔یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے اور لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑ در کروڑ در کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر فنا ہونے تک سب کچھ لوح میں درج ہے۔لیکن مخلوق کی پیدائش سے پہلے ازل میں کیا ہوا اور اس کے فنا ہونے کے بعد ابد تک کیا ہوگا وہ لوح محفوظ میں نہیں ہے اور رب تعالیٰ کے علم میں ہے۔

تو فرمایا یہ سب کچھ کھلی کتاب میں درج ہے لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ انہی لوگوں کے لیے ہے بخشش وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ اور رزق عمدہ۔دیکھو! اگر

قیامت قائم نہ ہوتو دنیا میں بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں جو اپنی نیکیوں کا پھل نہیں پا سکے۔خود آنحضرت ﷺ کو دیکھ لو کہ مسلسل دو دو مہینے آپ کے گھر آگ نہیں جلتی تھی، پکانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، گھر میں کوئی چراغ نہیں تھا چھوٹا سا کمرہ تھا۔تو کیا آپ ﷺ کو نیکیوں کا بدلہ نہیں ملے گا؟ لاکھوں ایسے مومن ہیں جن کو دنیا میں کوئی راحت نہیں ملی کیا ان کو بدلہ نہیں ملے گا؟ ضرور ملے گا قیامت اسی لیے قائم ہونی ہے۔اور یاد رکھنا! جو مومن دنیا میں آسانی میں ہوگا جنت میں اس کی نعمتوں میں کمی ہوگی اگرچہ وہاں اتنا کچھ ملے گا کہ وہ کمی محسوس نہیں کرے گا لیکن جو راحتیں دنیا میں حاصل کر چکے ہیں اتنی کمی آئے گی۔اور جو مشکل اور تنگی میں گزارے گا اس مومن کا سب کچھ ذخیرہ ہے۔

تو فرمایا قیامت ضرور آئے گی وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْ اٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِيْنَ عاجز کرنے کے لیے، ہرانے کے لیے، دین کو ختم کرنے کے لیے اور مٹانے کے لیے کوشش کرتے ہیں اسلام کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں ان کو بھی بدلہ ملنا چاہیے۔اگر قیامت قائم نہ ہوتو اس کا مطلب ہوا العیاذ باللہ کہ رب تعالیٰ کی حکومت عدل والی نہیں ہے۔نہ نیک کو نیکی کا بدلہ ملے اور نہ برے کو برائی کا لہٰذا قیامت ضرور قائم ہوگی۔

آخرت کا عذاب اور اس کی سختی :

تو فرمایا وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو ہرانے کی کوشش کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ان کے لیے عذاب ہوگا رجز کا، دردناک۔مشہور مفسر علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ رجز کا معنیٰ کرتے ہیں سَيِّئُ الْعَذَاب سخت عذاب۔رجز کا معنیٰ سخت۔آج تم دنیا کی آگ میں انگلی تو ڈال کر دیکھو کیا حال ہوتا ہے؟ اور دوزخ کی آگ اس سے

انہتر گنا تیز ہے تو وہ کیا حشر کرے گی۔ آج اگر دنیا کا سانپ کسی کو ڈس لے تو وہ ڈسنے کے خوف سے ہی مر جاتا ہے ڈنک کی تکلیف الگ ہے۔ اور مجرموں پر قبر میں ننانوے ننانوے سانپ مسلط کیے جائیں گے۔ یہ نماز چھوڑنے کا اژدہا، یہ روزہ چھوڑنے کا اژدہا، یہ جھوٹ بولنے کا اژدہا، یہ غیبت کرنے کا اژدہا، ایک ایک بڑے گناہ کے بدلے میں اژدہا ہوگا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک اژدہا اگر دنیا میں سانس لے لے تو کوئی سبز چیز باقی نہ رہے۔ یہ قبر کی بات ہے اور قبر دور نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ اور ایک بچھو گدھے کے برابر ہوگا اور اس کے علاوہ کئی قسم کے عذاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔ فرمایا وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ اور دیکھتے ہیں جانتے ہیں وہ لوگ جن کو علم دیا گیا یعنی اہل کتاب جانتے سمجھتے ہیں۔ کیا؟ الَّذِيَ اس چیز کو أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ جو اتاری گئی آپ کے رب کی طرف سے، قرآن کریم۔ وہ سمجھتے ہیں هُوَ الْحَقَّ وہ حق ہے وَيَهْدِيَ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ راہنمائی کرتی ہے اس رب کے راستے کی طرف جو غالب بھی ہے اور قابل تعریف بھی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا
مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ﴿۷﴾ اَفْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي
الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ
الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ ع
يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ
سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ
وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ
بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ
السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْا جو کافر ہیں هَلْ نَدُلُّكُمْ
کیا ہم راہنمائی کریں تمہاری عَلٰى رَجُلٍ ایسا يُّنَبِّئُكُمْ جو خبر دیتا ہے تم کو اِذَا
مُزِّقْتُمْ جس وقت تم ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے كُلَّ مُمَزَّقٍ پورے طریقے
سے ریزہ ریزہ کر دیئے جانا اِنَّكُمْ بے شک تم لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ نئی مخلوق
بنائے جاؤ گے اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ کیا اس نے افترا باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر كَذِبًا

جھوٹ کا اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ یا اس کو جنون ہے بَلِ الَّذِیْنَ بلکہ وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ
جو ایمان نہیں لاتے بِالْاٰخِرَۃِ آخرت پر فِی الْعَذَابِ عذاب میں ہوں گے
وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ اور دور کی گمراہی میں ہیں اَفَلَمْ یَرَوْا کیا پس انہوں نے
نہیں دیکھا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ جو کچھ ان کے آگے ہے وَمَا خَلْفَھُمْ اور جو
کچھ ان کے پیچھے ہے مِّنَ السَّمَآءِ آسمان وَالْاَرْضِ اور زمین اِنْ نَّشَاْ اگر ہم
چاہیں نَخْسِفْ بِھِمُ الْاَرْضَ دھنسا دیں ان کو زمین میں اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْھِمْ
یا گرا دیں ان پر کِسَفًا ٹکڑا مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے
شک البتہ اس میں نشانی ہے لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ہر اس بندے کے لیے جو اللہ
تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اور البتہ تحقیق دی ہم نے دَاوٗدَ داود
علیہ السلام کو مِنَّا فَضْلًا اپنی طرف سے فضیلت یٰجِبَالُ اے پہاڑ اَوِّبِیْ مَعَہٗ
لوٹاؤ اس کے ساتھ تسبیح وَالطَّیْرَ اور پرندوں کو بھی حکم دیا وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ اور
ہم نے نرم کیا ان کے لیے لوہا اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ بناؤ کامل زرہیں وَّقَدِّرْ فِی
السَّرْدِ اور اندازہ ٹھہراؤ کڑیاں جوڑنے میں وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور عمل کرو اچھا
اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ بے شک میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں وَلِسُلَیْمٰنَ
الرِّیْحَ اور ہم نے مسخر کی سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا غُدُوُّھَا شَھْرٌ پہلا پہر ایک
ماہ کی مسافت طے کرتا وَّرَوَاحُھَا شَھْرٌ اور پچھلا پہر بھی ایک ماہ کی وَاَسَلْنَا
لَہٗ اور بہا دیا ہم نے اس کے لیے عَیْنَ الْقِطْرِ تانبے کا چشمہ وَمِنَ الْجِنِّ

اور جنات میں سے مَنۡ یَّعۡمَلُ جو عمل کرتے تھے بَیۡنَ یَدَیۡہِ اس کے سامنے بِاِذۡنِ رَبِّہٖ اس کے رب کے حکم کے ساتھ وَمَنۡ یَّزِغۡ مِنۡہُمۡ اور جو کوئی ٹیڑھا ہو تا ان میں سے عَنۡ اَمۡرِنَا ہمارے حکم سے نُذِقۡہُ ہم اس کو چکھاتے تھے مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ شعلے مارنے والا عذاب۔

تفسیر آیات :

مشرکین مکہ جن چیزوں کی سختی کے ساتھ تردید اور انکار کرتے تھے ان میں ایک توحید کا مسئلہ تھا دوسرا رسالت کا مسئلہ تھا اور تیسرا قیامت کا اور قرآن کریم کی حقانیت کا۔ توحید و رسالت کے منکر تھے قرآن پاک کی حقانیت کا انکار کرتے تھے اور بڑے زوردار الفاظ میں قیامت کا بھی انکار کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں اسی کا ذکر ہے وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں۔ کافر ایک دوسرے کو کفر پر پختہ کرنے کے لیے کہتے۔ ھَلۡ نَدُلُّکُمۡ عربی میں دلالت کے معنی راہنمائی کے ہیں، راستہ دکھانا، راستے کی نشان دہی کرنا۔ معنی ہوگا کیا ہم تمہاری راہنمائی کریں، نشان دہی کریں عَلٰی رَجُلٍ ایسے شخص کی یُّنَبِّئُکُمۡ جو تمہیں خبر دیتا ہے اِذَا مُزِّقۡتُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے پوری طرح ریزہ ریزہ ہو جانا۔ تو یہ آدمی کیا کہتا ہے؟ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ بے شک تم نئی مخلوق بنائے جاؤ گے۔ ان کے خیال کے مطابق اجزاء کا مٹی میں مل جانے کے بعد، ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد انسان بننا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ سورہ یٰسین میں ہے کہتے تھے مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ ہِیَ رَمِیۡمٌ ”ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟“ اور سورہ ق آیت نمبر ۳ میں ہے ءَاِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ”کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو

جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا بہت بعید ہے۔‘‘

تو ایک دوسرے کو اپنے عقیدہ کفریہ پر پختہ کرنے کے لیے کہتے تھے اور ہم تمہیں ایسا شخص بتلائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے۔ شخص سے مراد آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ تم نئی مخلوق بنائے جاؤ گے اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اصل میں تھا ءَ اِفْتَرٰی ایک ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔ معنیٰ ہوگا کیا اس نے افترا باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا (معاذ اللہ تعالیٰ) اس نے جھوٹ بولا ہے اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ یا اس کو جنون ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ یہ پاگل ہے کہ کہتا ہے ہم مر کر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون دوبارہ اٹھائے گا ان ریزوں کو کون اکٹھا کرے گا؟ یہ اس نے جھوٹ کا افترا باندھا ہے یا اس کو جنون ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ اللہ تعالیٰ نے حرف بَـلْ کے ساتھ بات کی ہے۔ بَـلْ نہ اس نے افترا باندھا اور نہ اس کو جنون ہے بلکہ وہ تو ساری دنیا سے زیادہ عقل مند ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر فِی الْعَذَابِ یہ یقیناً عذاب میں ہوں گے وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ اور اس وقت وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ یہ حق سے اتنے دور ہیں کہ اب ان کا حق کے قریب آنا بڑا مشکل ہے۔ یہ منکر عذاب میں مبتلا ہوں گے اور رب اس پر قادر ہے اَفَلَمْ یَرَوْا کیا پس انہوں نے نہیں دیکھا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ اس کی طرف جو کچھ ان کے آگے ہے وَمَا خَلْفَھُمْ اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے مِّنَ السَّمَآءِ آسمان وَالْاَرْضِ اور زمین۔ مثال کے طور پر دیکھو! اس وقت میرا منہ مشرق کی طرف ہے میرے آگے آسمان بھی ہے اور زمین بھی ہے۔ کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ان کے آگے بھی زمین آسمان ہے اور پیچھے بھی آسمان زمین ہے اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ

بِهِمُ الْأَرْضَ اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں۔ جہاں سے آئے ہیں وہاں دھنسا دیں، آگے جہاں جارہے ہیں وہاں زمین میں دھنسا دیں اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا یا ہم ان پر گرادیں کوئی ٹکڑا مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے۔ یہ رب کے عذاب سے کیوں بے خوف ہیں؟ وہ قادر مطلق ہے آگے جہاں جارہے ہیں وہاں ان کو زمین میں دھنسا دے پیچھے جہاں سے آئے ہیں وہاں زمین میں دھنسا دے۔ جو آسمان پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہاں سے ٹکڑا ان پر گرا کر تباہ کردے آگے جہاں جارہے ہیں وہاں سے آسمان کا ٹکڑا گرا کر تباہ کر دے۔ رب تعالیٰ کے لیے یہ تمام چیزیں آسان ہیں۔

قارون اوراس کا خاندان :

پہلے تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہو قارون کا واقعہ۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا سگا چچازاد بھائی تھا اس کے باپ دادا بڑے نیک تھے یصہر اور قہس، پردادا لاوی تھا جو یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ سارا خاندان نیکوں کا تھا خود بھی بڑا عقل مند تھا دنیا کے معاملے میں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بمع کوٹھی بمع مال کے زمین میں دھنسا دیا فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ [قصص:۸۱] ''پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔'' زمین سب کچھ نگل گئی۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین علاقے زمین میں دھنس جائیں گے خَسْفٌ فِي الْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ فِي الْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَب ''ایک علاقہ مشرق کا ہوگا ایک علاقہ مغرب کا ہوگا اور ایک جزیرہ عرب میں ہوگا۔'' یہ وہی جگہ ہوگی جہاں امریکہ نے ڈیرا ڈالا ہوا ہے زمین سب کو نگل جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہر وقت ڈرنا چاہیے اور اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

فرمایا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے شک البتہ اس میں نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ہر اس بندے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے اس کے لیے عبرت ہے اور جو پتھر کی طرح سخت ہے اس کے لیے نہیں ہے۔ چونکہ عبد منیب کا ذکر تھا اس لیے آگے منیب بندوں کا ذکر ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور پہاڑوں اور پرندوں کا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا البتہ تحقیق دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے فضیلت۔ نبوت بھی دی، رسالت بھی دی اور چار مشہور آسمانی کتابوں میں سے ایک کتاب زبور بھی عطا فرمائی اور حکومت بھی عطا فرمائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویاں بھی تھیں اور لونڈیاں بھی تھیں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ چار بیٹے بھی تھے لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المال میں سے اپنے اوپر اپنے اہل وعیال پر کبھی ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے محنت کرتے تھے اور اپنی جملہ ضروریات اپنے ہاتھوں کی کمائی اور محنت سے پورا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ذاتی مہمانوں کا خرچہ بھی بیت المال سے نہیں لیتے تھے۔ آج تو حکمران کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے لوٹ لیں۔

فرمایا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ ۔ تاویب کا معنی ہے لوٹانا۔ معنی ہوگا اے پہاڑو! لوٹاؤ اس کے ساتھ تم بھی۔ اس کے ساتھ تسبیح لوٹاؤ۔ جب داؤد علیہ السلام کہتے سبحان اللہ تو ساتھ پہاڑ بھی کہتے سبحان اللہ ۔ اور جب کہتے الحمد للہ تو پہاڑ بھی کہتے الحمد للہ۔ اللہ اکبر کہتے تو وہ کہتے اللہ اکبر۔ لَا اِلٰہ الا اللہ کہتے تو وہ بھی کہتے لَا اِلٰہ

الا اللہ۔ ایسے ہی جیسے میں سبحان اللہ کہتا ہوں تو تم سنتے سمجھتے ہو اسی طرح پہاڑ بھی سنتے سمجھتے تھے۔ باطل پرست لوگ جو معجزات کے منکر ہیں وہ اس کی تاویلیں کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پہاڑ کے دامن میں کوئی آواز لگائے، کوئی بڑا مکان ہو وہاں صدا لگائے، بڑے ٹیلے کے پاس آواز لگائے تو آواز واپس آتی ہے یہ مراد ہے۔ بھئی! وہ تو میرے جیسا آدمی بھی کسی پہاڑ کے دامن میں آواز لگائے تو وہ واپس آئے گی۔ تو پھر داؤد علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی خصوصیت اور فضیلت قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ بہرحال یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ بعض اوقات حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح پڑھتے تھے تو پہاڑ بھی ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ یہ لَا اِلٰہ الا اللہ کہتے تھے تو وہ بھی لَا اِلٰہ الا اللہ کہتے تھے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ چار کلمات بڑی فضیلت والے ہیں جس کلمے سے چاہے ابتداء کرے۔ وہ چار کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاللّٰہُ اکبر بخاری شریف کی روایت ہے۔ وَالطَّیْرَ اور پرندوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام سبحان اللہ پڑھتے تھے تو چڑیاں، طوطے، چیلیں بھی ساتھ سبحان اللہ پڑھتی تھیں۔ فرمایا وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ اور ہم نے نرم کر دیا داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا، جلا کر گرم کر کے نہیں بلکہ ان کے ہاتھوں میں۔ وہ جب لوہے کو پکڑتے تھے تو موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ اس سے زرہ کی کڑیاں بناتے تھے، تلواریں بناتے تھے، نیزے اور تیر بناتے تھے۔ اور جو معجزات کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو لوہا نرم کرنے کا طریقہ بتلایا تھا کہ پہلے بھٹی میں آگ جلاؤ پھر اس میں لوہا ڈالو جب نرم ہو جائے تو پھر کوٹ کر جو چاہو بناؤ۔ بھئی! اگر یہی مراد ہے تو یہ تو

سب کر سکتے ہیں داؤد علیہ السلام کی خصوصیت کیا ہوئی؟ یہ لوگ معجزات کو اپنی عقل پر پرکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور اپنی عقل کو معیار بنا کر معجزات کا انکار کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کا معیار ایمان ہے، ماننا ہے جاننا نہیں۔ (انسانی عقل جاننے کی کوشش ہی میں ٹھوکر کھاتی ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے داؤد کی صفت ذکر فرمائی ہے کہ ہم نے ان کو یہ فضیلت اور شان عطا فرمائی تھی کہ ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ ۔ سَابِغَةٌ کی جمع ہے سابغہ کا معنیٰ ہے ایسی زرہ جو سر سے لے کر پاؤں تک ہو۔ بناؤ کامل زرہیں وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ اور اندازہ ٹھہرائیں کڑیاں جوڑنے میں۔ کڑیاں جوڑو ایک اندازے کے ساتھ کہ سب برابر ہوں ایسا نہیں کہ ایک پتلی ہو ایک موٹی ہو وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور عمل کرو نیک۔ کیوں؟ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ بے شک میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہوں۔

تذکرہ حضرت سلیمان علیہ السلام :

آگے داؤد علیہ السلام کے فرزند کا ذکر ہے۔ فرمایا وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ اور مسخر کیا ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو۔ سورہ ص آیت نمبر ۳۶ میں ہے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ "پس ہم نے تابع کیا سلیمان کے ہوا کو۔" غُدُوُّهَا ای سَیْرُ غُدُوِّهَا اس ہوا کا پہلے پہر کا سفر شَهْرٌ ایک مہینے کا ہے وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ای سَیْرُ رَوَاحِهَا شَهْرٌ اور پچھلے پہر کا سفر ایک مہینے کا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ملک شام تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حمص میں رہتے تھے اور بعض غُوطی بتلاتے ہیں اور بعض دمشق بتلاتے ہیں۔ اتنی بات صحیح ہے کہ شام میں رہتے تھے۔ وہاں سے سبا کا سفر ایک مہینے کا تھا پیدل لوگ ایک مہینے میں پہنچتے تھے اور فارس میں ایک مقام تھا اُصْطُخَر شام سے وہاں تک سفر بھی ایک مہینے کا تھا۔ اللہ تعالیٰ

نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کیا تھا وہ ان کا تخت اٹھا کر لے جاتی تھی۔ تخت پر کرسیاں بچھی ہوتی تھیں۔ صبح کو دمشق سے چلتے دوپہر سے پہلے سبا پہنچ جاتے تھے دوپہر وہاں گزار کر پچھلے پہر چلتے شام کو دمشق پہنچ جاتے تھے۔ اگر فارس جانا ہوتا تھا تو ہوا ان کا تخت اڑا کر دوپہر سے پہلے اُصْطُخَر پہنچا دیتی تھی۔ پھر پچھلے پہر واپسی ہوتی تھی۔

فرمایا وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ اور بہا دیا ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ۔ عین کا معنیٰ چشمہ اور قطر کا معنیٰ تانبا۔ جیسے تم یہاں پانی کے چشمے دیکھتے ہو پہاڑوں میں سے قدرتی طور پر پانی نکلتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کے چشمے چلائے تھے۔ یہ رب تعالیٰ کا کام ہے۔ وَمِنَ الْجِنِّ اور جنات میں سے مَنْ وہ تھے يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ جو عمل کرتے تھے ان کے سامنے بِاِذْنِ رَبِّهٖ اس کے رب کے حکم کے ساتھ۔ جیسے آج کے دور میں ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں سلیمان کے زمانے میں انسان اور جنات ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ جنات چونکہ ناری مخلوق ہے ان میں قوت انسانوں سے زائد ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کو جو حکم دیتے تھے وہ کرتے تھے جو کام ان سے لینا چاہتے تھے لیتے تھے وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ اور جو کوئی ٹیڑھا ہوتا ان میں سے، حکم عدولی کرتا عَنْ اَمْرِنَا ہمارے حکم سے کہ سلیمان علیہ السلام کی بات نہ مانتا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ہم اس کو چکھاتے تھے شعلے مارنے والا عذاب۔ آگ کے کوڑے اس کو لگتے تھے فرشتے آکر آگ کے کوڑے مارتے تھے۔ باقی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ درس میں بیان ہوگی۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَىْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَىْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِىْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ کام کرتے تھے وہ سلیمان علیہ السلام کے لیے مَا يَشَآءُ جو وہ چاہتا تھا مِنْ مَّحَارِيْبَ قلعے وَتَمَاثِيْلَ اور مجسمے وَجِفَانٍ اور پیالے كَالْجَوَابِ جیسے حوض ہوتے ہیں وَقُدُوْرٍ اور دیگیں رّٰسِيٰتٍ جمی ہوئی اِعْمَلُوْۤا عمل کرو اٰلَ دَاوٗدَ اے داؤد علیہ السلام کے اہل شُكْرًا شکر گزاری کا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ پس جس وقت ہم نے فیصلہ کر لیا

سلیمان علیہ السلام کے بارے میں الْمَوْتَ موت کا مَادَلَّهُمْ نہ بتلایا ان جنات کو
عَلٰى مَوْتِهٖٓ موت کا اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ مگر زمین کے ایک کیڑے نے تَاْكُلُ
مِنْسَاَتَهٗ جو کھا گیا اس کی لاٹھی کو فَلَمَّا خَرَّ پس جب وہ گر پڑے تَبَيَّنَتِ
الْجِنُّ واضح پایا جنات نے اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ اس بات کو اگر ہوتے
وہ جانتے غیب کو مَا لَبِثُوْا نہ ٹھہرتے فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ذلت ناک عذاب
میں لَقَدْ كَانَ البتہ تحقیق لِسَبَاٍ سبا کے لیے فِيْ مَسْكَنِهِمْ ان کی رہائش
گاہوں میں اٰيَةٌ نشانی ہے جَنَّتٰنِ دو باغ عَنْ يَّمِيْنٍ دائیں طرف وَّ
شِمَالٍ اور بائیں طرف كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ کھاؤ اپنے رب کے رزق
سے وَاشْكُرُوْا لَهٗ اور اس کا شکر ادا کرو بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ یہ شہر ہے پاکیزہ
وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ اور رب بڑا بخشنے والا فَاَعْرَضُوْا پس انہوں نے اعراض کیا
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پس چھوڑا ہم نے ان پر سَيْلَ الْعَرِمِ سیلاب بند کا
وَبَدَّلْنٰهُمْ اور ہم نے بدل دیا ان کے لیے بِجَنَّتَيْهِمْ ان کے دونوں باغوں
کے بدلے جَنَّتَيْنِ دو باغ اور ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ جن کا پھل کسیلا تھا وَّ
اَثْلٍ اور کچھ جھاؤ کے درخت وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ اور کچھ تھوڑے سے
بیر ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا بِمَا كَفَرُوْا ان کے کفر کا وَهَلْ
نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ اور ہم نہیں بدلہ دیتے مگر کافروں کو۔

ماقبل سے ربط :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو تابع کیا وہ ان کا تخت اڑا کر لے جاتی تھی۔ اس تخت پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا سارا عملہ اور پوری کابینہ ہوتی تھی، فوجی غیر فوجی۔ پھر فرمایا کہ ہم نے جنات کو ان کے تابع کیا جو ان کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔ انہی جنات کے متعلق ارشاد ہے یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ وہ جنات عمل کرتے تھے سلیمان علیہ السلام کے لیے جو وہ چاہتا تھا۔ ان سے جو کام وہ لیتے تھے وہ کرتے تھے مِنْ مَّحَارِیْبَ ۔ محاریب محراب کی جمع ہے۔ جیسے یہ ہماری مسجد کی محراب ہے اس طرح کے گول کمرے بنواتے تھے۔ اس محراب کے بارے میں تاریخی طور پر اختلاف ہے کہ یہ کب بنی ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ جب مسجد بنی تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ مسجد کے منہ کی طرف محراب بنا لیں۔ تو جبرائیل علیہ السلام کی نشان دہی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محراب بنائی۔ تو محراب کا گول کمرہ ہوتا ہے اور اس کے نیچے کوئی ستون نہیں ہوتا۔ جنات ان کے لیے ایسے کمرے بناتے تھے وَتَمَاثِیْلَ ۔ تَمَاثِیْل تِمْثَال کی جمع ہے تِمْثَال کا معنیٰ ہے تصویر۔ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دور میں جان دار چیز کی تصویر حرام نہیں تھی۔ ہماری شریعت میں جان دار چیز کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غیر جان دار چیزوں کی تصویریں بناتے تھے۔ مثلاً پل کا نقشہ بنا دیا، ٹیلے اور پہاڑ کا نقشہ بنا دیا، درخت کی تصویر بنا دی تو ایسی مورتیاں بناتے تھے وَجِفَانٍ ۔ جِفَان جَفْنَةٌ کی جمع ہے جفنۃ کا معنیٰ ہے پیالہ۔ کَالْجَوَابِ ۔ جابیہ کی جمع ہے اور جابیہ

کا معنٰی ہے حوض۔ بڑے بڑے پیالے جیسے حوض ہوتے ہیں۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام کی فوج تھی انسانوں کی اور جنوں کی تو ان کے کھانے کے لیے بڑے بڑے پیالے ہوتے تھے حوض کی طرح۔ان میں سالن ڈال دیتے اور فرماتے کھاؤ۔ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ - قُدُوْر قِدْرٌ کی جمع ہے۔ قِدْر کا معنٰی ہے دیگ۔رَاسِیٰت رَاسِیَۃٌ کی جمع ہے بمعنٰی ٹکی ہوئی بڑی بڑی دیگیں۔جن میں کئی کئی سو آدمیوں کا کھانا پکتا تھا۔یہ سارے کام سلیمان علیہ السلام جنات سے لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا عمل کرو آل داود، سلیمان علیہ السلام اور دوسرے شکر گزاری کا۔ رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں نبوت دی، رسالت دی، انسانوں اور جنوں پر حکومت دی رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔آگے رب تعالیٰ شکوہ کرتے ہیں انسانوں کا۔فرمایا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے۔اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں ہم تو ایک سانس کا شکر ادا نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے جیتے ہیں۔ جب انسان بیماری اور مصیبت میں پھنستا ہے تو خدا یاد آتا ہے تندرست ہو جانے کے دو چار دن بعد، دس دن بعد، مہینہ بعد باغی ہو جاتا ہے۔رب تعالیٰ نے دولت دی تو اپنی غربت یاد ہی نہیں رہتی کہ میں کبھی غریب بھی ہوتا تھا حالانکہ اپنی غربت کے زمانے کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک وقت تھا میرے پاس رہنے کے لیے مکان نہیں تھا، کھانا پینا مرضی کے مطابق نہیں تھا، پیدل چلتا تھا سائیکل بھی نصیب نہیں ہوتی تھی آج میں کار چلاتا ہوں۔میرے گھر میں لائٹ نہیں تھی چراغ نہیں تھا اب کتنی لائٹیں جل رہی ہیں، میرے پاس کپڑا نہیں ہوتا تھا آج میرے پاس کتنے جوڑے ہیں۔تو فرمایا بہت تھوڑے میرے بندوں میں سے ہیں شکر ادا کرنے والے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا واقعہ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ پس جس وقت ہم نے طے کر لیا سلیمان علیہ السلام کے لیے موت کا کہ انہوں نے فلاں دن فوت ہونا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو بھی بتلا دیا کہ فلاں دن آپ نے فوت ہونا ہے۔ لہٰذا ایک کمرہ بنالیں شیشے کا (شیش محل) تیار کرلیں اور اس میں ایک لاٹھی گاڑ دیں اور اس پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر کھڑے ہو جائیں۔ چہرہ جنات کی طرف رہے وہ سمجھیں کہ ہمیں دیکھ رہے ہیں ہماری نگرانی کر رہے ہیں تاکہ مسجد اقصیٰ کا کام جو باقی رہ گیا ہے وہ مکمل ہو جائے۔ اگر جنات کو آپ کی موت کا علم ہو گیا تو وہ باغی ہو جائیں گے اور کام ادھورا رہ جائے گا۔

پورا ایک سال گزر گیا جنات دور سے دیکھ کر یہی سمجھتے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کھڑے عبادت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ لکڑی کو کیڑا لگ گیا جس کو دیمک اور سیونگ کہتے ہیں۔ کیڑے نے جب نیچے سے لکڑی کھالی تو سلیمان علیہ السلام گر پڑے تو جنات کو علم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔ پہلے جنات رعب ڈالتے تھے کہ ہم غیب جانتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ پھرتیلی مخلوق ہے ایک لمحے میں یہاں ایک لمحے میں وہاں تو پھرتیلا ہونے کی وجہ سے حالات جلدی معلوم کر لیتے ہیں اور لوگوں پر رعب ڈالتے ہیں کہ ہم غیب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کا رد فرمایا ہے کہ جس وقت ہم نے فیصلہ کیا سلیمان علیہ السلام کی موت کا مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ نہیں بتلایا جنات کو سلیمان علیہ السلام کی موت کا اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ مگر زمین کے ایک کیڑے نے۔ یہاں ارض کا معنیٰ کریدنے والا، کھانے والا۔ وہ کیڑا جو لکڑی کو کھاتا ہے چاٹتا ہے اس نے بتلایا۔ اس نے کیسے بتلایا؟ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ جو کھا گیا اس کی لاٹھی کو۔ دیمک نے لاٹھی کو کھایا

تو وہ گر پڑے فَلَمَّا خَرَّ پس جس وقت نیچے گرے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ واضح پایا جنات نے۔ جنات پر بات واضح ہوگئی اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ یہ کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ تو نہ ٹھہرتے وہ اس سزا میں جوان کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی۔ سال کے بعد جب سلیمان علیہ السلام نیچے گرے تو جنات کو پتا چلا کہ وہ تو وفات پاگئے ہیں ہم ویسے ہی اس کے خوف سے کانپتے رہے۔ تو پھر جنات باغی ہوگئے کیونکہ جنات پر حکومت اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو دی تھی اور کسی کے قابو میں نہیں آئیں گے۔ ہاں کسی کے ساتھ دوستانہ قائم کرلیں تو اس کو باہر سے کوئی چیز لا کر دیں تو ہوسکتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے لیکن کسی کے قابو میں نہیں آتے بڑی باغی قوم ہے۔ دو نیک بندوں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد آگے ایک عبرت ناک واقعہ ذکر فرماتے ہیں۔

قومِ سبا کی تباہی کا عبرت ناک واقعہ :

سبا کا مشہور علاقہ تھا۔ اصل میں سبا ایک آدمی کا نام تھا سبا بن یشحب بن یعرب بن قحطان۔ اس شخص کی آگے نسل چلی جو قومِ سبا کہلائی۔ انہوں نے ایک شہر آباد کیا جو شہر سبا کہلاتا تھا۔ پھر اس سارے علاقے کا نام سبا پڑ گیا اس نسبت سے سارے علاقے کو سبا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ البتہ تحقیق قومِ سبا کے لیے فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ان کی رہائش گاہوں میں نشانی ہے اپنے شہر کے بارے میں نشانی ہے۔ کیا نشانی ہے؟ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ دو باغ دائیں اور بائیں طرف۔ یہ باغ میلوں کو محیط تھے۔ ایک سبا کے دائیں طرف تھا اور ایک بائیں طرف تھا۔ اس مقام پر تفسیروں میں لکھا ہے کہ ان باغوں میں کیسے کیسے پھل تھے اور کیسی کیسی خوشبوئیں تھیں۔ اس

شہر میں نہ مکھی تھی نہ مچھر نہ سانپ نہ بچھو، مسافر وہاں سے گزرتا تو ان کی خوشبوؤں سے اس کے بدن کی جوئیں مرجاتی تھیں۔ وہ باغ جنت کا منظر پیش کرتے تھے۔ بڑا صاف ستھرا شہر تھا وافر پھل تھے عیش کی زندگی تھی۔ تعین کے ساتھ آج ہم یہ نہیں بتلا سکتے کہ ان کی طرف کون سے پیغمبر آئے تھے؟

سبا شہر کے قریب ایک ابلق نامی پہاڑ تھا اس کوہِ ابلق کے دامن میں انہوں نے ڈیم بنایا ہوا تھا۔ جو انہوں نے بند باندھا تھا اس کا نام سدّ مارب تھا۔ جیسے منگلا ڈیم ہے، تربیلا ڈیم ہے۔ وہاں پانی کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ ان لوگوں نے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی تو رب تعالیٰ نے ان لوگوں کو ایک چوہے کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ اس چوہے نے نیچے سے سوراخ نکالا جس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا رہتا تھا اس سے اس کی دیواریں کمزور ہوگئیں۔ خدا کی قدرت کہ اس سال بارشیں زیادہ ہوئیں پانی کا دباؤ زیادہ ہوا بند ٹوٹ گیا جس سے دونوں باغ بھی ختم ہوگئے اور کئی آدمی بھی اس سیلاب میں بہہ گئے۔ کچھ لوگ وہاں سے ہجرت کر کے شام چلے گئے اور کچھ مدینہ طیبہ جا کر آباد ہوگئے۔ اوس اور خزرج انہی لوگوں کی نسل سے تھے۔ بظاہر تباہی کا سبب وہ چوہا بنا۔ عربی کا ایک شاعر کہتا ہے......

لَا تَحْتَقِرْ كَيْدَ الضَّعِيفِ فَربما

تموت الافاعی من سموم العَقَارِبِ

وقد هَدَّمت عرش هد هدٌ

وخَرَّب حفر الفار سد مارِبِ

شاعر کہتا ہے کبھی کسی کمزور کی تدبیر کو حقیر نہ سمجھو۔ بچھو کی اقسام میں سے ایسی بھی قسم ہے کہ اژدہا کو ڈنک مارے تو فوراً مر جاتا ہے۔ ہدہد کتنا چھوٹا پرندہ ہے اس نے بلقیس کے تخت کو

الٹ دیا اس طرح کہ اس نے سلیمان علیہ السلام کو بتلایا کہ میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا کہ بادشاہ بنی ہوئی ہے اور اس کو ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں اور اس کا بہت بڑا عرش ہے میں نے اس کو اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ سجدہ کرتے ہیں سورج کے سامنے اللہ تعالیٰ کے سوا۔ یہ سارا واقعہ سورہ نمل میں موجود ہے۔ اس کے نتیجے میں اس کی شاہی گئی۔ تو ہد ہد اس کی تباہی کا سبب بنا۔ اور چوہے کے سوراخ نے سدّ مارب کو برباد کر دیا۔ مشہور مقولہ ہے کہ دشمنی کو کبھی حقیر نہ سمجھو چاہے خواہ وہ کتنی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ بیماری کو چاہے تھوڑی ہو اور آگ کو چاہے چنگاری ہی کیوں نہ ہو کبھی حقیر نہ جانو۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہی تباہی کا سبب بن جاتی ہیں۔ آنحضرت علیہ السلام کا فرمان ہے کہ سونے سے پہلے چراغ بجھا کر سوؤ۔ حدیث پاک میں ہے نیچا سونا۔ آج بھی اکثر عربی نیچے سوتے ہیں چار پائیوں پر بہت کم سوتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت کا خلاصہ :

ایک کچا مکان تھا مکینوں نے چراغ جلتا چھوڑ دیا۔ چوہے نے آ کر بتی کھینچ کر نیچے پھینک دی دری کو آگ لگ گئی۔ مکان بھی جل گیا اور آدمی بھی جل گئے۔ تو چوہا ان کی تباہی کا سبب بن گیا۔ لہٰذا رات کو سونے سے پہلے چراغ بجھا کر سوؤ۔ اگرچہ آج کل ٹیوب، بلب وغیرہ میں وہ سبب نہیں ہے مگر ان کو جلتا چھوڑنا اسراف ہے، فضول خرچی ہے۔ یہ شادی بیاہ کے موقع پر مرچیں وغیرہ لگاتے ہیں چراغاں کرتے ہیں یہ سب اسراف ہے اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

فضول خرچی :

گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے فخریہ طور پر یہ بات کہی کہ فلاں آدمی

نے شادی کی اور چراغاں کیا۔ ایک لاکھ بجلی کا بل ادا کیا۔ اے مسلمان! رب تعالیٰ نے تجھے دولت ان کاموں کے لیے نہیں دی۔ تو اس کے ساتھ حج کر، عمرہ کر، مسجد بنا، مدرسہ بنا، دین کے کاموں پر خرچ کر۔ جو کچھ تم کرتے ہو بڑے گناہ کی بات ہے۔ مجھے بہت افسوس اس وقت ہوتا ہے جب میں درس سننے والوں کے گھروں کو دیکھتا ہوں شادی کے موقع پر وہ یہ سارے کام کرتے ہیں۔ بڑی کوفت ہوتی ہے کہ ان کے درس سننے کا انھیں کیا فائدہ ہوا؟ عمل نہیں کرنا تو کیا فائدہ؟

تو فرمایا دو باغ تھے ان کے دائیں بائیں کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ کھاؤ اپنے رب کے رزق سے وَاشْكُرُوْا لَهٗ اور اس کا شکر ادا کرو بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ یہ شہر ہے ستھرا وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ اور رب بخشنے والا ہے فَاَعْرَضُوْا پس انہوں نے اعراض کیا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پس ہم نے چھوڑا ان پر سَيْلَ الْعَرِمِ۔ عرم کا معنیٰ ہے بند۔ وہ جو بند تھا ڈیم تھا اس کا سیلاب چھوڑا، کچھ بہہ گئے، کچھ چلے گئے، باغ تباہ ہو گئے وَبَدَّلْنٰهُمْ اور ہم نے بدل دیے ان کے لیے بِجَنَّتَيْهِمْ ان دو باغوں کے بدلے میں جَنَّتَيْنِ دو باغ اور ذَوَاتَيْ اُكُلٍ جو ایسی خوراک والے تھے خَمْطٍ۔ خمط کا معنیٰ کڑوا، کھٹا۔ جو کڑوی اور کھٹی تھی۔ بندہ منہ میں ڈالے تو منہ کا ذائقہ بدل جائے کڑوا ہو جائے ایسی چیزیں چھوڑیں۔ وَّاَثْلٍ اور کچھ جھاؤ کے درخت وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں چھوڑ دیں باقی تمام باغ ختم کر دیے۔ فرمایا ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا ان کے کفر کا وَهَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ اور ہم ایسا بدلہ نہیں دیتے مگر ناشکری کرنے والوں کو۔ تو رب تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا بہت بڑا جرم ہے رب معاف فرمائے۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا
قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا
آمِنِينَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ
فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم
مِّن سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا
فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ
زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللّٰهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُم
مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ
إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾

وَجَعَلْنَا اور بنائی ہم نے بَيْنَهُمْ ان سبا والوں کے درمیان وَبَيْنَ
الْقُرَى اور ان بستیوں کے درمیان الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا جن میں ہم نے برکت
ڈالی قُرًى ایسی بستیاں ظَاهِرَةً جو ظاہر تھیں وَّقَدَّرْنَا اور ہم نے ٹھہرائی تھی
فِيهَا ان بستیوں کے درمیان السَّيْرَ مسافت سِيرُوا فِيهَا چلو تم ان میں

لَیَالِیَ راتوں کو وَ اَیَّامًا اور دنوں کو اٰمِنِیْنَ پر امن فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے رَبَّنَا اے ہمارے رب بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا دور کر دے ہمارے سفروں کو وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ پس کر دیا ہم نے ان کو کہانیاں وَمَزَّقْنٰهُمْ اور ہم نے ان کو بکھیر دیا كُلَّ مُمَزَّقٍ ہر طرح کا بکھیرنا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اور البتہ تحقیق سچا کر دکھایا ان کے بارے میں اِبْلِیْسُ ابلیس نے ظَنَّهٗ اپنا خیال فَاتَّبَعُوْهُ پس انہوں نے پیروی کی اس کی اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مگر ایک گروہ مومنوں میں سے وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا اس ابلیس کا ان پر کوئی زور اور تسلط اِلَّا لِنَعْلَمَ مگر تا کہ ہم ظاہر کر دیں مَنْ اس کو یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ جو ایمان لاتا ہے آخرت پر مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ قیامت کے بارے میں شک کرتا ہے وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ اور آپ کا رب ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا ہے قُلِ ادْعُوا آپ کہہ دیں پکارو تم الَّذِیْنَ ان کو زَعَمْتُمْ تم گمان کرتے ہو مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا یَمْلِكُوْنَ نہیں وہ مالک مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ذرہ برابر فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِی الْاَرْضِ اور نہ زمین میں وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہے ان کے لیے فِیْهِمَا آسمانوں اور زمین میں مِنْ

شِرْكٍ کوئی شراکت وَّمَا لَهٗ اور نہیں ہے اللہ کے لیے مِنْهُمْ ان میں سے مِّنْ ظَهِيْرٍ کوئی مددگار وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اور نہیں نفع دے گی سفارش عِنْدَهٗ اس کے پاس اِلَّا مگر لِمَنْ اس شخص کے لیے اَذِنَ لَهٗ جس کے لیے رب نے اجازت دی حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ یہاں تک کہ جس وقت گھبراہٹ دور کی جاتی ہے عَنْ قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں سے قَالُوْا کہتے ہیں مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ کیا کچھ کہا ہے تمہارے رب نے قَالُوا کہتے ہیں الْحَقَّ حق کہا ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ اور وہی بلند ہے اور بڑائی والا ہے۔

قومِ سبا اور ان کا محل وقوع :

یمن کے علاقے میں مشہور و معروف قوم سبا رہتی تھی جن کا مرکزی شہر سبا تھا جو اسی قوم کے نام کے ساتھ مشہور تھا۔ جیسے گکھڑ کوئی قوم تھی کہ جن کے نام سے گکھڑ شہر آباد ہے۔ سبا کا علاقہ بڑا زرخیز اور آباد علاقہ تھا جن کے ضروری حالات تم کل کے درس میں تفصیل کے ساتھ سن چکے ہو۔ سبا سے لے کر شام تک سفر ایک مہینے کا تھا۔ اگرچہ پختہ سڑک نہیں تھی مگر سبا سے لے کر دمشق تک بڑی چوڑی سڑک تھی اور اس کے کنارے وقفے وقفے سے بستیاں اور شہر آباد تھے جیسے آج کل اسٹیشن ہیں کہ ایک گیا تو دوسرا آگیا یا سڑکوں پر اڈے ہیں ایک اڈا آگیا دوسرا آگیا تیسرا آگیا۔ دن رات قافلے چلتے رہتے تھے پر امن کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا چور ڈاکو کا اور سفر خرچ اٹھانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی کہ شہروں سے کھانے پینے کی چیزیں ملتی رہتی تھیں۔ بڑے بارونق شہر تھے۔

سبا والوں نے کہا کہ یہ کیا ہوا کہ ایک شہر گیا دوسرا آگیا، دوسرا گیا تیسرا آگیا

پروردگار! ان شہروں کو درمیان سے مٹا دے تا کہ سفر لمبا ہو جائے ہم گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر جائیں اور یہ غریب لوگ ہمیں دیکھتے رہیں۔ اندازہ لگاؤ ان لوگوں کے نظریے کا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ اور ہم نے بنائی سبا والوں کے درمیان وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت ڈالی تھی۔ بستیوں سے مراد شام فلسطین کا علاقہ ہے۔ سبا کے علاقے سے لے کر شام کے علاقے تک کیا بنایا؟ قُرًى ظَاهِرَةً بستیاں نظر آنے والیاں۔ ایک بستی سے گزرے آگے دوسری نظر آ رہی ہے وہاں سے گزرے آگے تیسری نظر آ رہی ہے چوتھی نظر آ رہی ہے۔ سڑک کے دونوں کنارے آباد تھے، چیزوں کی فراوانی تھی خوش حالی تھی یہ ایسی بستیاں تھیں وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ اور ٹھہرائی ہم نے ان بستیوں کے درمیان مسافت خاص اندازے کے مطابق۔ فرمایا اس راستے کے متعلق حکم تھا سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ چلو تم ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن کے ساتھ۔

سبا والوں کی دولت کا انحصار زیادہ تر تجارت پر تھا۔ یہ لوگ کاشت کاری بھی کرتے تھے اور ان کے باغات میلوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ اس علاقے کے ایک طرف ہندوستان کا ساحل ہے اور دوسری طرف افریقہ کا ساحل ہے۔ دونوں براعظموں کے درمیان خوب تجارت ہوتی تھی۔ سونا چاندی، قیمتی پتھر، مصالحے، خوشبو اور ہاتھی دانت کا لین دین ہوتا تھا۔ یہ بڑا پر امن راستہ تھا کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا چاہے رات کو سفر کریں یا دن کو۔ اہل سبا کو بڑی آسودگی حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ ہماری نعمتوں کی قدردانی کرتے لیکن اس کے برخلاف فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا کہنے

لگے اے ہمارے رب! دور کر دے ہمارے سفروں کو، لمبا کر دے ہمارے سفروں کو۔ ہم سنتے ہیں کہ دوسرے ممالک میں دوران سفر میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں مگر ہمارے سفر تو نہایت پر امن اور باسہولت ہیں ہمیں کوئی دشواری نہیں پیش آتی۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہمارے سفر بھی لمبے ہوں کہ ہم مصائب کا مزہ چکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ اور انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر۔ ان کی اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیلاب نے ان کے باغات، کھیتیاں، مکان سب کچھ تباہ کر دیا۔ سیلاب کے بعد زمین میں روئیدگی کی قوت کم ہو جاتی ہے پھر وہاں جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بعد ان کے کچھ خاندان شام چلے گئے اور کچھ مدینہ منورہ چلے گئے جو اس وقت یثرب کہلاتا تھا۔ اس طرح یہ معروف ترین شاہراہ بھی بند ہو گئی اور قوم سبا کا نام ونشان مٹ گیا فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ پس کر دیا ہم نے ان کو قصے کہانیاں۔ افسانے بن گئے کہ لوگ ان کی خوش حالی، تاریخی ڈیم اور پھر ان کی تباہی کی داستانیں عبرت کے طور پر سناتے تھے۔

فرمایا وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اور ہم نے ان کو بکھیر دیا ہر طرح کا بکھیرنا۔ کوئی پانی میں بہہ گئے کوئی کدھر چلے گئے اور کوئی کدھر چلے گئے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بے شک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے کہ ناشکری کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ اور البتہ تحقیق سچا کر دکھایا ان کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا جب ڈھانچا تیار ہوا ابھی اس میں روح نہیں ڈالی گئی تھی تو ابلیس آدم علیہ السلام کے اردگرد گھوما، ٹانگیں دیکھیں ٹھوس تھیں، بازو دیکھے ٹھوس

تھے کہنے لگا کہ مجھے ایسی جگہ نظر آئے کہ جہاں سے اس کی اولاد میں وساوس ڈالوں۔ منہ دیکھا ناک دیکھی تو کہنے لگا ہاں! میرے لیے بھی جگہ ہے وساوس ڈالنے کے لیے۔ منہ اور ناک کے ذریعے میں وساوس ڈال سکوں گا۔ میں ان کی اکثریت کو انسان نہیں رہنے دوں گا وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ تو ابلیس نے اس وقت جو خیال ظاہر کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اس نے سچا کر دکھایا۔ وہ خیال اور گمان کیا تھا؟ کہ اکثریت میری پیروی کرے گی فَاتَّبَعُوْهُ پس انہوں نے اس کی پیروی کی اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مگر ایک گروہ مومنوں میں سے۔

دنیا میں اکثریت کفار کی ہے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائیں گے آپ کی اولاد میں ایک ہزار میں سے ایک جنت میں جائے گا اور نو سو ننانوے جہنم میں جائیں گے۔ ایک جنتی نو سو ننانوے دوزخی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضرت! پھر کون بچے گا ہم میں سے؟ فرمایا نہیں یہ تقسیم تمہارے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ساری مخلوق کے اعتبار سے ہے۔ اس میں یاجوج ماجوج بھی ہوں گے۔ اس وقت تنہا چین کی آبادی ایک ارب چالیس کروڑ کے قریب ہے اس میں مسلمانوں کی تعداد بہ مشکل دس کروڑ کے قریب ہے۔ اس وقت روس کی آبادی چالیس کروڑ کے قریب ہے۔ وہاں مسلمان مشکل سے ایک کروڑ بھی نہیں ہیں۔ پہلے زیادہ تھے مگر ظالم روس نے نہیں چھوڑے۔ ہندوستان کی اس وقت آبادی نوے کروڑ کے قریب ہے اور مسلمان انیس بیس کروڑ کے قریب ہیں۔ یہی حال دوسرے ممالک کا ہے۔ تو تمام کافروں کی گنتی ہوگی اور اکثریت کافروں کی ہے۔

آٹھویں پارے کی آیت کا مفہوم ہے کہ کافروں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان جو جھگڑا شروع ہو گیا ہے اس کو ختم کرنے کے لیے ووٹنگ کرا لیتے ہیں کہ تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں اور ہمارے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ثالث مان لیں جو وہ فیصلہ کرے اسے تسلیم کر لیں۔ دونوں باتوں کا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ فرمایا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا [انعام:۱۱۵] ''کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ثالث تلاش کروں۔'' میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ثالث ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ باقی تم ووٹنگ کی بات کرتے ہو تو اس کا جواب بھی سن لو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [آیت:۱۱۶] ''اگر آپ اطاعت کریں گے ان لوگوں کی جو اکثر ہیں زمین میں (جن کی اکثریت ہے) تو وہ آپ کو بہکا دیں گے اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔'' اکثریت ہمیشہ گمراہوں کی رہی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس وقت دنیا کی آبادی چھ ارب کے قریب ہے اور ان میں کلمہ پڑھنے والے مسلمان کہلانے والے ایک ارب کے قریب ہیں تو اس ایک ارب میں صحیح مسلمان کتنے ہیں؟ مردم شماری میں تو انہوں نے قادیانیوں، رافضیوں، ذکریوں، منکرین حدیث اور شرک میں ڈوبے ہوؤں کو بھی شامل کیا ہے حالانکہ یہ مسلمان نہیں ہیں تو ابلیس نے جو رائے قائم کی تھی کہ اکثریت اس کی پیروی کرے گی ایسا ہی ہوا۔

مومنوں میں سے ایک گروہ نے شیطان کی بات نہیں مانی وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا ابلیس کا ان پر کوئی زور اور تسلط۔ شیطان جبراً کسی کو غلط راستے پر نہیں لگا سکتا وہ تو ترغیب دیتا ہے، گناہ کا شوق دلاتا ہے چونکہ نفس امارہ اس کا مرید ہے اس لیے اس پر اس کا جلدی اثر ہو جاتا ہے اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ تاکہ ہم ظاہر کر دیں

جو ایمان لاتا ہے آخرت پر مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ اس شخص سے جو قیامت کے بارے میں شک کرتا ہے۔ سارے مومن بھی شیطان سے آزاد نہیں ہیں صرف ایک گروہ ہے جو اس کی پیروی نہیں کرتا باقی کسی نہ کسی مد میں، کسی نہ کسی شق میں اس کے پیروکار ہیں وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ اور آپ کا رب ہر چیز پر نگران ہے۔ سب اسی کی حفاظت میں ہیں۔

تردید شرک :

آگے شرک کا رد ہے قُلِ اے نبی کریم! آپ کہہ دیں ادْعُوا الَّذِينَ پکارو تم ان کو زَعَمْتُمْ جن کے بارے میں تم خیال کرتے ہو مِنْ دُونِ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اللہ تعالیٰ سے ورے ورے جن کو تم حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہو پکارو تم ان کو اور ہمارا فیصلہ بھی سن لو لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وہ مالک نہیں ہیں ذرہ برابر نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔ جب وہ کسی شے کے مالک ہی نہیں اور ان کے اختیار میں کوئی شے ہی نہیں وہ تمہارا کیا کام کریں گے؟ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ اور نہیں ہے ان کے لیے آسمانوں میں اور زمینوں میں کوئی شراکت کہ کسی نے آسمان کا کوئی حصہ پیدا کیا ہو یا زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہو۔ نہیں کوئی ان کی شراکت نہیں ہے تنہا پروردگار نے آسمان پیدا کیے، زمینیں پیدا کیں، انسان پیدا کیے، حیوان پیدا کیے، چرند پرند، حشرات الارض پیدا کیے وہ خالق کل شی ہے۔ خالق بھی وہی، مالک بھی وہی، رازق بھی وہی، حاکم بھی وہی، إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ [یوسف: ۴۰] "حکم صرف اللہ تعالیٰ کا۔" أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ [اعراف: ۵۴] "سنو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔" مخلوق بھی اسی کی اور حکم بھی اسی کا۔ یہ تو دنیا میں جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا قانون چل رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں خدا کی مخلوق پر خدا کا قانون نافذ ہوسکتا ہے اور کچھ نہیں مگر آج ہم باطل نظاموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے۔ بے چارے طالبان کچھ تھوڑا بہت اسلامی قانون نافذ کرتے ہیں تو مغربی قوتیں ان کو بدنام کرنے کے لیے ان کے پیچھے ڈھول بجاتی ہیں (شور مچاتی ہیں کہ) وہاں یہ ہوگیا جی! وہاں یہ ہوگیا جی! اس وقت قرآن وسنت کے احکامات صرف افغانستان میں نافذ ہیں۔ (یہ اس وقت کی بات ہے جب طالبان کی حکومت تھی۔ بلوچ) طالبان کی حکومت کے سوا دنیا کے کسی خطے اسلام نافذ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک والوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ لوگ امن کے ساتھ سوئیں اور امن کے ساتھ اٹھیں اور امن کے ساتھ رہیں۔ کسی کو کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کی جرأت نہ ہو، جان محفوظ، مال محفوظ، عزت وآبرو محفوظ ہو۔ تو فرمایا جن کو یہ پکارتے ہیں ان کی آسمانوں اور زمین میں کوئی شراکت نہیں ہے وَمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ان میں سے کوئی مددگار۔ رب تعالیٰ کو قوی عزیز ہے اس کو کسی کی امداد کی کیا ضرورت ہے؟ امداد کی ضرورت تو کمزور کو ہوتی ہے۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اور نہیں نفع دے گی سفارش اس کے پاس۔ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے ہاں سفارش نفع نہیں دے گی اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ مگر اس کے لیے جس کے لیے رب نے اجازت دی۔ نہ ہر آدمی کی سفارش قبول ہے اور نہ ہر آدمی کے لیے سفارش قبول ہے۔ مومن متقی کی قبول ہوگی اور مومن کے لیے قبول ہوگی۔ کافر کے لیے سفارش قبول نہیں ہے۔

کافر کے حق میں کسی کی بھی سفارش قبول نہیں :

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر مخلوق میں کوئی مقبول نہیں ہے۔ عبداللہ بن اُبی کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے آپ ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک بطور کفن اس کو پہنایا، اپنا لعاب بھی اس کے بدن پر ملا، جنازہ بھی خود پڑھایا، آپ ﷺ کے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس سے بڑھ کر کیا سفارش ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک مرتبہ نہیں ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو میں نہیں بخشوں گا۔ بے ایمان کے لیے سفارش نہیں ہے۔

حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے۔ اس کی تفسیر بخاری وغیرہ میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دینا چاہتے ہیں تو پہلے ایک آواز آتی ہے جس طرح گھر کی گھنٹی (Bell) کی آواز ہوتی ہے۔ اس سے فرشتوں پر ایک غشی سی طاری ہو جاتی ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس قدر خوف زدہ ہوتے ہیں۔ تو جب ان سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو نچلے طبقے والے فرشتے اوپر والوں سے مخاطب ہوتے ہیں قَالُوۡا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمۡ کہتے ہیں کیا کچھ کہا ہے تمہارے رب نے قَالُوا الۡحَقَّ وہ کہتے ہیں کہ حق کہا ہے وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡكَبِیۡرُ اور وہ ذات بہت بلند اور بڑی عظمت والی ہے۔ مطلب یہ کہ فرشتے تو خود اس قدر بے بس اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے ہوش ہو جانے والے ہیں وہ کسی کی کیا سفارش کریں گے کیا یہ جبری طور پر سفارش کر سکتے ہیں؟ حاشا وکلّا ہرگز نہیں۔ یہ باتیں ان لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی ہیں حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِىَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۣ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

قُلْ آپ ان سے کہہ دیں مَنْ يَّرْزُقُكُمْ کون ہے جو تم کو رزق دیتا ہے مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے وَالْاَرْضِ اور زمین سے قُلْ آپ کہہ دیں اللّٰهُ اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے وَاِنَّآ اور ہم اَوْ اِيَّاكُمْ یا تم لَعَلٰى هُدًى البتہ ہدایت پر ہیں اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یا کھلی گمراہی میں قُلْ آپ کہہ دیں لَّا تُسْئَلُوْنَ تم سے نہیں پوچھا جائے گا عَمَّآ اَجْرَمْنَا ان چیزوں کے

بارے میں جو جرم ہم نے کیے ہیں وَلَا نُسْئَلُ اور نہ ہم سوال کیے جائیں گے عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ان چیزوں کے بارے میں جو عمل تم کرتے ہو قُلْ آپ کہہ دیں یَجْمَعُ بَیْنَنَا جمع کرے گا ہم سب کو رَبُّنَا ہمارا رب ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا پھر فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ اور وہ فیصلہ کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے قُلْ آپ کہہ دیں اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ مجھے دکھاؤ وہ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ جن کو تم نے ملایا ہے اس کے ساتھ شُرَكَآءَ شریک بنا کر كَلَّا ہرگز نہیں بَلْ هُوَ اللّٰهُ بلکہ وہ اللہ ہی ہے الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ غالب حکمت والا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ مگر تمام انسانوں کے لیے بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر لوگ لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ کب پورا ہوگا یہ وعدہ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے قُلْ آپ کہہ دیں لَّكُمْ مِّیْعَادُ تمہارے لیے ایک میعاد ہے یَوْمٍ ایسے دن کی لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ نہیں تم پیچھے ہو سکو گے اس سے سَاعَةً ایک گھڑی وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے بڑھو گے وَقَالَ الَّذِیْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْا جو کافر ہیں لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن پر وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ اور نہ ان کتابوں پر جو ان سے پہلے آئی ہیں وَلَوْ تَرٰى اور اگر آپ دیکھیں اِذِ الظّٰلِمُوْنَ جس

وقت کہ ظالم مَوْقُوْفُوْنَ کھڑے کیے جائیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے ہاں یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ لوٹائیں گے بعض ان کے بعض کی طرف الْقَوْلَ بات کو یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کہیں گے وہ لوگ اسْتُضْعِفُوْا جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِیْنَ ان لوگوں کو اسْتَكْبَرُوْا جنھوں نے تکبر کیا لَوْلَآ اَنْتُمْ اگر نہ ہوتے تم لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ البتہ ہم مومن ہوتے۔

دنیاوی زندگی میں رزق کی اہمیت :

دنیا کی زندگی میں رزق کا مسئلہ بھی بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جان دار مخلوق کو رزق کا محتاج بنایا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی کھانے پینے سے مستغنی نہیں تھے۔ کافر کہتے تھے مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ [فرقان:۷] ''کیا ہے اس رسول کو یہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں سودا سلف خریدنے کے لیے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ [انبیاء:۸] ''اور نہیں بنایا ہم نے ان (رسولوں) کے ایسے اجسام کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔'' تو جان دار مخلوق کے لیے رزق کا مسئلہ بہت اہم ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا ''قریب ہے کہ غربت کفر تک پہنچا دے۔'' کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ فقر و غربت کفر کے زمانے تک پہنچا دے گی، کافر بنا دے گی۔ یہ روٹی، کپڑا، مکان کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اسلام نے جتنے معقول طریقے سے حل کیا ہے دنیا کے کسی ازم اور قانون میں نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ جو قرآن سنت

اور فقہ اسلامی میں ہے اس پر عمل نہیں ہے۔ اگر ان پر عمل ہو تو رزق کا کوئی محتاج نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلۡ آپ کہہ دیں مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ تمہیں رزق کون دیتا ہے مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے۔ آسمانوں سے رزق کا مطلب یہ ہے کہ اوپر سے بارش ہوتی ہے جس سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ سورج کی کرنوں سے فصلیں بڑھتی اور پکتی ہیں۔ چاند کی چاندنی کا بھی اثر ہے، ہوا کا بھی اثر ہے، ستاروں کی مدہم روشنی کا بھی فصلوں پر اثر ہے۔ یہ سارا اوپر کا نظام کس نے بنایا ہے؟ وَالۡاَرۡضِ اور زمین سے۔ زمین میں روئیدگی کی طاقت کس نے رکھی ہے؟ دانے کو محفوظ رکھ کر کون اگاتا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کچھ بھی نہ ہو بیج کو کیڑے کھا جائیں۔ بتاؤ یہ رزق دینے والا کون ہے؟ اگر یہ گونگے ہوں تو قُلۡ آپ کہہ دیں اللّٰہُ صرف اللہ ہی دیتا ہے۔ سورج اس کے قبضے میں، چاند اس کے قبضے میں، بارش برسانا اس کا کام، ہوا چلانا اس کا کام، رزق دینا اس کا کام، خالق وہ، رازق وہ، مالک وہ، عالم الغیب والشہادہ وہ۔ تم رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو ذرا سوچو تو سہی۔ دو فریق ہیں۔ ایک تم ہو اور ایک ہم ہیں۔ ایک طرف ہدایت ہے ایک طرف گمراہی ہے۔ سوچ لو ہدایت پر کون ہے؟ اور گمراہی پر کون ہے؟

فرمایا وَاِنَّاۤ اَوۡ اِیَّاکُمۡ بے شک ہم یا تم لَعَلٰی هُدًی البتہ ہدایت پر ہیں اَوۡ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ یا کھلی گمراہی میں کون ہے؟ ایک فریق ہم ہیں اور دوسرا فریق تم ہو، ایک نظریہ ہمارا ہے اور ایک نظریہ تمہارا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے؟ تم نے لات، منات، عزیٰ کو مشکل کشا، حاجت روا بنا رکھا ہے اور ان کے علاوہ کتنے الٰہ تم نے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ فیصلہ تم خود کرو حق پر کون ہے؟ باطل پر کون ہے؟ ہدایت کس کے پاس ہے اور گمراہی کس کے پاس ہے؟ قُلۡ آپ کہہ دیں لَّا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّاۤ اَجۡرَمۡنَا تم

سے نہیں پوچھا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو ہم نے جرم کیا۔ ہمارے گناہوں کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور ہم سے سوال نہیں ہوگا اس چیز کے بارے میں جو تم کرتے ہو۔ تمہارے عقائد تمہارے ساتھ اور ہمارے عقائد ہمارے ساتھ، تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ ہم تمہیں حقیقت بتلاتے ہیں تمہاری راہنمائی کرتے ہیں اس پر چلنا تمہارا کام ہے۔ قُلْ آپ کہہ دیں يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا جمع کرے گا ہمیں ہمارا رب ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا پھر کھول دے گا ہمارے درمیان جو حقیقت اور راز ہے۔ عقائد، اعمال، اخلاق سب کھول دے گا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گا۔

دنیا میں تو ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی سچا ہوتے ہوئے بھی سچائی کو ثابت نہیں کر سکتا یا ظالم اس کی سچائی کو سنتا نہیں ہے اور وہ مجرم بن جاتا ہے۔ دنیا کی عدالتیں غلط فیصلہ کر دیتی ہیں کہ وہ غیب نہیں جانتیں۔ دیانت دار جج نے بھی فیصلہ بیانات پر کرنا ہے، گواہوں کی گواہی پر کرنا ہے۔ اور قیامت والے دن اس ذات کے سامنے پیش ہونا ہے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے وہ رازوں اور بھیدوں کو جانتا ہے وہاں کون داؤ لگائے گا اور کس کو لگائے گا؟ وہاں اللہ تعالیٰ حقیقت کھول دے گا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَهُوَ الْفَتَّاحُ اور وہ حقیقت کھولنے والا ہے الْعَلِيْمُ جاننے والا ہے۔ قُلْ آپ کہہ دیں۔ ان سے پوچھیں اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ مجھے دکھاؤ وہ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ جن کو تم نے ملایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنا کر۔ مجھے بتلاؤ وہ کون ہیں اور انہوں نے کیا کیا ہے؟ پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ نہ تو زمین اور آسمانوں میں کسی کی شراکت ہے اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔ دکھاؤ وہ کون ہیں جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملایا ہے؟ كَلَّا ہرگز نہیں کوئی

رب تعالیٰ کا شریک نہیں ہے بَلْ هُوَ اللّٰهُ بلکہ وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے آسمانوں کا خالق بھی، زمین کا خالق بھی، رزق دینے والا بھی، بیمار کرنے والا بھی، صحت دینے والا بھی، بادشاہ بنانے والا بھی، گدا بنانے والا بھی الْعَزِيْزُ غالب ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے۔ وہ اتنا غالب ہے کہ ایک لمحے میں سب کچھ تباہ کر دے۔ اس کی حکمت کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ یہاں تک توحید کا مسئلہ بیان ہوا اور آگے رسالت کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔ کیونکہ اہم مسئلے توحید، رسالت اور قیامت ہیں۔

آنحضرت ﷺ تمام مخلوق کے لیے پیغمبر ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اے نبی کریم! نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ مگر تمام لوگوں کے لیے بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ یہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور سورت فرقان آیت نمبر ایک میں ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا "برکت والی ہے وہ ذات جس نے اتارا ہے فرقان اپنے بندے پر تاکہ ہو جائے وہ تمام جہانوں کو ڈرانے والا۔ اس میں انسان بھی آ گئے، جنات بھی آ گئے۔ حدیث پاک میں ہے بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ "میں بھیجا گیا ہوں کالے، سرخ سب جنوں اور انسانوں کی طرف۔ تو آنحضرت ﷺ تمام مخلوق کے لیے پیغمبر ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ ﷺ کی رسالت اور قیامت کو مان لے اس کو رب تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوش خبری سنا دیں۔ اور جو کفر و شرک پر ڈٹا اور اڑا رہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر کمربستہ رہے، حق کو قبول نہ کرے اس کو رب کے عذاب سے ڈرا دے جو دنیا میں بھی آتا رہتا ہے اور آخرت میں تو ہونا ہی ہے۔ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ

النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے آپ ﷺ کے نبی ہونے کو، بشیر نذیر ہونے کو۔ کافر تو دور کی بات ہے آج جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں وہ بھی دین کی بہت ساری چیزوں سے غافل ہیں۔ میری معلومات کے مطابق بعض علاقے ایسے ہیں کہ جہاں جنازے کے بغیر ہی دفن کر دیتے ہیں۔ بعض کو پہلا کلمہ نہیں آتا، نماز نہیں آتی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان سمجھو کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے پھر آگے ان کے فیض یافتہ علمائے دیوبند، سہارن پور، دہلی، رام پور، پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش کے علماء نے اصلی دین کی آبیاری کی، لوگوں کو حق بتایا اور سنایا۔ ایسا دین تمہیں کسی اور جگہ نظر نہیں آئے گا۔

بوسنیا کے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بس عورت کا نام فاطمہ ہے اور بندے کا نام عبداللہ ہے اس کے علاوہ کسی شے کا کچھ پتا نہیں ہے اور یہی حال دوسرے ملکوں کا ہے۔ اور یہاں الحمد للہ فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات بھی لوگ جانتے ہیں۔ یہ سب ان بزرگوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اگر ان بزرگوں کی محنتیں نہ ہوتیں تو نہ جانے ہم کیا ہوتے۔

قیامت کا ذکر :

رسالت کے بعد آگے قیامت کا مسئلہ ہے۔ مشرکین مکہ بڑے زور شور کے ساتھ قیامت کا انکار کرتے تھے۔ کہتے تھے مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیۡمٌ [سورہ یٰسین] ''ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟'' کبھی کہتے اِنۡ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ [انعام:۲۹] ''نہیں ہے مگر صرف ہماری دنیا کی زندگی اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' کبھی کہتے ءَ اِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجۡعٌ بَعِیۡدٌ [ق:۳] ''کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا تو بہت بعید

ہے۔'' اور اس مقام پر ہے وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر ہو تم سچے۔ یہ قیامت کب آئے گی بتاؤ؟ دیکھو! وقت معلوم نہ ہونے سے حقیقت کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً سب جانتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہے مگر موت کے وقت کا کسی کو علم نہیں ہے تو کیا اس سے ہم انکار کر سکتے ہیں کہ ہم نے مرنا نہیں ہے۔ تو مدت کا علم نہ ہونے سے کوئی موت کا انکار تو نہیں کر سکتا۔ اسی طرح سمجھو کہ قیامت کے وقت کا ہمیں علم نہیں ہے کہ کب آئے گی لیکن آئے گی ضرور۔ وقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ تمہارے لیے میعاد ہے ایسے دن کی لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً کہ تم مؤخر نہیں ہو گے اس میعاد سے ایک گھڑی بھی وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہو سکو گے۔ شخصی قیامت ہر ایک کی موت ہے وہ نہیں ٹلتی۔ کیا مجال ہے کہ ایک منٹ آگے پیچھے ہو جائے یا فرشتہ بھول جائے کہ کس کی جان نکالنی ہے۔ حاشا وکلا وہ ایسا مضبوط نظام ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ دنیا کے نظاموں میں کمی بیشی ہو جاتی ہے اور انسانوں کو غلطی لگ جاتی ہے۔ پرسوں کے اخبار میں میں نے پڑھا کہ ڈاکٹر نے ایک عورت کا آپریشن کیا تو تولیا اس کے پیٹ میں رہ گیا اور پیٹ کو سی دیا۔ ڈاکٹروں کی بدحواسی پھر دوبارہ پیٹ کھول کر تولیا نکالا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نظام میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ عالم کی قیامت تو جب آئے گی آئے گی شخصی قیامت تو سر پر کھڑی ہے مَنْ مَاتَ قَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے، دوزخ بھی سامنے، فرشتے بھی نظر آئیں گے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ ہم ہرگز نہیں

ایمان لائیں گے اس قرآن پر وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ اور نہ ان کتابوں پر جو ان سے پہلے آئی ہیں۔ تورات، زبور، انجیل اور دیگر آسمانی صحیفے، ہم کسی کو نہیں مانتے۔ اب اس ضد کا کیا علاج ہے؟

رب تعالیٰ فرماتے ہیں اے مخاطب! آج تو یہ کہہ رہے ہیں وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ اور اگر آپ دیکھیں جس وقت یہ ظالم مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے۔ رب تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق فیصلے کے لیے جلوہ افروز ہوں گے اس وقت کیا بنے گا؟ آنے والے جملے اچھی طرح یاد کرلیں بھولنا نہیں ہے کہ یَرْجِعُ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضِ نِ الْقَوْلَ لوٹائیں گے ان کے بعض بعض کی طرف بات کو یعنی بعض بعض کی تردید کریں گے۔ مرید پیروں کی، شاگرد استادوں کی، ووٹ دینے والے ووٹ لینے والوں کی یعنی چھوٹے بڑوں کی تردید کریں گے بات کو یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ شاگرد استاد کے مقابلے میں کمزور ہوتا ہے، مرید پیر کے مقابلے میں کچھ نہیں ہوتا، ووٹ دینے والے کمزور ہوتے ہیں جن کو دھکے دے کر لے جاتے ہیں۔ کن کو کہیں گے؟ لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا ان لوگوں سے کہیں گے جو متکبر تھے، طاقت ور تھے او ظالمو! لَوْلَآ اَنْتُمْ اگر تم نہ ہوتے لَکُنَّا مُؤْمِنِیْنَ البتہ ہم ایمان لے آتے۔ ہم ایمان دار ہوتے اے غلط کار استادو، پیرو! ہمارے ممبرو! تم نے ہمارا بیڑا غرق کیا۔ تم ہمارے ایمان میں رکاوٹ تھے۔ کل کے درس میں ان شاء اللہ ان کا جواب آئے گا۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ؗ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

قَالَ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ اسْتَكْبَرُوْا جنہوں نے تکبر کیا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا ان کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ کیا ہم نے روکا تھا تم کو عَنِ الْهُدٰى ہدایت سے بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ بلکہ تم خود مجرم ہو وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا اور کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کو اسْتَكْبَرُوْا جنہوں نے تکبر کیا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ بلکہ رات کی تدبیر وَالنَّهَارِ

اور دن کی تدبیر اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ جس وقت تم حکم دیتے تھے ہمیں اَنْ نَّكْفُرَ
بِاللّٰهِ ہم انکار کریں اللہ تعالیٰ کا وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا اور بنائیں ہم اس کے
لیے شریک وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ اور مخفی رکھیں گے ندامت کو لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ
جب دیکھیں گے عذاب کو وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ اور ڈالیں گے ہم طوق فِیْٓ اَعْنَاقِ
الَّذِیْنَ ان لوگوں کی گردنوں میں كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا هَلْ یُجْزَوْنَ
نہیں بدلہ دیئے جائیں گے اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ مگر اس چیز کا جو کچھ وہ
کرتے رہے وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں مِّنْ
نَّذِیْرٍ کوئی ڈرانے والا اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ مگر کہا اس کے آسودہ حال لوگوں
نے اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ بے شک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو
كٰفِرُوْنَ منکر ہیں وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا ہم زیادہ
ہیں مال میں وَّاَوْلَادًا اور اولاد میں وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ اور نہیں ہم سزا
دیئے جائیں گے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ رَبِّیْ بے شک میرا رب یَبْسُطُ
الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ یَّشَآءُ جس کے لیے چاہتا ہے وَیَقْدِرُ
اور تنگ کرتا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر لوگ لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں
جانتے وَمَآ اَمْوَالُكُمْ اور نہیں ہیں تمہارے مال وَلَآ اَوْلَادُكُمْ اور نہ
تمہاری اولاد بِالَّتِیْ ایسی تُقَرِّبُكُمْ تمہیں قریب کردیں عِنْدَنَا ہمارے
ہاں زُلْفٰٓی رتبے اور درجے میں اِلَّا مَنْ اٰمَنَ مگر وہ شخص جو ایمان لایا وَ

عَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیے اچھے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ پس یہی لوگ ہیں ان کے لیے جَزَآءُ الضِّعْفِ بدلہ ہوگا دگنا بِمَا عَمِلُوْا بوجہ اس کے جو انہوں نے عمل کیا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اور وہ بالاخانوں میں اٰمِنُوْنَ امن کے ساتھ رہیں گے۔

تفسیر آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ ظالم لوگ، مجرم لوگ جرم کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالیں گے۔ انسان کا مزاج ہے کہ کام بگڑ جائے تو دوسرے کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ اور اگر سنور جائے تو سہرا اپنے سر رکھتا ہے۔ مجرم لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے بھی اس چیز کا مظاہرہ کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ نوک جھوک ہوگی کمزور لوگ بڑوں کو کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو البتہ ہم مومن ہوتے۔ اور متکبرین کہیں گے کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا ہدایت کے آجانے کے بعد؟ بلکہ تم خود مجرم تھے۔ ہمارے اوپر کیوں ڈالتے ہو؟

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا کہیں گے وہ لوگ جو متکبر اور وڈیرے تھے لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا ان کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ کیا ہم نے تم کو روکا تھا عَنِ الْهُدٰى ہدایت سے بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بعد اس کے کہ وہ ہدایت تمہارے پاس آچکی تھی بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ بلکہ تم خود مجرم ہو۔ ہمارے اوپر بوجھ ڈالتے ہو وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا اور کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا ان کو جو متکبر تھے بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ بلکہ رات دن کے فریب میں تم ہی ہمیں گمراہ کرتے تھے۔ ہمیں بلا کر میٹنگیں کرتے تھے اور طرح طرح کے ہمیں سبق پڑھاتے تھے اور آج کہتے ہو کہ ہم نے نہیں روکا اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ جس وقت تم ہمیں حکم

دیتے تھے کہ ہم انکار کریں اللہ تعالیٰ کا۔ رب تعالیٰ کے احکام نہ مانو آج تم بری الذمہ ہونا چاہتے ہو۔ آج بھی یہی حال ہے کمزور کو دھکے پڑتے ہیں اگر ان وڈیروں کے بلانے پر نہ آئیں تو بے عزتی کرتے ہیں تنگ کرتے ہیں۔ میں نے آج تک کسی کو ووٹ نہیں دیا۔ میری گلی کی نالی دیکھ لو بند پڑی ہے، گندہ پانی کھڑا ہے تین ماہ سے چلا رہا ہوں کوئی شنوائی نہیں ہے۔ ان کی جو آدمی بات نہ مانے اس کا یہ حال کرتے ہیں۔ تو کمزور کہیں گے تمہاری دن رات کی تدبیریں، اجتماع، جلسے، جس وقت تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم کفر کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا اور بنائیں ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک۔

چنانچہ سورہ ص میں وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ''اور تعجب کیا انہوں نے اس بات پر کہ آیا ان کے پاس ایک ڈرسنانے والا انہی میں سے وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ اور کہا کافروں نے هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کیا کر دیا ہے اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ بے شک یہ ایک عجیب چیز ہے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ ان میں سے ایک جماعت چلی (گلی محلوں میں اور کہنے لگے) اَنِ امْشُوْا چلو وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر۔'' یہ ان وڈیروں نے کہا کہ گلی محلوں میں جاؤ اور جا کر کہو کہ اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑنا۔ تو چھوٹے کہیں گے بڑوں کو کہ او ظالمو! آج تم کیسے کہتے ہو کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہمیں گمراہ کرنے کی سارے کرتوت تمہارے تھے۔

تو اس وقت یہ اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ اور مخفی رکھیں گے ندامت کو دونوں گروہ چھوٹے بھی اور بڑے بھی، کمزور بھی اور طاقت ور بھی لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ جس وقت دیکھیں گے عذاب کو۔ میدان

محشر میں جنت بھی نظر آئے گی اور دوزخ بھی نظر آئے گی وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ’’اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ [شعراء ۹۱-۹۰] ’’اور ظاہر کردیا جائے گا دوزخ کو گمراہوں کے لیے۔‘‘ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ۔ اَغْلَال غُلّ کی جمع ہے بمعنی طوق۔ معنی ہوگا اور ڈالیں گے ہم طوق فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اَعْنَاق جمع ہے عُنُقٌ کی۔ ان لوگوں کی گردنوں میں جو کافر ہیں۔

سورہ یٰسین میں ہے اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ پس وہ طوق ٹھوڑیوں تک ہیں پس ان کے سر اوپر کو اٹھ رہے ہیں۔‘‘ طوق اس انداز کے ہوں گے کہ گردن جھکا نہیں سکیں گے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو پکڑو۔ ٹانگیں اوپر ہوں مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖ [سورۃ ملک] ’’اوندھے منہ سر نیچے۔‘‘ سر کے بل چلیں گے جیسے آج لوگ پاؤں پر چلتے ہیں۔ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ نہیں بدلہ دیے جائیں گے مگر اس چیز کا جو وہ کرتے رہے۔

آگے اللہ تبارک وتعالیٰ آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں سے پریشان نہ ہوں کہ یہ آپ کو جادوگر کہتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ، کذاب کہتے ہیں، مجنون کہتے ہیں، مفتری کہتے ہیں، آپ ﷺ صبر کریں۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا رب تعالیٰ کے عذاب سے اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ مگر کہا اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ بے شک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں ہم نہیں مانتے توحید کو، رسالت کو، قیامت کو، کتابوں کو۔ آپ ﷺ کو تسلی دی کہ اگر آج یہ نہیں مان رہے تو کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی منکر ہوتے رہے ہیں۔

انکارتوحیداورابتدائے شرک :

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک منکر رہیں گے۔حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ہزار سال تھی۔ان کے ایک ہزار سال بعد حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے۔حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے پہلے اور گناہ تو تھے مگر کفر وشرک نہیں تھا۔جس طرح توحید کا انکار حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے چلا آرہا ہے نبی کی بشریت کا انکار بھی اسی وقت سے چلا آرہا ہے۔ وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ہم زیادہ ہیں مال میں اور اولاد میں وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ اور نہیں ہم سزا دیئے جائیں گے۔تم ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہمیں کوئی عذاب نہیں ملے گا۔

ان کی منطق یہ تھی کہ اگر رب ہم سے ناراض ہوتا تو ہمیں، مال اور اولاد کیوں دیتا؟ دشمن کبھی دشمن کو نوازا نہیں کرتا۔ہمیں مال اور اولاد دینے کا مطلب ہے کہ وہ ہم پر راضی ہے۔الٹا مسلمانوں کو کہتے تھے کہ تم پر رب ناراض ہے کہ تم بھوکے ہو تمہیں کپڑے میسر نہیں، رہنے کے لیے ہمارے جیسے مکان نہیں، اولاد تمہاری تھوڑی ہے، تکالیف میں مبتلا ہو رب تم سے ناراض ہے ہم پر راضی ہے ہمیں کس طرح سزائیں دی جائیں گی؟ قُلْ آپ ان کو کہہ دیں اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے نہیں سمجھتے کہ رزق کی تنگی اور فراخی کا تعلق رب تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کے ساتھ نہیں ہے۔یہ نظام الگ ہے۔دنیا کے مال کی رب تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے۔

رب تعالیٰ کے ہاں دنیا کی قدر و قیمت :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی قدر اگر جناح بعوضۃ مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ ملتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضی کا معیار مال ہوتا تو سب سے زیادہ دولت پیغمبروں کو دی جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں پیغمبروں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں موسیٰ علیہ السلام کا تیسرا نمبر ہے مگر وہ بکریاں چرا کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات میں اول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ اَرْعٰی لِاَھْلِ مَکَّۃَ عَلٰی قَرَارِیْطَ "میں ٹکے ٹکے پر مکہ والوں کی بکریاں چراتا رہا ہوں۔"

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھاپے میں بھی تیشہ آری چلا کر اپنے رزق کا انتظام کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے سے زرہ تیار کرتے تھے اور روزی کماتے تھے تو اگر دولت معیار ہوتی تو سب سے زیادہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملتی۔ حالانکہ بارہا یہ بات سن چکے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر دو دو ماہ چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ فرمایا تمہارا یہ قیاس غلط ہے سن لو وَمَآ اَمْوَالُکُمْ اور نہیں ہیں تمہارے مال وَلَآ اَوْلَادُکُمْ اور نہ تمہاری اولاد بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰی ایسی ہیں کہ تمہیں قریب کر دیں ہمارے ہاں رتبے اور درجے میں۔ محض مال و دولت پر گھمنڈ نہ کرو یہ اچھے لوگوں کو بھی ملتی ہے اور بروں کو بھی ملتی ہے۔ قارون جیسے باغی کو، فرعون جیسے سرکش کو، ہامان جیسے بے ایمان کو رب تعالیٰ نے بہت کچھ دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کفن :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں پیغمبروں کے بعد اول نمبر کی شخصیت ہیں مگر مرتے وقت کفن کے لیے پریشان ہیں کہ کیا بنے گا؟ عربی لوگ اس وقت عموماً کرتہ نہیں پہنتے تھے دو چادریں ہوتی تھیں ایک چادر اوپر اور ایک چادر نیچے ہوتی تھی۔ فرمایا بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ میری چادریں دھو لینا اور انہی میں مجھے کفنا دینا۔ انہوں نے کہا ابا جی! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اگر ایسی صورت ہوئی تو ہم نیا کفن پہنا دیں گے۔ فرمایا نہیں میرے گھر میں طاقت نہیں اور میں نہیں چاہتا کہ مرتے وقت بیت المال پر بوجھ ڈالوں۔ بخاری شریف کی روایت ہے فرمایا میرے ساتھ وعدہ کرو۔ چنانچہ وہی دو چادریں دھوئی گئیں اور ایک مزید لی گئی اور اس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دفنایا گیا۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس مال زیادہ ہو گیا اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور جس بے چارے کے پاس کچھ نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ یہ کافروں والا قیاس اور ذہن ہے۔

تو فرمایا محض مال اور اولاد ہمارے قریب نہیں کر سکتے اِلَّا مَنْ اٰمَنَ مگر وہ جو ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا۔ وہ ہمارے ہاں درجے میں قریب ہے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ پس یہی لوگ ہیں ان کے لیے بدلہ ہوگا دگنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا [انعام:۱۶۱] ''جو کوئی نیکی کرے گا اسے دس گنا بدلہ ملے گا'' اور فی سبیل اللہ کی مد میں جو نیکی کرے گا اس کا بدلہ سات سو گنا تک ہے یا جس قدر اللہ تعالیٰ عطا کر دے تاہم ہر نیکی کا بدلہ دگنا تو ضرور ہے بِمَا عَمِلُوْا بہ وجہ اس کے جو انہوں نے عمل کیا ہے وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ اور وہ

بالاخانوں میں امن کے ساتھ رہیں گے۔ وہاں انہیں کوئی غم اور پریشانی نہیں ہوگی۔ نہ کسی محنت اور مشقت کی ضرورت اور نہ نعمت کے چھن جانے کا کوئی خطرہ ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يَسْعَوْنَ جو کوشش کرتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِيْنَ ان کو عاجز کرنے کے لیے اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ یہ لوگ عذاب میں مُحْضَرُوْنَ حاضر کیے جائیں گے قُلْ کہہ دیں

اِنَّ رَبِّیۡ بے شک میرا رب یَبۡسُطُ کشادہ کرتا ہے الرِّزۡقَ رزق لِمَنۡ یَّشَآءُ جس کے لیے چاہے مِنۡ عِبَادِہٖ اپنے بندوں میں سے وَیَقۡدِرُ لَہٗ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہے وَمَآ اور وہ چیز اَنۡفَقۡتُمۡ جو تم خرچ کرتے ہو مِّنۡ شَیۡءٍ کوئی بھی چیز فَھُوَ یُخۡلِفُہٗ پس وہ اس کا عوض دے گا وَھُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے وَیَوۡمَ یَحۡشُرُھُمۡ اور جس دن وہ جمع کرے گا جَمِیۡعًا سب کو ثُمَّ یَقُوۡلُ پھر فرمائے گا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ فرشتوں سے اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے قَالُوۡا فرشتے کہیں گے سُبۡحٰنَکَ آپ کی ذات پاک ہے اَنۡتَ وَلِیُّنَا آپ ہمارے کارساز ہیں مِنۡ دُوۡنِھِمۡ ان کے سوا بَلۡ کَانُوۡا بلکہ تھے یہ یَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ عبادت کرتے جنوں کی اَکۡثَرُھُمۡ بِھِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ان میں سے اکثر ان پر اعتقاد رکھتے تھے فَالۡیَوۡمَ پس آج کے دن لَا یَمۡلِکُ بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ نہیں مالک ہوگا تم میں سے بعض بعض کے لیے نَّفۡعًا وَّلَا ضَرًّا نفع کا نہ ضرر کا وَنَقُوۡلُ اور ہم کہیں گے لِلَّذِیۡنَ ان لوگوں کو ظَلَمُوۡا جنہوں نے ظلم کیا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ چکھو آگ کا عذاب الَّتِیۡ وہ آگ کُنۡتُمۡ بِھَا تُکَذِّبُوۡنَ جس کو تم جھٹلاتے تھے وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡھِمۡ اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں ان پر اٰیٰتُنَا ہماری آیتیں بَیِّنٰتٍ واضح قَالُوۡا کہتے ہیں مَا ھٰذَآ نہیں ہے یہ پیغمبر اِلَّا رَجُلٌ مگر

ایک مرد یُّرِیۡدُ جو ارادہ کرتا ہے اَنۡ یَّصُدَّکُمۡ کہ روک دے تم کو عَمَّا ان چیزوں سے کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُکُمۡ جن کی عبادت کرتے تھے تمھارے باپ دادا وَقَالُوۡا اور کہا انھوں نے مَا ھٰذَآ نہیں ہے یہ قرآن اِلَّآ اِفۡکٌ مُّفۡتَرًی مگر جھوٹ گھڑا ہوا وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا لِلۡحَقِّ حق کو لَمَّا جَآءَھُمۡ جب حق ان کے پاس آ گیا اِنۡ ھٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ مگر جادو کھلا وَمَآ اٰتَیۡنٰھُمۡ مِّنۡ کُتُبٍ اور نہیں دیں ہم نے ان کو کتابیں یَّدۡرُسُوۡنَھَا جن کو وہ پڑھتے ہوں وَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡھِمۡ اور نہیں بھیجا ہم نے ان کی طرف قَبۡلَکَ آپ سے پہلے مِنۡ نَّذِیۡرٍ کوئی ڈرانے والا وَکَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ اور جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے وَمَا بَلَغُوۡا اور یہ نہیں پہنچے مِعۡشَارَ مَآ اٰتَیۡنٰھُمۡ اس کے دسویں حصے کو جو ہم نے ان کو دیا فَکَذَّبُوۡا رُسُلِیۡ پس انھوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ پھر کیسے تھا میرا انکار کرنا۔

تفسیر آیات :

کل کی آیات میں تم نے پڑھا کہ مَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا "جو ایمان لایا اور عمل کیے اچھے ان کو دگنا اجر ملے گا اور بالا خانوں میں امن سے رہیں گے۔" اب ان کے مقابلے میں دوسرے لوگوں کا ذکر ہے۔

فرمایا وَالَّذِیۡنَ یَسۡعَوۡنَ فِیۡٓ اٰیٰتِنَا اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِیۡنَ ان کو عاجز کرنے کے لیے کہ ان کو ہرا دیں، گرا دیں

اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ یہ لوگ جہنم کے عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔ کل تھوڑی سی تفصیل تم نے سنی کہ آنحضرت ﷺ نے توحید وسنت کو ان کے سامنے بیان فرمایا، قیامت کا ذکر کیا تو وہ لوگ مقابلے پر اتر آئے، میٹنگیں کیں، دنوں کو اجتماع، راتوں کو اجتماع، گلیوں محلوں میں پھرے، پوری کوشش کی کہ کسی طرح اس کو ناکام کردیں۔ لوگوں نے کہا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ [سورہ ص: پ ۲۳] "اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔" اس کی بات بالکل نہیں ماننی۔

کفار مکہ کا مسلمانوں سے بائیکاٹ :

اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بخاری شریف میں روایت ہے خیف بنو کنانہ جو صفا مروہ کے نزدیک علاقہ ہے وہاں ایک بہت بڑے مکان میں اکٹھے ہوئے ایک برتن میں پانی رکھا اور کہا کہ ہر آدمی پانی میں ہاتھ ڈال کر قسم اٹھائے۔ جیسے ہمارے ہاں لوگ قسم لینے کے لیے مسجد میں لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھاؤ اور بعض جاہل قسم کے لوگ پیروں کی قبروں پر لے جاتے ہیں۔ جس کا جو عقیدہ ہے اس کے مطابق چلتے ہیں۔ تو اس زمانے میں پانی میں ہاتھ ڈبو کر قسم اٹھانے کو سخت قسم سمجھتے تھے۔ تو انہوں نے قسمیں اٹھائیں اَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ کہ مسلمانوں کے ساتھ نہ رشتہ کریں گے اور نہ ان کے ساتھ خرید وفروخت کریں گے۔

غریب مسلمان جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتے تھے۔ لائے کہ لکڑیاں لے لو تو انہوں نے کہا کہ واپس لے جاؤ ہم نے نہیں لینی۔ سودا لینے کے لیے جاتے تو سودا نہ دیتے کہ ہم نے قسمیں کھائی ہیں کہ تمہارے ساتھ کوئی معاملہ نہیں کرنا۔ مسلمانوں کے تھوڑے سے گھر تھے کافی پریشان ہوئے کہ ایک تھے پہلے ہی غریب دوسرا ان لوگوں نے بائیکاٹ کردیا۔ تو

ان لوگوں نے دین کو مٹانے کے لیے حق کو روکنے کے لیے بڑے بڑے بند باندھے۔ (انتہائی کوشش کی۔) ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کو ہرانے کی، گرانے کی، ختم کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ کافروں نے کہا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ''ہم زیادہ ہیں مال میں اور اولاد میں ہمیں سزا نہیں دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَیَقْدِرُ لَہٗ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ رزق کا ملنا قبولیت کی دلیل نہیں ہے۔کل کے سبق میں تم سن چکے ہو کہ رزق اور مال کا ہونا مقبولیت کی دلیل ہوتا تو انبیاء کرام علیہم السلام کو سب سے زیادہ ملتا۔ اور فرعون، ہامان، قارون جیسے باغیوں کو کچھ نہ ملتا۔ لہٰذا رب تعالیٰ کی رضا کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے، عمل صالح کے ساتھ ہے۔ ہاں اگر مومن آدمی کو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ حلال طریقے سے مال بھی ملے اور اولاد بھی تو یہ نور علی نور ہے۔ اور یہ حدیث سن چکے ہو کہ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ ''کیا اچھا مال ہے نیک بندے کے لیے مومن بندے کے لیے۔'' محض مال اور اولاد سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔ یہ تم نے غلط تصور قائم کیا ہے۔ پھر جو مومن ہیں اور ان کے پاس مال بھی ہے اور وہ مال خرچ کرتے ہیں وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ اور وہ چیز جو تم خرچ کرتے ہو کچھ بھی فَھُوَ یُخْلِفُہٗ پس وہ اس کا عوض دے گا، ثواب دے گا۔ بیوی کا خرچہ خاوند کے ذمہ فرض ہے اگر کوئی بیوی کا خرچہ نہیں اٹھاتا تو وہ فرض کا تارک ہوگا اور گناہ گار ہوگا۔ اور اگر خرچہ دیتا ہے تو فرض بھی ادا ہوگا اور ثواب بھی ملے گا۔ اسی طرح بچوں کا

خرچہ بھی والد کے ذمہ اور ان کے سرپرست کے ذمہ واجب ہے۔ اگر کوئی کوتاہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں گرفت ہوگی۔ ادا کرے گا تو ثواب ملے گا کہ رب کا حکم مانا ہے۔ یہ ایسے ہی سمجھو کہ نمازوں کا پڑھنا، روزوں کا رکھنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، حج کرنا، بندوں پر فرض بھی ہے شرائط کے ساتھ اور ثواب بھی ملے گا وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ رازقین جمع کا صیغہ ہے۔ بہت سارے لوگ ہیں ان کو مجازی طور پر دینے والا کہا جاتا ہے۔ آقا بھی اپنے غلام کو کھلاتا ہے مگر وہ رزق پیدا تو نہیں کر سکتا پیدا کرنا تو رب تعالیٰ کا کام ہے۔ مجازی طور پر مربی ہیں کہ کما کر دیتے ہیں لیکن رزّاق حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

فرمایا وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا اور جس دن اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا میدان محشر میں ثُمَّ يَقُوْلُ پھر فرمائے گا لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ کیا یہ تمھاری عبادت کرتے تھے۔ آج بھی تم نے بعض مشرکوں اور عاملوں کے تعویذوں پر لکھا ہوا دیکھا ہوگا یا جبرائیل یا میکائیل یا عزرائیل یا اسرافیل۔ یہ شرک ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے چاہے وہ فرشتے ہوں یا پیغمبر ہوں یا کوئی اور ہو۔ اسی طرح عرب کے کچھ لوگ اور دوسرے ملکوں کے کچھ لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں سمجھتے تھے وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ ''اور وہ بناتے ہیں اللہ کے لیے بیٹیاں۔'' پھر ان کی عبادت کرتے تھے ان کو پکارتے تھے یا جبرئیل اَغِثْنِيْ یا میکائیل اغثنی یا اسرافیل اغثنی یا عزرائیل اغثنی ''اے جبرائیل میری مدد کر، اے میکائیل میری مدد کر، اے اسرافیل میری مدد کر، اے عزرائیل میری مدد کر۔'' تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا یہ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ قَالُوْا فرشتے کہیں گے سُبْحٰنَكَ آپ کی ذات

پاک ہے اَنْتَ وَلِیُّنَا آپ ہمارے آقا ہیں، کارساز ہیں مِنْ دُوْنِهِمْ ان کے سوا۔ ان کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے۔ سورہ جن میں مذکور ہے وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ ''اور یہ بات بھی ہے کہ کچھ مرد انسانوں میں سے پناہ پکڑتے تھے جنوں میں سے کچھ مردوں کی۔'' سفر پر ہوتے تو کہتے اے اس علاقے کے جنات کے سردار میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں اپنی رعیت سے کہہ دے کہ مجھے گزرنے دیں کچھ نہ کہیں۔ اس سے جنات کی سرکشی بڑھ گئی کہ ہمارا ان پر رعب ہے۔ تو یہ جنات کی پوجا کرتے تھے اور ان کے کہنے پر ہماری پوجا کرتے تھے ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ان میں سے اکثر ان پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اے پروردگار! آپ کی ذات پاک ہے آپ کا کوئی شریک نہیں ہے ہم بالکل بری ہیں۔

ایسا ہی سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگا۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [مائدہ:۱۱۶] ''اے عیسیٰ علیہ السلام کیا آپ نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری والدہ مریم کو الٰہ بنالو اللہ تعالیٰ سے نیچے حاجت روا بنالو قَالَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے سُبْحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے مَا يَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِیْ بِحَقٍّ نہیں ہے لائق میرے لیے کہ میں کہوں ایسی بات جس کا مجھے حق نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے پیغمبر شرک مٹانے کے لیے آئے ہیں نہ کہ شرک کرانے کے لیے کہ اپنی عبادت کرائیں۔ اُس دن شرک کرنے والوں سے فرشتے بھی بیزار ہوں گے، پیغمبر بھی بیزار ہوں گے، نیک بندے بھی بیزار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَالْيَوْمَ پس آج کے دن لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

نہیں مالک ہوگا تم میں سے بعض بعض کے لیے نَّفۡعًا وَّلَا ضَرًّا نفع کا نہ ضرر کا۔ اس دن کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکے گا وَنَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا اور ہم کہیں گے ان کو جنھوں نے ظلم کیا۔ کیا کہیں گے؟ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّتِىۡ چکھو تم اس آگ کا عذاب كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ جس کو تم جھٹلاتے تھے دنیا میں۔ کہتے تھے نہ کوئی جنت نہ کوئی دوزخ آج تمہیں آگ کے شعلے نظر آرہے ہیں کہ نہیں؟ ان میں تمھیں داخل ہونا ہے۔ اور جب پھینکیں جائیں گے تو وَهُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا [فاطر: ۳۷] ''اور وہ اس کے اندر چیخیں ماریں گے۔'' آج تھوڑی سی تکلیف آئے تو چیخ نکل جاتی ہے وہ تو دوزخ کی آگ اور عذاب ہوگا اور صرف آگ ہی نہیں وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ [حج: ۲۱] ''اور ان کے لیے ہتھوڑے ہوں گے لوہے کے۔'' فرشتوں کے ہاتھوں میں جو ان کے سروں پر لگا کر لگائیں گے، سانپ ہوں گے اللہ تعالیٰ کی پناہ! آج اگر معمولی سا سانپ نظر آجائے نا تو دوڑ لگ جاتی ہے۔ اور وہاں ایسے مجرم بھی ہوں گے کہ قبر میں ان پر ننانوے اژدہا مسلط ہوں گے۔ ایک اژدہا اگر دنیا میں سانس لے لے تو کوئی سبزہ باقی نہ رہے۔ قبر سے بندہ کہاں بھاگے گا؟ دنیا والوں کو کیا معلوم کہ اس کے ساتھ قبر میں کیا ہو رہا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ قبر کے حالات تمھیں دکھا دے تو تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو۔ بخاری اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ ان کی چیخیں انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ بعض ملحد قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ قبروں میں سزا ہوتی ہے چیختے چلاتے ہیں تو قبرستان میں جانور چرتے ہیں وہ کیوں نہیں بھاگتے، درختوں پر بیٹھی ہوئی چڑیاں کیوں نہیں اڑ جاتیں۔ گویا یہ لوگ ایسے ڈھکوسلوں کے ساتھ احادیث کو رد کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی چیز عادی ہو جاتی ہے تو اس پر کوئی اثر

نہیں ہوتا۔ دیکھو! گاڑیوں کا کتنا شور ہوتا ہے مگر لائنوں کے پاس پرندے چگتے رہتے ہیں، جانور چرتے رہتے ہیں ان کو کھڑاک کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ لہٰذا صحیح احادیث کو ان ڈھکوسلوں کے ساتھ رد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب سے آسان طریقہ عذاب سے بچنے کا یہ ہے کہ عقیدہ صحیح بناؤ اور اعمال درست کرو اور زندگی خدا اور رسول کی اطاعت میں گزارو۔

فرمایا وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں بَیِّنٰتٍ صاف صاف قَالُوْا کہتے ہیں مَاهٰذَآ نہیں ہے یہ پیغمبر ﷺ اِلَّا رَجُلٌ مگر ایسا شخص یُّرِیْدُ جو ارادہ کرتا ہے اَنْ یَّصُدَّكُمْ کہ روک دے تمھیں عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ان چیزوں سے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے تھے۔ یہ تمھیں تمھارے باپ دادا کے دین سے پھیرنا چاہتا ہے وَقَالُوْا اور انھوں نے کہا مَاهٰذَآ نہیں ہے یہ قرآن اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًی مگر جھوٹ گھڑا ہوا۔ یہ قرآن اس نے خود بنالیا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلْحَقِّ حق کے بارے میں لَمَّا جَآءَهُمْ جب ان کے پاس آ گیا قرآن ان کے پاس پہنچ گیا، توحید کے مسائل پہنچ گئے انہوں نے سن لیے۔ رسالت کے دلائل ان کے پاس پہنچ گئے۔ قرآن کے متعلق انھوں نے کہا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ نہیں ہے یہ قرآن مگر کھلا جادو۔ قرآن پاک کے اثر کے منکر نہیں تھے یہ نہیں کہتے تھے کہ قرآن میں اثر نہیں ہے۔ وہ فصیح بلیغ عربی تھے اس کے اثر کو سمجھتے تھے لیکن حق کا اثر نہیں مانتے تھے جادو کا اثر مانتے تھے۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ اور ہم نے نہیں دیں ان کو

کتابیں يَدْرُسُوْنَهَا کہ جن کو یہ پڑھتے ہیں۔ان کی طرف ہم نے کتابیں نہیں اتاریں وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ اور نہیں بھیجا ہم نے ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا۔ابراہیم اور اسماعیل کے بعد اہل عرب کی طرف کوئی پیغمبر نہیں آیا۔عرب کے لوگ سینکڑوں سال توحید پر قائم رہے۔حضرتؑ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے مسلک پر چلتے رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تقریباً اڑھائی سو سال پہلے عمرو بن لُحی بن قمع بے ایمان نے بت لا کر رکھ دیئے۔اس نے شرک کی ایجاد کی۔اسی نے غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑے۔جیسے گوجرانوالہ میں گائیں پھرتی رہتی ہیں تم نے دیکھی ہوں گی۔وہ کسی کی مِلک نہیں ہیں وہ جاہل لوگوں نے پیروں کے نام پر چھوڑی ہوئی ہیں۔لوگ ان کو کچھ نہیں کہتے چاہے نقصان کریں کہ ان کو مارا تو پیر ہمیں نقصان پہنچائے گا۔تو فرمایا ہم نے ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرسنانے والا نہیں بھیجا وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔انہوں نے بھی حق کو، توحید کو، رسالت کو، قیامت کو جھٹلایا وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ۔ عُشر کہتے ہیں دسویں حصے کو اور عشیر بھی عربی میں دسویں حصے کو کہتے ہیں۔ معشار کا معنٰی بھی ہے دسواں حصہ۔تینوں ایک ہی معنٰی میں ہیں۔معنٰی ہوگا اور نہیں پہنچے یہ دسویں حصے کو جو ہم نے ان کو دیا۔پہلے کافروں کو جو مال، دولت دی، جائیداد دی یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔ پھر کیا ہوا؟ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ پس انہوں نے جھٹلایا میرے پیغمبروں کو فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پھر کیسے ہوا میرے دین کا انکار کرنا۔انکار کا مزہ انہوں نے چکھا، انکار کا وبال کیا ہوا؟ تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔

❁❁❁

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ
تَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ
يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ
اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا
يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ
عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ
قَرِيْبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ
قَرِيْبٍ ﴿٥١﴾ ۙ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ
بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ ۚ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ
مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ
بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾ ع

قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ پختہ بات ہے اَعِظُكُمْ میں تمہیں نصیحت
کرتا ہوں بِوَاحِدَةٍ ایک بات کی اَنْ تَقُوْمُوْا یہ کہ تم کھڑے ہو جاؤ لِلّٰهِ
اللہ تعالیٰ کے لیے مَثْنٰى دو دو وَفُرَادٰى اور ایک ایک ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا
پھر تم غور وفکر کرو مَا بِصَاحِبِكُمْ نہیں ہے تمہارے ساتھی میں مِّنْ جِنَّةٍ
کوئی جنون اِنْ هُوَ نہیں ہے وہ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ مگر ڈرانے والا تمہیں بَيْنَ

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ سخت عذاب سے پہلے قُلْ آپ کہہ دیں مَا سَأَلْتُكُمْ میں نہیں سوال کرتا تم سے مِّنْ اَجْرٍ کوئی معاوضہ فَهُوَ لَكُمْ پس وہ تمھارے ہی لیے ہے اِنْ اَجْرِيَ نہیں ہے میرا اجر اِلَّا عَلَى اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بے شک میرا رب پھینکتا ہے بِالْحَقِّ حق کو عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ باتوں کو قُلْ آپ کہہ دیں جَآءَ الْحَقُّ حق آ گیا ہے وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ اور نہیں ظاہر کرتا باطل کسی شے کو وَمَا يُعِيْدُ اور نہ لوٹا سکتا ہے قُلْ آپ کہہ دیں اِنْ ضَلَلْتُ اگر میں بھٹکوں گا فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ پس پختہ بات ہے میں بھٹکوں گا اپنے نفس کے لیے وَاِنِ اهْتَدَيْتُ اور اگر میں ہدایت پاؤں گا فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ پس اس لیے کہ میرا رب وحی بھیجتا ہے میری طرف اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ بے شک وہ سننے والا ہے قریب ہے وَلَوْ تَرٰٓى اور اگر آپ دیکھیں اِذْ فَزِعُوْا جس وقت یہ لوگ گھبرائیں گے فَلَا فَوْتَ پس نہیں چھٹکارا ہوگا وَاُخِذُوْا اور پکڑے جائیں گے مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ قریب کی جگہ سے وَّقَالُوْٓا اور وہ کہیں گے اٰمَنَّا بِهٖ ہم ایمان لائے ہیں اس پر وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ اور کیسے ہوگا ان کے لیے پکڑنا مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ دور کی جگہ سے وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ اور تحقیق انکار کیا انھوں نے اس کا مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَيَقْذِفُوْنَ اور وہ پھینکتے

ہیں تیر بِالْغَیْبِ بن دیکھے مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ دور کی جگہ سے وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ اور رکاوٹ ڈال دی جائے گی ان کے درمیان وَبَیْنَ مَایَشْتَھُوْنَ اور اس چیز کے درمیان جو وہ چاہتے تھے کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِھِمْ جیسا کہ کیا گیا ان جیسے لوگوں کے ساتھ مِّنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِنَّھُمْ کَانُوْا بے شک تھے وہ فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ تردد انگیز شک میں۔

کفار کا حضور ﷺ کے بارے میں شوشے چھوڑنا :

آنحضرت ﷺ نے جب ان لوگوں کو قرآن سنا کر مسئلہ توحید بیان کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے تو ان لوگوں نے مختلف قسم کے شوشے چھوڑے۔ ان میں سے ایک شوشے کا اس مقام پر ذکر ہے۔ وہ شوشہ یہ تھا کہ یہ معاذ اللہ تعالیٰ مجنون اور دیوانہ ہے کہ ساری قوم ایک طرف اور یہ ایک طرف۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ پختہ بات ہے کہ میں تمہیں وعظ ونصیحت کرتا ہوں ایک بات کی۔ توجہ کرو وہ کیا ہے؟ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ کہ تم کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھتے ہوئے مَثْنٰی دو دو وَفُرَادٰی اور ایک ایک۔ یہ فَــرْدٌ کی جمع ہے۔ ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا پھر تم غور وفکر کرو مَابِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ نہیں ہے تمہارے ساتھی میں کوئی جنون، یہ دیوانہ نہیں ہے۔ بعض دفعہ صاحبِ بصیرت اکیلا ہی رائے قائم کر سکتا ہے اور بعض دفعہ مل جل کر رائے قائم کرتے ہیں کہ مختلف آراء کے بعد نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ تو تم اس طرح کرو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ یا دو دو ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور سوچو اور

غور وفکر کرو کہ تمہارے ساتھی میں کوئی جنون نہیں ہے، کوئی دیوانوں والی بات نہیں ہے اور نہ ہی تم کوئی ایسی بات ثابت کر سکتے ہو۔

دم کرنے والا دم بخود ہو گیا :

لیکن مکہ والوں نے آپ ﷺ کے خلاف بڑے زور وشور سے پروپیگنڈہ کیا تھا کہ مکہ مکرمہ سے تقریباً چار پانچ منزل دور قبیلہ ازدشنؤہ کا ایک آدمی پاگلوں کا دم کرتا تھا اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا تھا اس کا نام ضماد تھا۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ اس کو خبر پہنچی کہ مسجد حرام کے متولیوں میں سے ایک یتیم لڑکا ہے والدہ بھی فوت ہو گئی ہے اس کا علاج کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ضماد وہاں سے انسانی ہمدردی کے تحت چلا اور مکہ مکرمہ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا۔ کہنے لگا کہ آپ نے ازدشنؤہ قبیلہ سنا ہوگا اور ضماد نامی آدمی کا نام بھی سنا ہوگا جو پاگلوں کو دم کرتا ہے اور رب تعالیٰ ان کو شفا دے دیتا ہے۔ فرمایا ہاں! سنا ہے۔ کہنے لگا وہ خادم میں ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ کو جنون ہے اور آپ کے والدین بھی وفات پا گئے ہیں اور آپ کا علاج کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اگرچہ میری کافی فیس ہے مگر میں آپ سے کچھ نہ لوں گا محض انسانی ہمدردی کے تحت تمھارا علاج کروں گا کہ آپ کعبۃ اللہ کے متولیوں کی اولاد ہیں۔ تمھارے بڑے ایسے بزرگ گزرے ہیں اس نسبت سے تمھاری مفت خدمت کروں گا لَعَلَّ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ عَلٰى يَدِيْ ” شاید اللہ تعالیٰ آپ کو میرے ہاتھ پر شفا دے دے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمھاری ہمدردی کی بڑی قدر کرتا ہوں لیکن میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاگل نہیں ہوں۔ کہنے لگا لوگ کیوں کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی زبانیں ان کے منہ میں ہیں وہ جو کہتے رہیں وہ جانیں۔ کہنے لگا آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے خطبہ مسنونہ پڑھا جو آپ لوگ ہمیشہ جمعہ اور عیدین کے

موقع پر سنتے ہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے سورہ طارق پڑھ کر سنائی۔جیسے جیسے آپ ﷺ پڑھتے جاتے تھے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے گئے۔آخر میں اس نے کہا کہ میں شاعر بھی ہوں، خطیب اور مقرر بھی رہا ہوں مگر جو باتیں آپ کہہ رہے ہیں یہ انسانوں کی نہیں ہیں۔ضماد آپ ﷺ کو شکار کرنے آیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خود شکار ہو گیا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف مجنون ہونے کا اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ چار پانچ منزلیں دور تک خبریں پہنچیں۔تو فرمایا تم غور وفکر کرو تمہارے ساتھی میں کوئی جنون نہیں ہے اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والا لَّكُمْ تم کو بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ سخت عذاب سے پہلے کہ عذاب آنے سے پہلے درست ہو جاؤ عذاب آیا تو وہ نہیں ٹلے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

ان میں سے بعض کو شبہ ہوا کہ یہ پیسوں کے لیے لوگوں کو ساتھ ملاتا ہے کہ لوگ میرے گرویدہ ہو کر میری مالی امداد کریں گے حتیٰ کہ ربیعہ اور ولید بن مغیرہ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ربیعہ نے کہا میری تین جوان خوبصورت لڑکیاں ہیں اے محمد ﷺ! آپ جس کی طرف اشارہ کریں میں بغیر نکاح کے آپ کو دیتا ہوں۔ولید بن مغیرہ بڑا مال دار آدمی تھا کہنے لگا میں آپ کو اتنا مال دینے کے لیے تیار ہوں کہ آپ کی سات نسلیں نہ کھا سکیں مگر لا الٰہ الا اللہ کی رٹ اور ضد چھوڑ دو۔گویا بعض کے ذہن میں یہ آیا کہ یہ پیسوں کے لیے ایسا کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ میں نہیں سوال کرتا تم سے کسی معاوضے کا فَهُوَ لَكُمْ پس وہ تمہارے لیے ہوگا وہ اپنے پاس رکھنا نہ مانگا

ہے نہ مانگوں گا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے۔ وہ خود مجھے دے گا اور میرا انتظام کرے گا وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ اور وہ ہر ہر چیز پر گواہ ہے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ بے شک میرا رب پھینکتا ہے حق کو اللہ تعالیٰ حق کے دلائل کو باطل پر پھینکتے ہیں۔ سورہ انبیاء آیت نمبر ۱۸ میں ہے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ "بلکہ ہم پھینکتے ہیں حق کو باطل پر پس وہ اس کے سر کو پھوڑ دیتا ہے، اس کا بھیجا نکل جاتا ہے۔" یعنی باطل پرست شوشے چھوڑتے ہیں تو ان کو زائل کرنے کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے حق کے دلائل آتے ہیں جو ان کا مغز نکال کر تباہ کر دیتے ہیں۔

عالم الغیب رب تعالیٰ کا خاصہ ہے :

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کہ میرا رب ڈالتا ہے حق یعنی اوپر سے وحی آتی ہے اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر وحی اتارتا ہے عَلَّامُ الْغُیُوْبِ غیبوں کا جاننے والا ہے پروردگار۔ غیب دان صرف رب تعالیٰ ہے مخلوق میں کوئی غیب دان نہیں ہے۔ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں بتاتا ہے اور سب سے زیادہ غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی ہیں۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۴ میں ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ "یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم اس کو آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔" تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں بتلائی ہیں اور بے شمار بتلائی ہیں اور بے شمار ہونے کے باوجود رب تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں محدود ہیں۔ کل کائنات کا ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور یہ صرف رب تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ذرے ذرے اور قطرے قطرے کو کوئی نہیں جانتا مگر خدا ناس کرے کفر و شرک کو، معمولی آدمی کی بات نہیں ہے بلکہ احمد رضا خان صاحب

جس کو یہ اپنا امام مانتے ہیں وہ اپنی کتاب ''انباء المصطفیٰ'' صفحہ نمبر ۴ پر لکھتا ہے ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالی علیہ والہ وصحبہ وبارك وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات جملہ ما کان وما یکون الیٰ یوم القیمۃ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا۔ اور صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے برابر کھڑا کر دیا اور صفت غیب میں شریک کیا۔

آنحضرت ﷺ کا خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑنا :

حالانکہ آنحضرت ﷺ کفر وشرک کو مٹانے کے لیے تشریف لائے اور مشرکین مکہ نے جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا کر ان کے بت اور تصویریں کعبۃ اللہ میں رکھی ہوئی تھیں۔ خود اپنے دست مبارک سے گرائیں چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر پہلے ساتھیوں سے فرمایا کہ بیت اللہ کی دیواروں پر جو بت ہیں ان کو گرا کر آؤ۔ پھر خیال ہوا کہ رب تعالیٰ نے مجھے خود طاقت عطا فرمائی ہے میں خود جا کر کیوں نہ گراؤں۔ دونوں روایتیں بخاری شریف میں ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک مضبوط لاٹھی تھی ایک ایک کو مارتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا [بنی اسرائیل:۸۱] ''حق آگیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے بے شک باطل مٹنے والا ہے۔'' آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ابراہیم علیہ السلام کا مجسمہ گرایا، اسماعیل علیہ السلام کا مجسمہ گرایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام کا مجسمہ گرایا اور بھی جتنے مجسمے تھے گرائے۔ اس کے بعد باطل کو سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی اسلام کا لباس پہن کر اسلام کو نقصان پہنچایا ہے جیسے عبد اللہ بن سبا اور خویصرہ جو خارجیوں کا بابا تھا۔ انہوں نے مسلمان بن کر لوگوں کے عقائد خراب کیے،

اخلاق بگاڑے، ذہن خراب کیا اور آپس میں لڑایا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جو جنگ جمل اور صفین ہوئی ہیں ان خبیثوں کی کارستانیوں کا نتیجہ تھیں۔

فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں جَآءَ الْحَقُّ حق آچکا وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ اور نہیں ظاہر کرتا باطل کسی شے کو۔ باطل اپنی قوت کو ظاہر نہیں کر سکتا وَمَا یُعِیْدُ اور نہ لوٹا سکتا ہے اپنی قوت کو قُلْ آپ کہہ دیں اِنْ ضَلَلْتُ اگر بالفرض میں بے راہ ہوں تم مجھے گمراہ کہتے ہو فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ پس پختہ بات ہے میں بھکوں گا اپنے نفس کے لیے، گمراہی کا وبال میرے نفس پر پڑے گا وَاِنِ اهْتَدَیْتُ اور اگر میں ہدایت یافتہ ہوں اور یقیناً ہدایت یافتہ ہوں فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ پس اس لیے کہ میری طرف وحی کرتا ہے میرا رب۔ مجھے ہدایت وحی کے ذریعے حاصل ہوئی ہے میرا رب اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ وہ سننے والا قریب ہے اس سے زیادہ قریب اور کوئی ذات نہیں ہے۔

سورہ ق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ''ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔'' اور سورہ واقعہ آیت نمبر ۸۵ میں ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ''ہم زیادہ قریب ہیں اس کے تم سے لیکن تم دیکھ نہیں سکتے۔'' فرمایا آج تو یہ ظالم آپ کو کبھی ساحر کہتے ہیں کبھی مجنون کہتے ہیں، کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔ مختلف قسم کے شوشے چھوڑتے ہیں وَلَوْ تَرٰٓی اور اے مخاطب! اگر تم دیکھو اِذْ فَزِعُوْا جس وقت ان پر گھبراہٹ طاری ہوگی۔ قیامت والے دن جب رب تعالیٰ کی عدالت کے سامنے کھڑے ہوں گے اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ [مومن:۱۸] ''جب دل گلوں تک پہنچ رہے ہوں گے دبا رہے ہوں گے۔'' اتنے پریشان ہوں گے فَلَا فَوْتَ پس نہیں چھٹکارا ہوگا۔ آج تو چوڑا کو

مجرم چھپ جاتے ہیں دوسرے صوبوں اور ملکوں میں چلے جاتے ہیں وہاں کس کے پاس جائیں گے کہاں چھپیں گے وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ اور پکڑے جائیں گے قریب کی جگہ سے۔ میدان محشر بالکل ہموار ہوگا فرشتے فوراً پکڑ کر رب تعالیٰ کے سامنے لے آئیں گے۔

اسی سورت میں تم پڑھ چکے ہو کہ کافروں نے کہا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ''ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے آئی ہیں۔'' لیکن قیامت والے دن کیا کہیں گے؟ وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ اور کہیں گے ہم ایمان لائے ہیں اس قرآن پر وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ اور کیسے ہوگا ان کے لیے پکڑنا دور کی جگہ سے۔ سورج ہم سے بہت دور ہے کوئی جھلا (نادان) چھلانگ لگا کر پکڑنا چاہے تو کیا پکڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! وہ ایمان لانے والی جگہ دور چلی گئی ہے اس وقت اٰمَنَّا کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ اور تحقیق کفر کر چکے ہیں اس کے ساتھ اس سے پہلے دنیا میں کہ ہم اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے لہٰذا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ اور تیر پھینکتے ہیں بن دیکھے مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ دور کی جگہ سے۔ نشانہ نظر آئے بغیر آدمی اندھا دھند تیر اندازی کرتا ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟ تیر ہی ضائع کرنے ہیں۔ یہ قریب آئے بغیر دور سے تیر پھینکتے ہیں کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے۔

قرآن کریم کے متعلق کوئی کہتا ہے شعر و شاعری ہے، کوئی کہانت کہتا ہے، کوئی جادو کہتا ہے، قریب آئیں پیغمبر کو دیکھیں، قرآن سنیں تو معلوم ہو کہ آپ ﷺ کی ذات کیا ہے، قرآن کیا ہے؟ دور بیٹھے شوشے چھوڑتے ہیں کوئی نشانے پر نہیں لگتا وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ اور

رکاوٹ ڈال دی جائے گی ان کے درمیان وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ اور اس چیز کے درمیان جس کو وہ چاہتے ہیں ایمان نہیں ملے گا كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ۔ اَشْيَاء شيعةٌ کی جمع ہے۔شیعہ کا معنیٰ گروہ ہے۔معنیٰ ہوگا جیسا کہ کیا گیا ان جیسے لوگوں کے ساتھ مِنْ قَبْلُ جو پہلے گزرے ہیں۔وہ بھی انکار کرتے رہے اِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ بے شک تھے وہ تردد انگیز شک میں۔قرآن کے بارے میں، ایمان کے بارے میں ایسے شک میں تھے جو ان کو قلق اور اضطراب میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔اللہ تعالیٰ کفر وشرک سے بچائے اور برے اعمال سے۔

جلد............۱۶

آیاتہا ۴۵ ۳۵ سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۴۳ رکوعاتہا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶ؕ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ ع ۱۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ جو بغیر نمونے کے بنانے والا ہے آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ جو بنانے والا ہے فرشتوں کو رُسُلًا پیغام پہنچانے والے اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ پروں والے مَّثْنٰی دو دو وَثُلٰثَ اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار چار یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ زیادہ کرتا ہے مخلوق میں جو چاہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے مَا وہ چیز یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ جو کھول دی ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت سے فَلَا مُمْسِكَ لَهَا پس نہیں کوئی روک سکتا اس کو وَمَا اور وہ چیز یُمْسِكْ جس کو روک دے فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی اس کو چھوڑنے والا مِنْۢ بَعْدِهٖ اللہ تعالیٰ کے روکنے کے بعد وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو عَلَیْكُمْ جو تم پر ہوئیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ کیا ہے کوئی خالق غَیْرُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سوا یَرْزُقُكُمْ جو تم کو روزی دے مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے وَالْاَرْضِ اور زمین سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ پس کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ اور اگر یہ لوگ جھٹلا دیں آپ کو فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ پس تحقیق جھٹلائے گئے رسول مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے

جائیں گے سب کام يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنَّ بے شک وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ پس ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے تم کو الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ اور ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے اللہ تعالیٰ کے بارے میں الْغَرُوْرُ دھوکے باز اِنَّ الشَّيْطٰنَ بے شک شیطان لَكُمْ عَدُوٌّ تمہارا دشمن ہے فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا پس بناؤ تم اس کو اپنا دشمن اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ پختہ بات ہے کہ وہ دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ تاکہ ہو جائیں وہ دوزخ والوں میں سے اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے عذاب ہوگا سخت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے بخشش ہے وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ اور بہت بڑا اجر ہے۔

تعارف سورت فاطر :

اس سورۃ کا نام سورۃ فاطر ہے۔ فاطر کا لفظ پہلی آیت میں موجود ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اس سے پہلے بیالیس سورتیں نازل ہو چکی تھیں اس کا تینتالیسواں نمبر ہے۔ اس کے پانچ رکوع اور پینتالیس آیتیں ہیں۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے توحید ورسالت اور قیامت کا مسئلہ بڑے شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

پہلے توحید کا مسئلہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں فَاطِرِ۔ فاطر کا معنیٰ ہے بغیر نمونے کے کسی شے کو بنانا۔ کسی چیز کا نمونہ دیکھ کر اس کی شکل

بنا لینا آسان ہوتا ہے لیکن بغیر نمونے اور مثال کے پیدا کرنا یہ رب تعالیٰ کا کام ہے۔تو معنیٰ ہوگا جو بغیر نمونے کے بنانے والا ہے اَلسَّمٰوٰتِ آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا۔اور سورت انعام کی آیت نمبر ایک سو ایک میں ہے بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بدیع کے معنیٰ بھی نو ایجاد کے ہیں کہ جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو۔اور بدعت کو بدعت بھی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی پہلے دین میں نظیر نہیں ہوتی بدعتی اپنی طرف سے گھڑتا ہے۔ اَلسَّمٰوٰت تو قرآن کریم میں بہت مقامات پر آیا ہے لیکن سات زمینوں کا ذکر صرف ایک مقام میں ہے۔سورت طلاق کے اندر فرمایا وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ''اور اتنی ہی زمینیں رب تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں۔فرمایا جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا۔ ملئکہ کا مجرد اُلُوکَہ اس کا معنیٰ ہے پیغام پہنچانے والا۔ملائکہ کو ملائکہ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ رب تعالیٰ کے احکام پہنچاتے ہیں کسی پر رحمت کا،کسی پر وحی کا،کسی پر لعنت کا۔

تخلیق ملائکہ :

مسلم شریف میں روایت ہے خُلِقَتِ الْملائكة مِنْ نُوْرٍ ''فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے۔'' لیکن یہ وہ نور نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور ہے اس سے کوئی چیز نہیں بنائی گئی۔فرشتے جس نور سے پیدا کیے گئے ہیں وہ مخلوق ہے جیسے پانی مخلوق ہے،ہوا مخلوق ہے مٹی مخلوق ہے،آگ مخلوق ہے اسی طرح نور مخلوق ہے جس سے فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے۔ فرشتوں میں نر مادہ نہیں ہیں،نہ وہ کھاتے پیتے ہیں،نہ ان میں جنسی خواہشات ہیں۔ایک ایک آدمی کے ساتھ دن رات میں چوبیس چوبیس فرشتے ہوتے ہیں۔معنیٰ ہوگا جو بنانے والا ہے فرشتوں کو پیغام پہنچانے والے۔ رُسُلًا رسول کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے پیغام پہنچانے والا۔ اُولِیْ یہ ذو کی جمع ہے مِن غیر لفظه اَجْنِحَةٍ جناح کی جمع ہے۔

معنیٰ ہوگا پروں والے۔فرشتوں کے پر ہوتے ہیں مَثْنٰی دودو وَثُلٰثَ اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار چار یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ زیادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ تخلیق میں جو چاہے پَر زیادہ کر دے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اصل شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ایک دفعہ اجیاد پہاڑی پر مکہ مکرمہ میں جبرائیل علیہ السلام افق پر اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اس کے چھ سو پر تھے۔دوسری مرتبہ معراج والی رات سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے جس کا ذکر سورۃ النجم میں ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى۔ ان دو مقامات کے علاوہ جتنی مرتبہ بھی جبرائیل علیہ السلام آئے مختلف آدمیوں کی شکل میں آئے۔کبھی دحیہ بن خلیفہ کلبی کی شکل میں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔کبھی کسی دیہاتی کی شکل میں۔ایک موقع پر جبرائیل علیہ السلام آئے تین دن کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مَا جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اِلَّا وَ قَدْ عَرَفْتُهٗ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الْمَرَّةِ “ جب بھی جبرائیل میرے پاس آئے میں نے پہچان لیا سوائے اس مرتبہ کے کہ میں نہیں پہچان سکا۔“ یہ واقعہ آپ کی وفات سے چند دن پہلے کا ہے۔

تو فرمایا وہ بڑھاتا ہے خلقت میں جو چاہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مَا اسم موصول کا ہے الذی کے معنیٰ میں۔نفی کا نہیں ہے۔ مَا وہ چیز یَفْتَحِ اللّٰهُ جو کھولتا ہے اللہ تعالیٰ لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت۔رحمت کے دروازے جو رب کھولتا ہے فَلَا مُمْسِكَ لَهَا پس نہیں کوئی روک سکتا اس رحمت کو۔اللہ تعالیٰ جس کو اپنی رحمت سے نوازتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔ وَمَا یُمْسِكْ اور جس کو روک دے فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی اس کو

چھوڑنے والا مِنۢ بَعْدِهٖ اللہ تعالیٰ کے روکنے کے بعد۔ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دکھ آتا ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ سورت یونس آیت نمبر ایک سو سات میں ہے وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ''اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پس نہیں کھولنے والا اس کو اس کے سوا کوئی وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کے ساتھ بھلائی کا پس کوئی نہیں رد کر سکتا اس کے فضل کو۔'' وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی ہے سب پر غالب حکمت والا ہے۔ نہ اس کے غلبے کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے نہ اس کی حکمت کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بعض ترجمہ کرنے والے لفظ نعمت کا ترجمہ مفرد کا کرتے ہیں کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی اور بعض حضرات لفظ نعمت کا ترجمہ جمع کا کرتے ہیں کہ اے لوگو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں۔ گرامر کے اعتبار سے دونوں معنیٰ صحیح ہیں کیونکہ لفظ نعمت مصدر ہے اور مصدر کا معنیٰ مفرد کا بھی ہو سکتا ہے جمع کا بھی ہو سکتا ہے۔ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔'' اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ نعمتوں کا تم شکر ادا کرو۔ مگر یاد رکھنا! بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اچھا کھانا کھانے اور اچھا لباس پہننے کے بعد الحمدللہ! کہہ دیا تو بس شکر ادا ہو گیا۔ بے شک یہ بھی شکر کا ایک شعبہ ہے لیکن اس کے ساتھ پورا حق ادا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا طریقہ :

اطباء کہتے ہیں کہ پانی پینے کے دو منٹ بعد پانی آدمی کے ناخنوں تک پہنچ جاتا ہے

اور پانی اور کھانے کا اثر پورے جسم میں ہوتا ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ کھانے اور پینے کا اثر تو ہو پورے جسم میں اور شکر کے لیے دو تولے کی زبان ہلانا کافی سمجھی جائے، ہرگز نہیں۔ سب سے بہتر طریقہ شکر ادا کرنے کا نماز ہے کہ اس میں آدمی کے تمام اعضاء رب تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں۔ تو فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہوئی ہیں اور ان کا شکر ادا کرو هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ عَلَيْكُمْ کیا ہے کوئی خالق اللہ تعالیٰ کے سوا يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ جو تم کو رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے۔ آسمان کی طرف سے بارش ہوتی ہے اور سورج کی شعاعیں اور کرنیں پڑتی ہیں، فصلوں پر چاند کی چاندنی پڑتی ہے، ستاروں کی مدھم روشنی پڑتی ہے، ہوا اوپر سے آتی ہے۔ عالم اسباب میں ان ساری چیزوں کا فصلوں اور پھلوں پر اثر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا رزق کے سارے انتظام کرنے والا کون ہے؟ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود مگر وہی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں، کوئی مالک نہیں، کوئی حاکم نہیں، کوئی عالم الغیب نہیں، کوئی حاضر و ناظر نہیں، کوئی مختار کل نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی دست گیر نہیں فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ پس تم کدھر الٹے پھرے جاتے ہو۔ کھاؤ تم رب کا اور شکر شیطان کا ادا کرو، عبادت شیطان کی کرو۔ یہ کیا غلط راستہ تم نے اختیار کیا ہوا ہے؟

آگے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تسلی دی ہے کہ پریشان نہ ہوں وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ اور اگر یہ لوگ جھٹلا دیں آپ کو۔ آگے آئے گا کہ کافروں نے آپ ﷺ کو سَاحِرٌ كَذَّابٌ بھی کہا کہ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے تو آپ صبر سے کام لیں فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ پس تحقیق جھٹلائے گئے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ سے پہلے۔ نوح علیہ السلام کو لوگوں نے سامنے کھڑے ہو کر کہا كَذَّابٌ أَشِرٌ ''بڑا جھوٹا اور شریر ہے۔'' ہماری قوم میں

آکر اختلاف ڈالے ہیں ساری قوم ایک طرف تھی اور تم نے آکر رٹ لگائی ہے لَا اِلٰـہ الا اللہ اور کہا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ اسی طرح دوسرے پیغمبروں کو بھی جھٹلایا گیا۔تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے کام۔

آگے قیامت کا ذکر ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اے لوگو! اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت ضرور آئے گی فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا پس ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے تمہیں دنیا کی زندگی۔ یہ زندگی عارضی اور فانی ہے۔ایک سانس جو باہر نکلتا ہے ہوسکتا ہے پھر اندر نہ جائے۔لیکن ہم غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسی زندگی پر مفتون ہو گئے ہیں۔

اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ ”لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔“ لیکن آج ہمیں نہ موت یاد ہے نہ قبر یاد ہے نہ آخرت یاد ہے۔ ہم جتنی محنت دنیا کے لیے کرتے ہیں اس سے دسواں حصہ بھی آخرت کے لیے کریں تو ان شاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔دنیا کے لیے ہم نہ گرمی دیکھتے ہیں نہ سردی دیکھتے ہیں، نہ طوفان، نہ بارش۔ دنیا کے کام کے لیے ہم نے ڈیوٹی پر ضرور پہنچنا ہے کہ غیر حاضری نہ ہو جائے ہمیں کوئی پوچھ نہ لے۔بھئی! جس کے پاس تمہیں جانا ہے اس نے نہیں پوچھنا کہ جو ڈیوٹی میں نے لگائی تھی وہ پوری کر کے آئے ہو یا غیر حاضر رہے۔ وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ اور ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بڑا دھوکے باز یعنی شیطان کہ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے اور ہر وقت تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے فَاتَّخِذُوْہُ

عَدُوًّا لٰہذا اسے دشمن ہی سمجھو اِنَّمَا یَدْعُوا حِزْبَہٗ پختہ بات ہے وہ دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ تاکہ ہو جائیں وہ دوزخ والوں میں سے۔ وہ وسوسہ اندازی کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے تاکہ اس کی جماعت بڑی بن جائے۔

شیطان انسان کا ازلی اور ابدی دشمن ہے :

جب اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اس نے انکار کیا تو وہ مردود ٹھہرا مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے کہہ دیا کہ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اجمعین [حجر:۳۹] ''میں ضرور گمراہ کروں گا سب کو۔'' سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اور کہنے لگا میں آگے سے، پیچھے سے، دائیں اور بائیں، غرض یہ کہ ہر راستے سے آکر انسان کو گمراہ کروں گا۔ چنانچہ وہ اور اس کے چیلے ہر وقت انسان کو گمراہ کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اس سے بچو۔ پھر انسان کو اچھی طرح علم ہے کہ شیطان اس کا ازلی ابدی دشمن ہے مگر اس کے باوجود اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا، کتنے افسوس کی بات ہے۔

امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ وہ انسان کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں اے انسان! تم کذاب اور مفتری ہو کہ ظاہر میں تم شیطان پر لعنت بھیجتے ہو مگر باطن میں اس کے ساتھ دوستی کرتے ہو کہ تم اکثر کام شیطان کی خواہش کے مطابق کرتے ہو۔ رسم ورواج، بدعات، کفریہ اور شرکیہ حرکات، فضول خرچی، یہ سب شیطان کی خواہش ہی کو پورا کرنا ہے۔ سورہ یٰسین آیت نمبر ۶۰ میں ہے اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ''کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا اے اولادِ آدم! کہ نہ عبادت کرنا شیطان کی بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

مگر تم پھر بھی اس کی طرف دوڑ دوڑ کے جاتے تھے۔ تو فرمایا پختہ بات ہے کہ شیطان دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو کہ وہ ہو جائیں دوزخ والوں میں سے۔

پھر کفر اور ایمان کا انجام کیا ہوگا؟ فرمایا اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جنھوں نے کفر کو اختیار کیا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے عذاب ہوگا سخت۔ جنھوں نے توحید و رسالت کا انکار کیا وہ سخت عذاب میں ہوں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے، آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں ہوں گے اور انہیں سانپ اور بچھو ڈسیں گے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ان کے لیے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔ اعمال کے لیے ایمان شرط ہے۔ ایمان اعتقاد درست ہو پھر اعمال اچھے ہوں تو جو چھوٹی موٹی کوتاہیاں ہوں گی وہ بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا اور بہت بڑا اجر بھی ملے گا۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

اَفَمَنْ کیا پس وہ شخص زُيِّنَ لَهٗ مزین کر دیا گیا اس کے لیے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کا بُرا عمل فَرَاٰهُ حَسَنًا پس وہ اس کو دیکھتا ہے اچھا فَاِنَّ اللّٰهَ پس بے شک اللہ تعالیٰ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ بھکاتا ہے جس کو چاہتا ہے وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ پس نہ ختم ہو جائے آپ کی جان عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ان پر افسوس کرتے ہوئے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ عَلِيْمٌ جانتا ہے بِمَا يَصْنَعُوْنَ جو کچھ بناتے ہیں وَاللّٰهُ

اَلَّذِیۡۤ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ جس نے بھیجیں ہوائیں فَتُثِیۡرُ سَحَابًا پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو فَسُقۡنٰہُ پس ہم ان کو چلاتے ہیں اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ ایسے شہر کی طرف جو بنجر ہے فَاَحۡیَیۡنَا بِہِ الۡاَرۡضَ پس ہم زندہ کرتے ہیں اس کے ذریعے زمین کو بَعۡدَ مَوۡتِہَا اس کے مردہ ہونے کے بعد کَذٰلِکَ النُّشُوۡرُ اسی طرح دوبارہ جی اٹھنا ہے مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ جو شخص چاہتا ہے الۡعِزَّۃَ عزت فَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ جَمِیۡعًا پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ساری عزت اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ اور اچھے اعمال یَرۡفَعُہٗ اٹھالیتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ وَالَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ اور وہ لوگ جو تدبیر کرتے ہیں السَّیِّاٰتِ برائیوں کی لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ان کے لیے عذاب ہے سخت وَمَکۡرُ اُولٰٓئِکَ ہُوَ یَبُوۡرُ اور ان کی تدبیر ہلاک ہوگی وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تم کو مِّنۡ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ پھر نطفے سے ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا پھر بنایا تمھیں جوڑے وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی اور نہیں اٹھاتی کوئی مادہ وَلَا تَضَعُ اور نہ کوئی جنتی ہے اِلَّا بِعِلۡمِہٖ مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے وَمَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ اور نہیں عمر دیا جاتا کوئی عمر دیا گیا وَّلَا یُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِہٖۤ اور نہ گھٹائی جاتی ہے اس کی عمر سے اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

ربط آیات :

ان آیات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں کا ذکر فرمایا ہے۔کافر، جن کے لیے عذاب شدید ہے۔اور مومن، جن کے لیے بخشش ہے۔ان میں سے جو پہلا گروہ ہے کافروں کا اس کے متعلق فرماتے ہیں اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ کیا پس وہ شخص کہ مزین کر دیا گیا اس کے لیے اس کا بُرا عمل۔مزین کرنے والا کون ہے؟ وہ شیطان ہے زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ "مزین کیا شیطان نے ان کے اعمال کو۔" کہ چوری میں یہ فائدہ ہوگا، ڈکیتی میں یہ فائدہ ہوگا۔کوئی نہ کوئی فائدہ ذہن میں ڈالتا ہے۔تو یہ مزین کرتا ہے۔غلط کام پر آمادہ کرنے والا شیطان ہے فَرَاٰهُ حَسَنًا پس وہ دیکھتا ہے اس کو اچھا۔ظاہر بات ہے کہ بُرے کام کو اچھا سمجھنا بڑا جرم ہے۔اسی لیے شریعت نے بدعت کی بڑی سخت تردید کی ہے۔شرک کے بعد جتنی تردید بدعت کی ہوئی ہے شاید ہی کسی عمل کی اتنی تردید ہوئی ہو۔

بدعت کا گناہ سو گناہوں سے بھی زیادہ وزنی ہے :

کئی دفعہ سن چکے ہو کہ سو گناہ کبیرہ سے بدعت کا گناہ زیادہ ہے۔مسجد میں بیٹھ کر کوئی آدمی شراب پیے۔شراب پینا گناہ مگر مسجد میں اور زیادہ گناہ ہے۔مگر بدعت کا اس سے بھی زیادہ گناہ ہے۔کیونکہ گناہ سے شریعت کا نقشہ نہیں بدلتا کہ گناہ کرنے والا بھی سمجھتا ہے کہ میں گناہ کر رہا ہوں۔مگر بدعت سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے۔کیونکہ بدعتی بدعت کو دین سمجھ کر کرتا ہے اور دوسرے بھی سمجھتے ہیں کہ یہ دین ہے۔تو بدعت سے دین کا نقشہ بدل جاتا ہے۔اس لیے بدعت کا گناہ سو گناہوں سے بھی وزنی ہے۔اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صاحب بِدْعَةٍ "اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر

توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ جو شخص گناہ کو ثواب سمجھ کر کرے گا تو وہ اس سے توبہ کیوں کرے گا؟ تو ان کافروں نے برے کاموں کو اچھا سمجھ کر دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

فرمایا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ پس بے شک اللہ تعالیٰ بہکاتا ہے جس کو چاہے وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔ بات اچھی طرح سمجھ لینا مسئلہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس سے ظاہری طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بندے کا کوئی قصور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اس طرح کی آیات قرآن کریم میں متعدد ہیں جن سے ظاہری طور پر غلطی کھانے والے غلطی کھا جاتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ ہدایت پر مجبور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [کہف: ۲۹] ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' جو جس چیز کا طالب ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے دے گا۔ سورہ رعد آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَ يَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ''اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔'' اور سورہ عنکبوت آیت نمبر ۶۹ میں ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہمارے لیے ہم ضرور راہنمائی کرتے ہیں ان کی اپنے راستوں کی طرف۔'' اور گمراہ ان کو کرتا ہے جو گمراہی کو پسند کرتے ہیں۔

چنانچہ سورہ صف پارہ ۲۸ میں ہے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔'' اور سورۃ نساء آیت نمبر ۱۱۵ میں ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ''ہم اس کو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف وہ پھرا۔'' تو جبراً

اللہ تعالیٰ نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ کسی کو ہدایت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ پس نہ چلی جائے آپ کی جان عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ان پر افسوس کرتے ہوئے۔ غم اور افسوس آدمی کے جسم کو گھٹاتا ہے۔ غم کی وجہ سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دماغ جسم کے تمام اعضاء کا حاکم اور بادشاہ ہے۔ تو جب بادشاہ کمزور ہوگا تو باقی سب کمزور ہوں گے لہٰذا آپ ﷺ پریشان نہ ہوں اور اپنی جان کو ضائع نہ کریں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ یہ بناتے ہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کارکردگی سے واقف ہے محشر والے دن سب کچھ ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا پھر اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول، کتابیں اور مبلغین بھیج کر آخرت کی زندگی کا سامان پیدا کیا ہے اسی طرح اس نے دنیا کی زندگی کا سامان اور وسائل بھی پیدا فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَرْسَلَ الرِّيٰحَ جس نے بھیجیں ہوائیں فَتُثِيْرُ سَحَابًا پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو اور جدھر لے جانے کا حکم ہوتا ہے ادھر لے جاتی ہیں فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ پس ہم ان کو چلاتے ہیں ایسے شہر کی طرف جو بنجر ہے فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ پس ہم زندہ کرتے ہیں اس کے ذریعے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مردہ ہونے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق سمندروں سے بخارات اٹھاتا ہے پھر ہوائیں ان کو اٹھا کر چلتی ہیں اور خشک علاقے کی طرف لے کر جاتی ہیں جہاں بارش برسانا مقصود ہوتا ہے جس سے مردہ زمین میں تروتازگی آجاتی ہے۔ پھر وہ بنجر زمین میں پھل اور اناج پیدا کرتا ہے جو انسانوں اور جانوروں کی خوراک بنتا ہے۔ فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو قابل

کاشت بنا دیتا ہے كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ اسی طرح دوبارہ جی اٹھنا ہے۔ جب قیامت کا بگل بجے گا تو تمام مردے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور میدان محشر میں جمع ہوں گے اور حساب کتاب ہوگا۔

اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکوں اور منکروں کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ جو شخص عزت چاہتا ہے فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا پس ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ سورہ مریم آیت نمبر ۸۱ میں ہے وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ''مشرکوں، کافروں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں ان کی پرستش کرتے ہیں تاکہ ان کو عزت و غلبہ اور وقار حاصل ہو۔'' مگر انھیں سمجھ لینا چاہیے کہ عزت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

منافقین کافروں کے ساتھ دوستی رکھتے تھے کہ ہماری عزت ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ''وہ لوگ جو بناتے ہیں کافروں کو دوست مومنوں کے سوا اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ کیا وہ ان کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا پس بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔'' سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳۹ اور سورہ منافقون میں ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ''اور عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے ہے اور مومنوں کے لیے ہے۔'' یہ عزت کہاں تلاش کرتے پھر رہے ہیں غیر اللہ کے پاس، جھوٹے خداؤں کے پاس؟ عزت اس شخص کو حاصل ہوگی جس کا عقیدہ درست اور عمل صحیح ہوگا۔ ایسے شخص کے اعمال کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ اور اچھے عمل اٹھا لیتا ہے

ان کو اللہ تعالیٰ۔

کلمہ طیبہ سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ لَا اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ مراد ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے سبحان اللہ مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ اکبر مراد ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ہر پاکیزہ کلمہ مراد ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اَفْضَلُ الْكَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ ''افضل ترین کلام سبحان اللہ ہے۔'' یہاں ایک بات سمجھنے والی ہے۔ وہ یہ کہ کلمات طیبات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس کی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح کے بارے میں فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے۔ تو کلمات طیبات کے بارے میں خود چڑھنا فرمایا اور عمل صالح کو وہ خود اٹھاتا ہے تو یہ فرق کیوں ہے ؟ محققین فرماتے ہیں کہ کلمات طیبات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ذاتی طور پر سعود (چڑھنا) ہے اور عمل بندے کی صفت ہے اس کو رب تعالیٰ اٹھائیں گے تو اوپر جائے گا۔ لہٰذا جو عمل اخلاص کے ساتھ ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اور کئی دفعہ سن چکے ہو کہ عمل صالح کی قبولیت کی تین بنیادی شرطیں ہیں۔

(۱)...... ایمان (۲)...... اخلاص (۳)...... اور اتباع سنت

ان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ اور وہ لوگ جو بری تدبیریں کرتے ہیں اسلام کو مٹانے کے لیے، حق کو مٹانے کے لیے، اہل حق کے خلاف تدبیریں کرتے ہیں لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے عذاب ہے سخت وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ اور ان لوگوں کی تدبیریں ہلاک ہوں گی۔

دار الندوہ میں کفار کا رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا مشورہ :

دار الندوہ میں بیٹھ کر کافروں نے آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ آدمی

مقرر ہوئے، رات مقرر ہوئی، وقت مقرر کیا گیا۔ آپ ﷺ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا مگر ان کی ساری تدبیر ناکام ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچا لیا۔ سیرت ابن ہشام تاریخ کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ مٹی ان کے سروں پر ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو تمام لوگوں نے ان کو ملامت کی جو قتل کے لیے بھیجے گئے تھے کہ تم نے قتل کیوں نہیں کیا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں پتا ہی نہیں چلا کہ وہ کب یہاں سے چلا گیا۔ تو فرمایا جو بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہوگا اور ان کی تدبیر تباہ ہوگی۔

آگے توحید کی دلیل وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے۔ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [آل عمران: ۵۹] ''آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا پھر اس نے فرمایا ہو جا پس وہ ہو گیا۔'' ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے پیدا فرمایا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نسل حقیر انسانی قطرے سے چلائی کہ شہوت کے ساتھ نکلے تو سارا جسم پلید ہو جاتا ہے ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا پھر بنایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑا جوڑا۔ عورتیں بنائیں، مرد بنائے وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى اور نہیں پیٹ میں اٹھاتی کوئی مادہ وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ اور نہ وہ جنتی ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ہے خود اس عورت کو معلوم نہیں ہوتا جو نر مادہ پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے، کالا ہے یا گورا ہے، صحیح الاعضاء ہے یا ناقص الاعضاء ہے۔ یہ رب تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ باقی یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ الٹراساؤنڈ کے ذریعے پتا چل جاتا ہے تو یہ قطعی نہیں ہوتا۔ یہ مصنوعی چیزیں ہیں ان کو غلطی لگ سکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا علم قطعی ہے۔ ان سالوں

میں دو تین اخبارات میں مَیں نے پڑھا کہ سانگلہ ہل میں ایک آدمی کو گھر کا بل لاکھ روپے آیا۔ وہ رویا پیٹا کہ میرا نہ کارخانہ ہے نہ مل ہے۔ تو اس کو کہا گیا کہ کمپیوٹر کی غلطی سے ایسا ہوا ہے۔ تو یہ مصنوعی چیزیں غلطی کر جاتی ہیں رب تعالیٰ کو غلطی نہیں لگتی اس کا علم قطعی ہے۔ فرمایا وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ اور نہیں عمر دیا جاتا کوئی معمر وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اور نہ گھٹائی جاتی ہے کسی کی عمر سے اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں۔

معمر کسے کہا جاتا ہے ؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو آدمی ساٹھ سال کا ہو جائے یا اس سے اوپر چلا جائے تو وہ معمر ہے۔ اور ساٹھ سال سے کم ہو تو یہ معمر نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس وقت ڈاڑھی میں ایک بال بھی سفید ہو جائے تو بندے کو فکر کرنی چاہیے کہ اب حالات کچھ اور ہیں۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ڈاڑھی تو کیا ہمارے اَبرو بھی سفید ہو جائیں تو ہمیں آخرت کی فکر نہیں ہوتی۔ پہلے زمانے میں جب عمر ساٹھ سال ہو جاتی اور ڈاڑھی میں ایک بال سفید آ جاتا تھا تو وہ اس کو خطرے کا الارم سمجھتے تھے کہ اب وقت قریب آ گیا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کسی کا پوتا ہو جائے تو دادے کو اپنا بستر باندھ لینا چاہیے، جانے کی تیاری کرنی چاہیے۔ لہٰذا موت کو بھی یاد رکھو۔ یہ بھی رب تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ نعمت کیسے ہے؟ دیکھو! ہر آدمی چاہتا ہے میری ماں زندہ رہے ماں چاہتی ہے میری ماں زندہ رہے وہ چاہتی ہے میری ماں زندہ رہے۔ اور ہر آدمی چاہتا ہے کہ میرا والد زندہ رہے والد چاہتا ہے میرا والد زندہ رہے وہ چاہتا ہے میرا والد زندہ رہے۔ اس طرح تو بوڑھوں کی لائن لگی ہوتی، نہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہ سنبھالنے والا اور پاخانے

کے ساتھ چار پائیاں بھری ہوتیں۔ موت رب تعالیٰ کی نعمت ہے کہ وقت پر ہر ایک کو سنبھالا جاتا ہے کہ وہ بھی عزت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے اور پسماندگان بھی مصیبت سے بچ گئے۔ ورنہ پچھلے ختم خواجگان کرتے کہ بابے کی جان جلدی نکلے، بے بے جی جلدی مرے۔ یہ سب رب تعالیٰ کی رحمتیں ہیں ہم ان کو نہیں سمجھتے۔ تو فرمایا یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۚ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع ۲ | ۱۴

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ اور نہیں برابر دو سمندر هٰذَا عَذْبٌ ایک میٹھا ہے فُرَاتٌ خوش گوار ہے سَآئِغٌ آسانی سے گلے سے اترتا ہے شَرَابُهٗ اس کا پینا وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ دوسرا نمکین کڑوا ہے وَمِنْ كُلٍّ اور ہر سمندر سے تَاْكُلُوْنَ تم کھاتے ہو لَحْمًا طَرِيًّا گوشت تازہ وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ اور نکالتے ہو تم حِلْيَةً زیور تَلْبَسُوْنَهَا جن کو تم پہنتے ہو وَتَرَى الْفُلْكَ اور دیکھتے ہیں آپ کشتیوں کو فِيْهِ اس سمندر میں مَوَاخِرَ پانی چیرتی ہوئی چلتی ہیں لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا

ہے رات کو دن میں وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں وَسَخَّرَ الشَّمْسَ اور اس نے کام میں لگایا سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو كُلٌّ يَّجْرِیْ ہر ایک چلتا ہے لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ایک میعاد تک جو مقرر ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یہ ہے اللہ تعالیٰ رَبُّكُمْ تمہارا رب لَهُ الْمُلْكُ اسی کا ملک ہے وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اور وہ جن کو تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ نہیں مالک وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر تم ان کو پکارو لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ نہیں سنتے تمہاری پکار کو وَ لَوْ سَمِعُوْا اور اگر بالفرض سن لیں مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ تو وہ تمہارا کام نہیں کر سکتے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت والے دن يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ انکار کریں گے تمہارے شرک کا وَلَا يُنَبِّئُكَ اور کوئی نہیں خبر دے گا تجھے مِثْلُ خَبِيْرٍ خبر رکھنے والے کی طرح۔

ربطِ آیات :

اس سے پہلے دو گروہوں کا ذکر تھا کافروں کا اور مومنوں کا۔ آگے دو سمندروں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک سمندر ہے جس کا پانی میٹھا ہے آسانی سے حلق سے اتر جاتا ہے اور دوسرا سمندر نمکین اور کڑوا ہے۔ کیا یہ دونوں سمندر تمہارے خیال میں برابر ہیں؟ اگر یہ برابر نہیں ہیں تو ایمان اور کفر بھی برابر نہیں ہیں، توحید اور شرک بھی برابر نہیں ہیں، حق اور باطل بھی برابر نہیں ہیں، سنت اور بدعت بھی برابر نہیں ہیں ان میں نمایاں فرق ہے۔

فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ اور نہیں ہیں برابر دو سمندر هٰذَا عَذْبٌ یہ ایک سمندر میٹھا ہے پانی اس کا فُرَاتٌ خوش گوار ہے سَآئِغٌ شَرَابُهٗ آسانی سے حلق سے اترتا ہے اس کا پانی وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ دوسرا سمندر نمکین کڑوا ہے۔

میٹھے پانی کی قدر :

بعض علاقوں کا پانی کھارا ہے جیسے رمک کا علاقہ ہے جو ڈیرہ اسماعیل خان سے پچیس چھبیس میل دور ہے۔ میں نے وہاں کے پانی سے صرف وضو کیا ڈیرہ اسماعیل خان پہنچنے تک میرے منہ کی کڑواہٹ نہ گئی۔

مفتی محمد عیسیٰ صاحب ہمارے مدرسہ نصرۃ العلوم کے مفتی اور مدرس ہیں۔ میں ان کے اصرار پر ان کے گاؤں گیا لتڑی جنوبی ضلع ڈیرہ غازی خان۔ وہاں کے سارے لوگ صحیح العقیدہ نمازی، پرہیز گار، دین دار قسم کے لوگ ہیں۔ ان کے والد محترم اور چچا جان نے آپس میں مشورہ کیا کہ مولانا کے لیے پانی کا کیا انتظام ہے؟ گرمی کا زمانہ تھا اور میرے پاس ہی بیٹھے تھے۔ میں نے سمجھا کہ میرے لیے شربت بنانا ہوگا یا کوئی میٹھی بوتل تلاش کرتے ہوں گے۔ میں نے ان کو کہا کہ میں حتی الوسع بوتل نہیں پیتا۔ کہیں دوست احباب میں پھنس جاؤں تو الگ بات ہے۔ شربت پینے کی بھی مجھے عادت نہیں ہے لہٰذا میرے لیے سادہ پانی کی فکر نہ کرو۔ وہ دونوں ہنس پڑے۔ کہنے لگے کہ ہمیں آپ کی عادت کا علم ہے۔ ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ کو کہاں سے پانی پلائیں گے۔ میں نے کہا تمہارے پاس نلکا نہیں ہے تو کہنے لگے اس نلکے کا پانی آپ نہیں پی سکتے۔ اس مدرسے میں ایک نلکا لگا ہوا تھا جس کا پانی سارے علاقے کے پانی سے اچھا تھا مگر وہ خراب ہو گیا ہے میرے لیے وہ پانی دریائے سندھ سے اونٹنی پر مشکیں بھر کر لائے تھے۔ دو دن میں نے دریائے سندھ کا پانی

پیا۔اور ہمارے علاقے کا پانی بالکل صاف ستھرا اور میٹھا ہے لیکن ہمیں رب تعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔

تو فرمایا کہ ایک سمندر میٹھا ہے اور ایک نمکین اور کڑوا ہے۔دونوں برابر نہیں ہیں تو ایمان اور کفر بھی برابر نہیں ہیں، توحید اور شرک بھی برابر نہیں ہیں، سنت اور بدعت بھی برابر نہیں ہیں، حق اور باطل بھی ایک شے نہیں ہے۔ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا اور ہر سمندر سے کھاتے ہو تم تازہ گوشت۔کھارے سمندر میں بھی مچھلیاں ہیں اور میٹھے سمندر میں بھی مچھلیاں ہیں وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً اور نکالتے ہو تم زیور تَلْبَسُوْنَهَا جس کو تم پہنتے ہو۔موتی مونگے نکالتے ہو اور عنبر بھی سمندر سے نکلتا ہے۔موتی مونگے کے ہار بنا کر عورتیں بھی گلے میں ڈالتی ہیں اور مرد بھی۔خدا کی شان کہ ان پر زکوٰۃ بھی نہیں ہے۔ ہیرے اور مرجان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے حالانکہ یہ چیزیں سونے سے مہنگی ہیں۔جو بڑے بڑے بے دین سیٹھ ہیں وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ہیرے خرید کر رکھ لیتے ہیں۔رب تعالیٰ سب کی نیتوں کو جانتا ہے۔

سونا اور ریشم مردوں کے لیے حرام ہے :

آنحضرت ﷺ نے ایک ہاتھ مبارک میں سونے کا ٹکڑا لیا اور دوسرے میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا اور فرمایا اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' کہنے لگے حضرت! ایک ہاتھ میں سونا ہے اور دوسرے میں ریشمی کپڑا۔فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اَحَلَّهُمَا عَلٰی اُنَاثِ اُمَّتِیْ وَحَرَّمَهُمَا عَلٰی ذُكُوْرِ اُمَّتِیْ ''اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو میری امت کی عورتوں پر حلال فرمایا اور میری امت کے مردوں پر حرام فرمایا ہے۔'' اس سے مصنوعی ریشم مراد نہیں ہے۔یہ میری پگڑی مصنوعی ریشم کی ہے۔اصلی ریشم وہ ہے جو کیڑے سے نکلتا

ہے وہ مردوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ ہاں! اپنی چادر یا قمیص کی کناری لگائیں تو جائز ہے۔ سونا مرد کے لیے حلال نہیں ہے مگر سونے کے دانت اور ناک لگوا سکتا ہے اگر ناک کٹ گئی ہو۔ سونے کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں بو پیدا نہیں ہوتی۔ تو فرمایا تم زیور نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو وَتَرَى الْفُلْكَ اور اے مخاطب! آپ دیکھتے ہیں کشتیوں کو فِيهِ اس سمندر میں مَوَاخِرَ۔ مَاخِرٌ کی جمع ہے بمعنی چیرنے والی۔ جب کشتیاں چلتی ہیں تو پانی کو پھاڑتی چیرتی ہوئی جاتی اور آتی ہیں لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کا فضل۔ اپنے ملک کی چیزیں دوسرے ملکوں میں جا کر فروخت کرو اور وہاں سے سستی خرید کر اپنے ملک میں لے آؤ تاکہ تمہیں نفع حاصل ہو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے لیے یہ ساری سہولتیں پیدا فرمائی ہیں۔

اور رب تعالیٰ کی قدرت يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمی کے موسم میں دن لمبے ہو جاتے ہیں رات کا حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ دن میں داخل کر دیتا ہے وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ سردیوں کے موسم میں راتیں لمبی ہو جاتی ہیں دن کے اجزاء اللہ تعالیٰ رات میں داخل کر دیتے ہیں۔ یہ انقلاب تمھیں ہر جگہ نظر آتا ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور مسخر کر دیا اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو۔ چاند کو بھی کام میں لگا دیا سورج کو بھی کام میں لگا دیا کیا مجال ہے کہ وہ اپنی رفتار میں کمی بیشی کریں یا کسی جگہ اکڑ کر کھڑے ہو جائیں یا دائیں بائیں چل پڑیں۔ حقیقت کے ساتھ دیکھا جائے تو سورج اور چاند سے زیادہ اختیارات انسان کے پاس ہیں اگرچہ یہ حجم میں انسان سے بہت بڑے ہیں۔ دیکھو! ہم بیٹھے ہیں کھڑے ہونے کو دل کرے تو کھڑے ہو سکتے ہیں چل سکتے ہیں دائیں بائیں آ جا سکتے ہیں، آگے جا سکتے ہیں

پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔تو اتنے اختیارات والا کسی بے بس کے آگے جھکے تو کتنی بڑی حماقت ہے۔کیونکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی چمک کو دیکھ کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔فرمایا کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر میعاد تک۔قیامت تک سورج بھی چلتا رہے گا چاند بھی چلتا رہے گا۔

شمس وقمر کی حرکت اور سائنس دانوں کی تحقیق :

سائنس دانوں کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ سورج اور چاند حرکت کرتے ہیں یہ طبقہ حق ہے۔دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ سورج اور چاند کھڑے ہیں زمین گھومتی ہے۔یہ گروہ غلط ہے۔ سائنس دانوں کی تحقیقات بدلتی رہتی ہیں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے کہ سورج بھی چلتا ہے اور چاند بھی چلتا ہے۔مسلمان نے رب تعالیٰ کی بات ماننی ہے۔ہاں! چاند اور سورج کی حرکت کو مان کر ان کی رفتار کو مان کر کوئی وزنی دلیل پیش کرے کہ زمین بھی گھومتی ہے تو الگ بات ہے کہ اس سے کسی کے عقیدے پر زد نہیں پڑتی۔اگر کہیں کہ سورج اور چاند کھڑے ہیں اور زمین گھومتی ہے تو پھر ہم کہیں گے تمہارے سر پھرتے ہیں کہ تم سر پھرے ہو۔

یونان کا ایک بڑا حکیم تھا تالیق مَلتی۔سب حکیموں کا استاذ تھا۔اس نے یہ تحقیق کی کہ پانی بسیط ہے مفرد ہے اس میں ترکیب نہیں ہے مرکب نہیں ہے۔ساڑھے تین ہزار سال تک سارے حکماء اسی کو مانتے رہے۔کاوُنڈس آیا اس نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا کہ پانی میں دو قوتیں ہیں۔یہ آکسیجن اور ہائیڈروجن سے مرکب ہے مفرد نہیں ہے۔اب سارے مرکب مانتے ہیں۔لاوُڈ سپیکر کے بارے میں سائنس دانوں کا اختلاف تھا۔ایک گروہ کہتا تھا کہ اصل آواز ختم ہو جاتی ہے اس کی مثل پیدا ہوتی ہے۔جیسے گنبد یا پہاڑ کے

دامن میں آواز دوتو واپس آتی ہے۔اس پر علماء نے فتویٰ دیا کہ سپیکر پر نماز جائز نہیں ہے کہ مقتدی آواز کی اقتداء کریں گے امام کی نہیں۔ کچھ عرصہ گزرا سائنس دان بیٹھے۔ انگریز کا دور تھا انہوں نے تحقیق کی اور نوے فیصد سائنس دانوں نے کہا کہ لاؤڈ سپیکر اصل آواز کو دو چند کرتا ہے۔پھر علماء نے فتویٰ دیا کہ اس پر نماز جائز ہے اور یہ آلہ ہے دو چند کرنے کا۔ اس دور میں "خدام الدین" رسالہ نکلتا تھا اس کے آخر میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جلی حروف میں شائع ہوا کہ ہم پہلے فتویٰ دیتے رہے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر پر نماز جائز نہیں ہے اس لیے کہ سائنس دانوں کا اختلاف تھا اب سارے متفق ہو گئے کہ اصل آواز کو بلند کر دیتا ہے لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھ سکتے ہو۔تو سائنس دانوں کی تحقیق بدلتی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار، تمہارا پالنے والا لَهُ الْمُلْكُ اسی کا ہے ملک وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اور وہ جن کو تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔خواہ وہ فرشتے ہوں یا پیغمبر یا پیر فقیر ہوں، ولی ہوں، شہید ہوں۔یادرکھو! مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ۔ قطمیر کہتے ہیں کھجور کی گٹھلی پر جو چھلکا ہوتا ہے اس کو۔عربی لوگ جب کسی شے کی قلت بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اس کے پاس تو قطمیر بھی نہیں ہے۔جیسے ہم کہتے ہیں فلاں دے کول ککھ بھی نہیں (چھوٹی کوڑی بھی نہیں) فلاں کے پاس تنکا بھی نہیں ہے۔تو معنیٰ ہوں گے کہ وہ تنکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔تم ان کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کے پکارتے ہو فریاد رس اور دست گیر سمجھ کر پکارتے ہو جو تنکے کے بھی مالک نہیں ہیں اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر تم ان کو پکارو دور سے لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے۔

حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے :

اب یہاں سے کوئی شخص کہے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للّٰہ ''اے شیخ عبد القادر جیلانی مجھے کوئی شے دے دو اللہ تعالیٰ کے واسطے۔'' وہ اپنی جگہ آرام فرما رہے ہیں تمہاری پکار کو کیسے سن لیں گے؟ اگرچہ وہ سننے کے بعد بھی کچھ نہیں دے سکتے مگر دور سے تو سن بھی نہیں سکتے۔

جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس بڑے اختیارات ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں جب انتیس ممالک نے جن میں ہماری مہربان حکومت بھی شامل تھی نے عراق پر حملہ کیا تو بمباری میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کی عمارت کو بھی بہت نقصان پہنچا اور بعد میں انہوں نے عمارت درست کی۔ وہ وہاں کچھ نہیں کر سکے یہاں وہ تمہارے کیا کام کریں گے؟ یاد رکھنا! نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دست گیر بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی ایک تنکے کا بھی مالک نہیں ہے۔

فرمایا وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ اور اگر بالفرض قریب ہونے کی وجہ سے سن لیں تو وہ تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ قریب سے وہ سن بھی لیں تو وہ کیا کر سکتے ہیں؟ سب کچھ کرنے والا صرف پروردگار عالم ہے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ اور وہ قیامت والے دن تمہارے شرک کا انکار کریں گے۔ تمہاری اس پکار کا انکار کریں گے۔ کہیں گے اے پروردگار! نہ ہم نے ان کو کہا تھا اور نہ ہم اس پر راضی تھے آپ جانیں اور یہ جانے، اللہ تعالیٰ کے سوا دکھ تکلیف میں مصیبت میں کسی کو پکارنا یہ شرک ہے۔ قیامت والے دن اللہ والے بے زاری کا اعلان کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسان! سن لے وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ اور نہیں تجھے کوئی خبر دے گا مثل اس ذات کے جو ہر چیز کی خبر رکھتی ہے۔ رب تعالیٰ جیسا کوئی اور خبر دار ہے ہی نہیں۔ میں رب خبیر تمہیں خبر دیتا ہوں کہ جن کو تم پکارتے ہو وہ قیامت والے دن تمہاری پکار اور شرک کا انکار کر دیں گے۔ اس لیے رب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۗ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ ۚ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۗ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ ع ۳ ۱۲ ۱۵

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ تم محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف وَاللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ هُوَ الْغَنِيُّ ہی غنی ہے الْحَمِيْدُ قابل تعریف ہے اِنْ يَّشَاْ اگر وہ چاہے يُذْهِبْكُمْ تم کو لے جائے وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اور لے آئے مخلوق نئی وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ اور نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ پر

بِعَزِیْزٍ کوئی مشکل وَلَا تَزِرُ اور نہیں اٹھائے گا وَازِرَۃٌ کوئی بوجھ اٹھانے والا وِّزْرَ اُخْرٰی دوسرے کا بوجھ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اور اگر بلائے بوجھ کے نیچے دبا ہوا اِلٰی حِمْلِھَا اپنا بوجھ اٹھانے کی طرف لَا یُحْمَلْ مِنْہُ شَیْءٌ نہیں اٹھائی جائے گی اس سے کوئی چیز وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی اور اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ پختہ بات ہے آپ ڈراتے ہیں ان لوگوں کو یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بِالْغَیْبِ بن دیکھے وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم کی انہوں نے نماز وَمَنْ تَزَکّٰی اور جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کر لیا فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ پس پختہ بات ہے وہ تزکیہ حاصل کرے گا اپنے نفس کے لیے وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اور نہیں ہیں برابر اندھا اور دیکھنے والا وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ اور نہ سایہ اور نہ دھوپ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اور نہیں برابر زندے اور مردے اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ سناتا ہے جس کو چاہے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ اور آپ نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں ہیں اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ نہیں ہیں آپ مگر ڈرانے والے اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بے شک ہم نے بھیجا آپ کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ بَشِیْرًا خوش خبری سنانے والا وَّنَذِیْرًا اور ڈرانے والا وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اور نہیں کوئی

امت اِلَّا خَلَا فِیْهَا مگر یہ کہ ہوا ہے اس میں نَذِیْرٌ ڈرانے والا وَاِنْ یُّکَذِّبُوْكَ اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ پس تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے مِنْ قَبْلِهِمْ جو ان سے پہلے تھے جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ آئے ان کے پاس ان کے رسول بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلائل لے کر وَبِالزُّبُرِ اور صحیفے لے کر وَبِالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ اور روشن کتاب لے کر ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ پھر پکڑا میں نے ان لوگوں کو کَفَرُوْا جنھوں نے کفر کیا فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ پھر کس طرح تھا میرا انکار کرنا۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ''جن کو تم حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دست گیر سمجھ کر پکارتے ہو وہ تنکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔'' دور دراز سے پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سنتے نہیں اور قریب سے پکارو کہ وہ سن لیں تو تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ ان کے پاس اختیار نہیں ہے۔ مانگو اس سے جو غنی ہے۔ فرمایا یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اے انسانو! رب تعالیٰ تمام انسانوں کو فرماتے ہیں اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ تم محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ جنات اور دیگر مخلوقات بھی اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں مگر چونکہ حکمرانی اس نے انسانوں کے سپرد کی ہے باقی تابع ہیں تو بالتبع سب کو خطاب ہے۔ تمام محتاج ہو اللہ تعالیٰ کے وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ اور اللہ تعالیٰ ہی غنی ہے الْحَمِیْدُ قابل تعریف ہے۔ تعریفوں والا ہے۔

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے :

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی نہیں ہے۔ بدر کے مقام پر عشاء کی نماز پڑھا کر آپ چمڑے کے خیمے میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر بہ سجود ہوئے اور ساری رات دعائیں کرتے رہے کہ اے پروردگار! یہ تین سو بارہ میری پندرہ سال کی محنت ہے اگر یہ ہلاک ہو گئے تو قیامت تک تیری توحید کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اے پروردگار! ظاہری طور پر ان کا کوئی سہارا نہیں ہے، کوئی آسرا نہیں ہے صرف آپ ہی سہارا اور آسرا ہیں۔ اے پروردگار! یہ بھوکے ہیں ان کو سیر آپ نے کرانا ہے اے پروردگار! بعض ان میں سے ننگے پاؤں ہیں بعض کے سر پر ٹوپی نہیں ہے اے پروردگار! ان کی نصرت آپ نے کرنی ہے۔ اتنے روئے اتنی زاری کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تھے ان کو ترس آ گیا۔ بخاری شریف کی روایت ہے خیمے میں گئے اور کہنے لگے حضرت! اب بس کریں۔ آپ نے لَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّکَ ”بڑی آہ وزاری کی ہے۔“

تو فرمایا تم محتاج ہو رب کی طرف وہ غنی ہے تعریفوں والا ہے۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کر دے وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ اور لے آئے نئی مخلوق وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل نہیں ہے۔ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر کے اور مخلوق لے آئے گا تم خدا کی پکڑ سے بھاگ نہیں سکتے۔ سورہ رحمٰن میں ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ”اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ نکل جاؤ تم آسمانوں اور زمین کے

کناروں سے تو نکل جاؤ تم نہیں نکل سکتے مگر غلبے کے ساتھ۔" مگر تمہارے پاس غلبہ کہاں ہے؟ نکل جاؤ گے تو جاؤ گے کس زمین میں، کس آسمان کے نیچے جاؤ گے؟

ایک غلط نظریے کا رد :

آگے ایک غلط نظریے کا رد ہے۔ یہودیوں نے یہ نظریہ قائم کیا کہ ہم جتنے بھی گناہ کریں بس کچھ دن کے لیے دوزخ میں جائیں گے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً [بقرہ:۸۰] "ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو دوزخ کی آگ مگر چند دن گنتی کے۔" ان میں سے بعض کہتے تھے کہ ہم سات دن کے لیے دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے خیال کے مطابق دنیا سات ہزار سال ہے۔ ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن دوزخ میں رہیں گے۔ بعض کہتے تھے کہ چالیس دن دوزخ میں رہیں گے کہ ہمارے بڑوں نے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد چالیس دن بچھڑے کی پوجا کی تھی ان کی وجہ سے ہمیں سزا ہوئی۔ بھائی! سوال یہ ہے کہ پوجا وہ کریں اور سزا تم پاؤ؟ یہ کون سا انصاف ہے۔

عیسائیوں نے یہ نظریہ بنایا کہ ہم چاہے جتنے گناہ کریں ہم دوزخ میں نہیں جائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹک کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے ہیں۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹکنے کے بعد آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سولی پر لٹکائے جانے سے پہلے ہی آسمانوں پر اٹھا لیا۔ تو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے ہیں۔ شیطانو! گناہ کرو تم اور کفارہ بنیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، گناہ کرو تم اب دو ہزار سال بعد اور وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوں دو ہزار سال پہلے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان باطل نظریات کا رد فرمایا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔

ہر ایک کو اپنے کیے کا پھل ملے گا۔ اگر تمہارے آباؤ اجداد نیک ہیں تو ان کی نیکی ان کے لیے ہے۔ اگر تم بد ہو تو تمہاری بدی تمہاری گردن پر وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اور اگر بلائے قیامت والے دن بوجھ کے نیچے دبا ہوا اِلٰی حِمْلِهَا اپنا بوجھ اٹھانے کی طرف کسی کو کہ مجھ پر بوجھ زیادہ ہے تھوڑا سا تم اٹھالو لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ نہیں اٹھائی جائے گی اس سے کوئی چیز۔ اس کے گناہوں کے بوجھ سے کوئی شے نہیں اٹھائی جائے گی وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اور اگر چہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو کوئی اس کے قریب نہیں جائے گا يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ [سورہ عبس: پارہ ۳۰] ”جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور بھاگے گا اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔“ کوئی کسی کے قریب نہیں آئے گا۔ بھائی کہے گا میرا تھوڑا سا بوجھ اٹھالے آپ کا بھائی ہوں۔ وہ بھاگ جائے گا۔ ماں کہے گی باپ کہے گا میرا تھوڑا سا بوجھ اٹھالے بھاگ جائے گا۔ بیوی خاوند سے کہے گی میرا تھوڑا سا بوجھ اٹھالے وہ بھاگ جائے گا۔ بیٹے کہیں گے ابا جی! ہمارا تھوڑا سا گناہوں کا بوجھ اٹھالو ہر کوئی بھاگ جائے گا کوئی قریب نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی کریم ﷺ! آپ اپنا کام کریں اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ پختہ بات ہے آپ ڈراتے ہیں ان لوگوں کو يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے۔ رب تعالیٰ کو کسی نے دیکھا نہیں ہے مگر مومن مانتے ہیں وہ ایک ذات قادر المطلق اور واجب الوجود ہے۔ اسی نے کائنات کو پیدا کیا ہے وہ مالک ہے اور وہی یہ سارا نظام چلا رہا ہے۔ کل کے سبق میں گزر چکا ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ”یہ اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کا ملک ہے۔“ اسی کو پکارو۔ فرمایا وہ اپنے رب سے

ڈرتے ہیں بن دیکھے وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم کی انہوں نے نماز۔ اور جو نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ ہم رب تعالیٰ کو مانتے ہیں یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اور جو آنحضرت ﷺ کو نبی ماننے کا دعویٰ کرتا ہے اور آپ ﷺ کی بات نہیں مانتا آپ ﷺ کا اتباع نہیں کرتا وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ تو رب تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی بنیادی شرط ہے نماز قائم کرنا وَمَنْ تَزَکّٰی اور جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کرلیا۔ تزکیہ کا معنٰی ہے دل کی صفائی۔ جس نے اپنے دل کو سنوار لیا، صاف کرلیا، کفر و شرک سے، بغض و حسد سے، تکبر سے، حب دنیا سے فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ پس پختہ بات ہے وہ تزکیہ حاصل کرے گا اپنے نفس کے لیے۔ اس کے دل کی صفائی اس کی جان کے لیے ہے وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا کر کے آئے ہو؟ آج سب جانتے ہیں کہ اسکول، کالج، یونیورسٹی اور مکاتب میں سال بعد امتحان ہوتا ہے۔ اس امتحان کی پہلے ہی دن سے فکر ہوتی ہے حالانکہ یہاں کوئی پہلے امتحان میں رہ جائے تو وہ دوبارہ امتحان دے سکتا ہے لیکن اس جہان کا امتحان ایک ہی بار ہوگا اس کی تیاری کرلو۔ رب تعالیٰ کی طرف جانا ہے۔

اور یہ بات بھی سمجھ لو وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اور نہیں ہے برابر اندھا اور دیکھنے والا۔ کافر، مشرک اور بدعتی اندھا ہے۔ مومن، موحد اور اہل سنت کا فرد آنکھوں والا ہے یہ برابر نہیں ہیں۔ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ اور نہ اندھیرے اور روشنی برابر ہیں۔ کفر اور ایمان کیسے برابر ہو سکتا ہے؟ توحید اور شرک کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ حق اور باطل، سنت اور بدعت کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ اور نہ سایہ اور دھوپ برابر ہیں وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اور نہیں برابر زندے اور مردے

کہ جو مر گئے ان کے اعمال منقطع ہو گئے۔ اور زندہ اعمال کر سکتے ہیں کہ زندگی میں وہ مکلّف ہیں۔

مرابط کا معنیٰ اور اس کا مرتبہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی فوت ہو جاتا ہے اِنْقَطَعَ عَمَلُه ''اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔'' لیکن شہید اور مُرابط کے عمل ختم نہیں ہوتے۔ یہ جو عمل زندگی میں کرتے ہیں شہید ہونے کے بعد بھی وہ عمل برابر ان کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ مُرابط کو بھی شہید کا درجہ مل جاتا ہے۔ مُرابط اسے کہتے ہیں جو کفر کے مقابلے میں اپنی سرحد کو پختہ کرے۔ حسی سرحد یعنی محاذ پر اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اپنی قوم، ایمان اور ملک کی سرحد کی حفاظت کے لیے ڈٹ جائے۔ اور دوسرا معنوی محاذ ہے نظریاتی محاذ ہے۔ عقیدے کی حفاظت، حق کی حفاظت کرنے والا معنوی مُرابط ہے نظریاتی مرابط ہے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ دو بھائی تھے مسلمانوں ہونے کے بعد ایک اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو گیا دوسرا سرحدی محاذ پر مُرابط تھا سرحد کی حفاظت پر مامور تھا وہ طبعی موت سے فوت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعا کی اے پروردگار! اس کو اس کے بھائی شہید کے ساتھ ملا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہادت کا درجہ مُرابط ہونے کی وجہ سے مل گیا ہے۔ محاذ پر جو طبعی موت سے فوت ہوا ہے وہ بھی شہید ہے اور یہ روایات بھی تم سن چکے ہو درس حدیث میں کہ جو گھر سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلا اور مر گیا وہ شہید ہے۔ تو شہید اور مرابط کے اعمال منقطع نہیں ہوتے اور شہید سے قبر میں سوالات بھی نہیں ہوتے۔

صدقہ جاریہ :

جس شخص نے نیک اولاد چھوڑی اور وہ صلوٰۃ وصوم کی پابند ہے تو اس کی نیکیاں بھی والدین کو ملتی ہیں ۔ ایک استاد نے شاگردوں کو دین پڑھایا اس کے شاگرد جو بعد میں نیکی کریں گے اس کا ثواب بدستور استاذ کو پہنچتا رہے گا ۔ یہ صدقہ جاریہ ہے ۔ کسی نے مسجد بنوائی ، دینی مدرسہ بنوایا یہ بھی صدقہ جاریہ ہے ، کسی نے قرآن کریم وقف کیے ، دینی کتابیں وقف کیں ، جب تک وہ پڑھی جائیں گی ان کا ثواب وقف کرنے والے کو پہنچتا رہے گا ۔ اپنے محلوں میں بچوں کے لیے دینی تعلیم کی کوشش کرو ۔ بچیاں بے چاری دور نہیں جاسکتیں ان کے لیے انتظام کرو ۔ محلے میں کسی کا فالتو مکان ہے اگر وہ وقف نہیں کرسکتا تو عارضی طور پر دے دے تاکہ دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوجائے ۔ پاکستان سمیت ہماری حکومتوں کا بیڑا غرق ہوجائے انہوں نے ٹی ، وی وغیرہ خرافات کو اتنا عام کردیا ہے کہ چھوٹے بچے جن کو شعور بھی نہیں ہے وہ بھی گانے گاتے پھرتے ہیں اور ناچتے ہیں ۔ جو دیکھتے ہیں کرتے ہیں ۔ دنیا تو پہلے ہی کھیل تماشا ہے ۔ ان شیطان حکومتوں نے اس کھیل کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے ۔ عورتیں بے چاری آکر روتی ہیں کہ بچے پڑھتے نہیں ہیں دم کردو ، تعویذ دے دو ۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ دو چیزیں تم ختم کردو یہ پڑھیں گے ورنہ نہیں پڑھیں گے ۔ ایک کھیل ختم کردو دوسرا ٹی ، وی ختم کردو ۔ بچیوں کے درس ہونے چاہیں کہ یہ قرآن سیکھیں ۔ دینی تعلیم حاصل کریں ۔ شادیوں کی ٹھاہ ٹھاہ پر اتنی رقم خرچ کردیتے ہو فضول اور بے مقصد ۔ آخرت کا فکر کرو ۔

تو فرمایا نہیں برابر زندہ اور مردہ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ بے شک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہے ۔ زندوں کو سنائے مردوں کو سنائے اس کا کام ہے وَمَآ اَنْتَ

بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ اور آپ نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں ہیں۔ مردوں کو سنانا آپ کا کام نہیں ہے یہ رب تعالیٰ کا کام ہے اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ نہیں ہیں آپ مگر ڈرانے والے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو حق دے کر خوش خبری سنانے والا نیکوں کو رب تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی اور ڈرانے والا بروں کو، نافرمانوں کو رب تعالیٰ کے عذاب سے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اور نہیں گزری کوئی امت اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ مگر اس میں ڈرانے والا گزر چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے پہلے مختلف علاقوں اور قوموں کی طرف رب تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے۔ آپ ﷺ آخری پیغمبر ہیں آپ ﷺ کی ذات گرامی کے بعد اب قیامت تک کوئی سچا نبی دنیا کے کسی خطے میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے آپ ﷺ کا لایا ہوا دین اصلی شکل میں موجود ہے۔ اگرچہ اہل بدعت نے خرافات اور بدعات داخل کر کے دین کا نقشہ بدل دیا ہے مگر اصل دین بھی تمھیں ہر جگہ ملے گا۔ باقی یہ تمھاری کمزوری ہے کہ تم ناک کی خاطر، اپنی برادری کی خاطر، دین سے پیٹھ پھیر کر بدعات کے پیچھے بھاگتے ہو۔ بتانے والے، سنت سے آگاہ کرنے والے، بدعت سے روکنے والے علمائے حق موجود ہیں۔ اسی واسطے حدیث پاک میں آیا ہے عُلماء اُمتي كانبياء بني اسرائيل "میری امت کے حق گو علماء وہ کام کریں گے جو بنی اسرائیل کے انبیائے کرام نے کیا ہے۔"

فرمایا وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اور اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ آئے ان کے پاس رسول ان کے، واضح

دلائل کے ساتھ، معجزات لے کر آئے وَبِالزُّبُرِ۔ زبور کی جمع ہے اور صحیفے لے کر آئے وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ اور ایسی کتاب لے کر آئے جو روشنی پہنچانے والی تھی مگر انہوں نے ان کو جھٹلایا اور سورہ سبا آیت نمبر ۳۱ میں تم پڑھ چکے ہو کہ کافروں نے کہا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ "ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لاتے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر۔" ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر پکڑا ہم نے ان لوگوں کو جو کافر تھے فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پھر کس طرح تھا میرا انکار کرنا (اور کیسی سخت تھی میری سزا۔) جنہوں نے میری توحید کا انکار کیا، میری شریعت کا انکار کیا وہ میری گرفت سے بچ نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کی گرفت سے بچائے۔ (آمین)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِہٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُھَا ؕ وَمِنَ
الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُھَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾
وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ کَذٰلِکَ ؕ
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾
اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَھُمْ
اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِیْٓ
اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ ھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾

اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اتارتا ہے آسمان کی طرف سے پانی فَاَخْرَجْنَا بِہٖ پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے ثَمَرٰتٍ پھل مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُھَا مختلف ہیں رنگ ان کے وَمِنَ الْجِبَالِ اور پہاڑوں میں سے جُدَدٌۢ ٹکڑے ہیں بِیْضٌ سفید وَّحُمْرٌ اور سرخ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُھَا مختلف ہیں رنگ ان کے وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ اور کئی کوے کی طرح سیاہ بھی ہیں وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے بعض وَالدَّوَآبِّ اور چوپایوں میں سے وَالْاَنْعَامِ اور مویشیوں سے مُخْتَلِفٌ

اَلْوَانُہٗ مختلف ہیں رنگ ان کے کَذٰلِكَ اسی طرح اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ پختہ بات ہے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مِنْ عِبَادِہِ اس کے بندوں میں سے الْعُلَمٰٓؤُا علماء اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ غالب ہے بخشنے والا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ جو تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم رکھتے ہیں نماز وَاَنْفَقُوْا اور خرچ کرتے ہیں مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً پوشیدہ اور ظاہر یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً امید رکھتے ہیں تجارت کی لَّنْ تَبُوْرَ جو کبھی تباہ نہیں ہوگی لِیُوَفِّیَھُمْ تاکہ پورا پورا دے ان کو ان کا رب اُجُوْرَھُمْ ان کے اجر وَیَزِیْدَھُمْ اور تاکہ زیادہ دے ان کو مِّنْ فَضْلِہٖ اپنے فضل سے اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے وَالَّذِیْٓ اور وہ چیز اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ جو ہم نے وحی کی آپ کی طرف مِنَ الْکِتٰبِ کتاب سے ھُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے کتابیں ہیں اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ بِعِبَادِہٖ اپنے بندوں سے لَخَبِیْرٌ خبردار ہے بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ''اے لوگو! تم سب محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف چاہے کوئی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو، امیر ہو یا غریب اور کسی بھی

جگہ کے رہنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اس کی صفت ہے اَلصَّمَدُ وہ کسی کا محتاج نہیں اس کے سارے محتاج ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بعض دلائل کی طرف توجہ دلائی ہے اَلَمْ تَرَ اے انسان! کیا تو دیکھتا نہیں ہے اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بے شک اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی۔ رب تعالیٰ نے بارش نازل کی اس کے بغیر کوئی اور بارش نازل نہیں کر سکتا۔ ہاں! استدراج کے طور پر دجال بارش برسائے گا مگر ہوگی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ یہ لوگوں کا امتحان ہوگا۔

استدراج دجالی :

احادیث میں آتا ہے کہ دجال لعین جادو کے ذریعے بہت کچھ کرے گا مگر وہ اپنی آنکھ صحیح نہیں کر سکے گا۔ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی اس میں بینائی نہیں ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے انہوں نے اپنی قوم کو مسیح دجال سے آگاہ کیا مگر میں تمھیں ایک بات بتاتا ہوں جو پہلے کسی پیغمبر نے نہیں بتلائی۔ بخاری شریف کی روایت ہے دجّال اَعْوَر کانا ہوگا وَ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ "اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں ہے۔" یہ موٹی نشانی یاد رکھنا! مغالطہ نہ کھانا۔ دجال بڑے کرتب دکھائے گا لوگ کہیں گے ہم اس وقت بارش کو ترس رہے ہیں ہمیں بارش چاہیے۔ وہ اپنے جادو کے زور سے ہواؤں کو اکٹھا کر کے بادل کے ٹکڑے بنائے گا ان کے درمیان سے بارش ہوگی۔ کہے گا بارش ہوگئی۔ لوگ کہیں گے ہم محتاج ہیں ہمیں مال چاہیے۔ زمین پر پاؤں مارے گا سونا نکلے گا، چاندی نکلے گی، کہے گا پکڑ لو۔ سطحی قسم کے لوگ اس قسم کی چیزیں دیکھ کر اس کو رب مانیں گے کہ یہی رب ہے۔ اور جو دجال کی ربوبیت کا انکار کریں گے دجال ان کے سامان کو اشارہ کرے گا گھر کا سارا سامان اس کے ساتھ چل پڑے گا۔ گھر

ہتھیلی کی طرح صاف ہو جائے گا۔

پوچھنے والے نے سوال کیا حضرت! اس وقت مومن کیا کھائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو پکے مومن ہوں گے ان کے لیے سبحان اللہ کہنا ہی کھانا ہوگا۔ مومن ایک دفعہ سبحان اللہ کہے گا یوں سمجھو کہ اس نے ایک روٹی کھالی ہے۔ دو دفعہ سبحان اللہ کہے گا تو دو روٹیوں کی طاقت اس کو مل جائے گی۔ اور جو کمزور مومن ہوں گے وہ بھوک کی وجہ سے ہاتھ زمین پر ماریں گے۔ مٹھی مٹی کی منہ میں ڈالیں گے وہ شکر بن جائے گی۔ ریت کی مٹھی منہ میں ڈالیں گے وہ شکر بن جائے گی۔ رب تعالیٰ مٹی اور ریت کو شکر بنا دے گا۔ تو دجال مسمریزم کے ذریعے بہت کچھ کرے گا۔ ساری دنیا پھرے گا مگر چند مقامات پر اس کے ناپاک قدم نہیں جاسکیں گے۔ وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ شہر میں داخل نہیں ہو سکے گا بیت المقدس اور کوہِ طور پر نہیں جا سکے گا۔ وہ جادو کے ذریعے جو کچھ کرے گا یہ رب تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوگی۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کثرت سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجال ''اے اللہ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' دنیا کی ابتدا سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

تو فرمایا اے انسان! تو نے دیکھا نہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی فَاَخْرَجْنَابِهٖ ثَمَرٰتٍ ۔ ثمرات ثَمَرَةٌ کی جمع ہے اس کا معنیٰ پھل ہے ۔پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے ایسے پھل مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا۔ الوان جمع ہے لون کی۔ لون کا معنیٰ ہے رنگ۔ معنیٰ ہوگا مختلف ہیں رنگ ان پھلوں کے۔ کوئی سرخ، کوئی سفید، کوئی سیاہ، کوئی گرم، کوئی سرد۔ رنگ بھی جدا جدا، اثرات بھی جدا جدا، شکلیں بھی

جدا جدا۔ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ ۔ جُدَدٌ جُدَّةٌ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے ٹکڑا۔ اور بِيضٌ بَيْضَاء کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے سفید۔ وَّحُمْرٌ۔ حَمْرَاء کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے سرخ۔ تو معنیٰ ہوگا پہاڑوں میں سے جو رب تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں کچھ ٹکڑے سفید ہیں کچھ سرخ ہیں مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا ان کے رنگ مختلف ہیں۔ بعض اعلیٰ درجے کے سفید ہیں بعض ادنیٰ درجے کے سفید ہیں۔ اسی طرح سرخ بھی کہ بعض بہت سرخ ہیں اور بعض تھوڑے ہیں۔ تو یہ سرخ و سفید پہاڑ کس نے پیدا کیے ہیں؟ وَغَرَابِيبُ سُودٌ۔ غرابیب غُرَابٌ کی جمع ہے۔ غراب کوے کو کہتے ہیں اور کوا سیاہ ہوتا ہے۔ آج ہم بھی کوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کالا کوا۔ اور سُودٌ سَوَادٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے کالا۔ تو بعض پہاڑ ایسے ہیں جو کوے کی طرح سیاہ ہیں یعنی اعلیٰ درجے کے سیاہ ہیں وَمِنَ النَّاسِ اور انسانوں میں سے بھی وَالدَّوَآبِّ ۔ دَوَاب دَابَّةٌ کی جمع ہے چوپائے۔ اس میں کتا، بلی، گدھا، گھوڑا سب آگئے۔ اور دَابَّه کا معنیٰ چلنے والا بھی ہے۔ تو پھر اس میں کیڑے مکوڑے بھی آگئے وَالْاَنْعَامِ ۔ یہ نَعَم کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ مویشی یعنی وہ جانور جو لوگ گھروں میں رکھتے ہیں۔ اس میں اونٹ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکرا، بکری، بھیڑ وغیرہ آگئے۔

سورۃ الانعام میں ان جانوروں کا ذکر ہے۔ یہ جانور بھی رب تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں۔ ان جانوروں سے تم فائدہ اٹھاتے ہو۔ کسی کی پشم سے، کسی کے دودھ سے اور گھی سے، کسی کی سواری سے، یہ سب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو گائے کی پوجا کرتے ہیں اور آج کلمہ پڑھنے والوں میں بھی ایسوں کی کمی نہیں ہے۔ گوجرانوالا شہر میں تمہیں کافی مقدار میں آوارہ گائیں پھرتی ملیں گی۔ وہ جاہل قسم کے

لوگوں نے اپنے پیروں کے نام پر چھوڑی ہوئی ہیں ان کا مالک کوئی نہیں ہوتا۔ پیدا رب کرے اور وقف اوروں کے نام پر ہوں کتنا بڑا ظلم ہے؟ تو فرمایا انسانوں میں سے چوپائیوں میں سے مویشیوں میں سے مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ مختلف ہیں رنگ ان کے۔ کالے، گورے، سپید، سرخ جس طرح انسانوں میں ہیں اسی طرح جانوروں میں بھی ہیں۔ یہ رنگ بھرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ لوگ ابھی عالم ارواح میں تھے اور اس جہان میں نہیں آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت پر دست قدرت پھیرا۔ دائیں طرف چیونٹیوں کی طرح مخلوق نکل آئی۔ پھر بائیں طرف ہاتھ پھیرا چیونٹیوں کی طرح مخلوق نکل آئی۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! یہ کیا چیزیں ہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی نسل ہیں۔ فرمایا یہ دائیں طرف والے اصحاب الیمین ہیں اور بائیں طرف والے اصحاب الشمال ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو کوئی موٹا ہے، کوئی پتلا ہے، کوئی کسی شکل کا ہے اور کوئی کسی شکل کا۔ عرض کیا اے پروردگار! هَلَّا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ "آپ نے اپنے بندوں کو ایک جیسا کیوں نہ کر دیا۔" رب تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میرا شکر ادا ہوتا رہے۔ بڑے قد والا چھوٹے قد والے کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا کہ آپ نے مجھے بڑا قد عطا فرمایا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے ایک جگہ بہت سارے لوگ جمع تھے مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے، میلہ لگا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے لوگ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے بتایا حضرت! ایک آدمی ہے اس کا قد

ایک بالشت ہے لیکن ڈاڑھی اس کی گھٹنے تک ہے اور لوگ اُسے مذاق رہے ہیں۔
آنحضرت ﷺ اکثر باوضو رہتے تھے اور حدیث پاک میں آتا ہے لَا یُحَافِظُ عَلَی الْوضوءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ ''مومن ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔'' آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فوراً سجدے میں گر پڑے۔ فرمایا اے پروردگار! اگر میرا قد بھی اتنا بنا دیتا تو میں بھی لوگوں کے لیے وجہ تضحیک ہوتا۔ اسی طرح اچھی شکل والا آدمی، بری شکل والے کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرے گا، صحت مند بیمار کو دیکھ کر شکر ادا کرے گا، امیر غریب کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرے گا۔ غریب حیوان کو دیکھ کر شکر ادا کرے گا کہ اے پروردگار! تو نے مجھے انسان بنایا ہے۔
اس لیے سب کو ایک جیسا نہیں بنایا کہ میرا شکر ادا ہوتا رہے اور جو شکر ادا نہیں کرتا وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ ظفر مرحوم جو دلّی کا آخری بادشاہ تھا اس کا شعر ہے......

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا، ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم وذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

جو عیش میں خدا کو بھول جائے اور طیش میں خوف خدا سے بے نیاز ہو جائے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ عیش میں خدا کا شکر ادا کرے اور طیش میں خدا کا خوف سامنے رہے کہ وہ مجھ پر قادر ہے وہ مجھے سزا بھی دے سکتا ہے۔ تو فرمایا مختلف ہیں رنگ ان کے کَذٰلِكَ اسی طرح کوئی سفید ہے، کوئی سیاہ ہے، کوئی سرخ ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا پختہ بات ہے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں جو اس کو جانتے ہیں۔

علماء سے مراد یہ نہیں ہے کہ جن کے پاس ڈگری ہے، سند ہے بلکہ مراد وہ لوگ ہیں جو رب تعالیٰ کو جانتے ہیں۔ ان کو رب تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات وہ

ہے جو قادر المطلق ہے، اس نے ہمیں پیدا کیا ہے، وہ ہمارا مالک ہے، مختار ہے۔ رب تعالیٰ سے ڈرتے وہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے چاہے پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ ہوں۔ زبانی زبانی لا الٰہ الا اللہ کہنے کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بعض ان پڑھ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنے سخت ہوتے اور عقیدے کے اتنے پختہ ہوتے ہیں جتنا مرضی کوئی ان کو عقیدے سے ہلائے، نہیں ہلتے اور بعض پڑھے ہوئے لوٹے کی طرح گھومتے ہیں کہ جہاں سے مطلب حاصل ہوا وہاں چلے گئے۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے بخشنے والا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ بے شک وہ لوگ جو تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی۔ یاد رکھنا! بے شک ورد وظیفے سب اپنے مقام پر حق ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، درود شریف، توبہ استغفار، پہلا کلمہ، دوسرا کلمہ، تیسرا کلمہ، جتنے کلمات ہیں سب حق ہے۔ لیکن جتنا ثواب قرآن پاک کی تلاوت کا ہے وہ اور کسی شے کا نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ اگر کوئی کند ذہن ہے زبان اچھی طرح نہیں چلتی پھر بھی کم از کم ایک پارہ روزانہ ضرور پڑھے کیا مرد کیا عورتیں۔

فرمایا جو لوگ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم رکھتے ہیں نماز۔ ان کی نماز فوت نہیں ہوتی چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، بیمار ہوں یا تندرست، خوشی ہو یا غمی، نماز پابندی سے پڑھتے ہیں وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ رب تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجدیں بنواتے ہیں، مدرسے بنواتے ہیں، دینی طلبہ کی خدمت کرتے ہیں، یتیموں کی امداد کرتے ہیں سِرًّا وَّعَلَانِيَةً پوشیدہ اور ظاہر۔ مخفی طور پر بھی خرچ کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے دیتے ہیں

بائیں کو علم نہیں ہوتا اور مقام اگر علانیہ دینے کا ہو تو علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ وہ اس طرح کہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملے گا اور فی سبیل اللہ کی مد میں جو خرچ کریں گے تو ایک کا سات سو گنا ملے گا۔ یہ ایسی تجارت ہے کہ خسارے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ دنیا کی تجارت میں نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی لیکن یہ ایسی تجارت ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے دس نیکیاں نقد مل گئیں اور اگر فی سبیل اللہ کے سفر میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہے تو سات سو نیکیاں مل گئیں نقد۔

تو فرمایا وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو کبھی ہلاک نہیں ہوگی لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا دے ان کا اجر وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اور زیادہ دے ان کو اپنے فضل سے۔ دیکھو! چاہیے تو یہ تھا ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے ایک نیکی ملتی لیکن اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے نو مزید دیتا ہے۔ اگر فی سبیل اللہ کی مد میں نیکی کرے تو ایک نیکی تو اس نے اپنی طرف سے کی چھ سو ننانوے اپنے پاس سے دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے إِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ بے شک وہ بخشنے والا ہے قدردان ہے وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور وہ جو ہم نے وحی کی ہے آپ کی طرف مِنَ الْكِتٰبِ کتاب هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی۔ تورات، انجیل، زبور کی، اور دوسرے صحیفوں کی۔ اس کو پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خبردار ہے، دیکھنے والا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ
وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ
لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ
عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ
مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ ۚ وَهُمْ
يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا
نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ
فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ ع

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا الَّذِيْنَ ان لوگوں
کو اصْطَفَيْنَا جن کو ہم نے منتخب کیا مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے
فَمِنْهُمْ پس ان میں سے بعض ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ظلم کرنے والے ہیں اپنی جان
پر وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ اور بعض ان میں سے میانہ روی کرنے والے ہیں وَ
مِنْهُمْ اور بعض ان میں سے سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ سبقت کرنے والے ہیں

بھلائیوں میں بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيْرُ یہی ہے بہت بڑا فضل جَنّٰتُ عَدْنٍ رہنے کے باغات ہیں
يَّدْخُلُوْنَهَا داخل ہوں گے ان باغات میں يُحَلَّوْنَ فِيْهَا پہنائے جائیں گے
ان کو ان باغات میں مِنْ اَسَاوِرَ کنگن مِنْ ذَهَبٍ سونے کے وَّلُؤْلُؤًا
اور ہار موتیوں کے وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا اور ان کا لباس ان باغات میں حَرِيْرٌ
ریشم کا ہوگا وَقَالُوا اور وہ کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے
لیے ہیں الَّذِيْٓ وہ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ جس نے دور کیا ہم سے غم اِنَّ
رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ بے شک ہمارا رب البتہ بخشنے والا ہے قدردان ہے الَّذِيْٓ
وہ ذات اَحَلَّنَا جس نے اتارا ہمیں دَارَ الْمُقَامَةِ ٹھہرنے کی جگہ میں
مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے لَا يَمَسُّنَا نہیں پہنچتی ہمیں فِيْهَا اس میں
نَصَبٌ کوئی مشقت وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا اور نہیں پہنچتی ہمیں اس میں
لُغُوْبٌ کوئی تھکاوٹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں لَهُمْ نَارُ
جَهَنَّمَ ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ نہیں فیصلہ کیا
جائے گا ان کے بارے میں فَيَمُوْتُوْا کہ وہ مرجائیں وَلَا يُخَفَّفُ اور نہ
ہلکا کیا جائے گا عَنْهُمْ ان سے مِّنْ عَذَابِهَا اس کے عذاب سے كَذٰلِكَ
نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ اسی طرح ہم بدلہ دیں گے ہر کافر کو وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ
فِيْهَا اور وہ چیخیں ماریں گے اس میں رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَخْرِجْنَا نکال

ہمیں یہاں سے نَعۡمَلۡ صَالِحًا کہ ہم عمل کریں اچھے غَیۡرَ الَّذِیۡ ان کے علاوہ کُنَّا نَعۡمَلُ جو ہم عمل کرتے تھے اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ کیا ہم نے عمر نہیں دی تھی تم کو مَّا اتنی یَتَذَكَّرُ فِیۡهِ جس میں نصیحت پکڑتے مَنۡ تَذَكَّرَ جو نصیحت پکڑنا چاہے وَجَآءَكُمُ النَّذِیۡرُ اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا فَذُوۡقُوۡا پس چکھو تم فَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ پس نہیں ہے ظالموں کے لیے مِنۡ نَّصِیۡرٍ کوئی مددگار۔

تفسیر آیات :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا یعنی قرآن کریم کا الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا ان لوگوں کو جن کو ہم نے منتخب کیا مِنۡ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے۔ یہ امت تمام امتوں میں سے بہترین امت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ [آل عمران: ۱۱۰]" "تم سب سے بہتر امت ہو ظاہر کیے گئے ہو لوگوں کی اصلاح کے لیے۔" مگر افسوس ہے کہ یہ نکتہ اور سبق آج مسلمان کو بھول گیا ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ مجھے کاروبار کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ کاروبار تو ضمنی اور بالتبع ہے کرتا رہے کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کو مقصود بالذات نہ بنائے۔ تو فرمایا پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا ان لوگوں کو جن کو ہم نے منتخب کیا اپنے بندوں میں سے۔

انسانوں کے تین طبقات :

پھر ان کی تین قسمیں ہیں فَمِنۡهُمۡ ایک تو ان میں سے وہ ہیں ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ جو اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ نہ اس کتاب کو پڑھا، نہ سمجھا، نہ عمل کیا، نہ اس کے مطابق

عقیدہ بنایا۔ یہ پرلے درجے کے ظالم ہیں اور اکثریت ان ظالموں کی ہے۔ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ اور دوسرا گروہ ان میں سے وہ ہے جو درمیانی چال چلنے والا ہے۔ قرآن کریم کبھی پڑھ لیا کبھی نہ پڑھا، کچھ چیزوں پر عمل کر لیا کچھ کو چھوڑ دیا۔ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ اور تیسرا گروہ ان میں سے وہ ہے جو سبقت کرنے والے ہیں بھلائیوں میں۔ نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔ قرآن کریم پڑھتا بھی ہے اور پڑھاتا بھی ہے۔ اس کے مطابق عقیدہ اور عمل بھی ہے اور اس کے مطابق زندگی گزارتا ہے بِاِذْنِ اللّٰهِ رب تعالیٰ کے اذن کے ساتھ، رب تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ذاتی کوئی کمال نہیں ہے۔ اور رب تعالیٰ توفیق اسے ہی دیتا ہے جو اس کی طرف قدم اٹھائے۔ اور جو گمراہی سے نہ نکلنا چاہے تو جبراً اس کو نہیں نکالتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ضابطہ بیان فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [رعد:۱۱] ''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں تبدیل کرتا کسی قوم کی حالت یہاں تک کہ وہ تبدیل کریں جو کچھ ان کے نفسوں میں ہے۔'' مولانا ظفر علی خاں نے اسی آیت کا شعری ترجمہ یوں کیا ہے :

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

تو تیسرا طبقہ وہ ہے جو نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ پڑھتا بھی ہے، پڑھاتا بھی ہے، عمل بھی کرتا ہے، زندگی قرآن کے مطابق بسر کرتا ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یہ جو رب تعالیٰ نے کتاب کا وارث تمہیں دی ہے یہ رب تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر کوئی سمجھے تو۔ آج کوئی کسی غریب آدمی کو ایک لاکھ روپیہ دے دے تو وہ

اچھلتا پھرے گا۔ اور اگر کسی کو ایک کروڑ مل جائے تو وہ لڈیاں ڈالے گا۔ اور اگر کسی کو ایک ارب مل جائے جائز طریقے سے تو میرے خیال میں اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ لیکن یقین جانو! قرآن کریم کی ایک ایک آیت کریمہ کے مقابلے میں ساری دنیا کی دولت ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا وارث بنایا ہے۔ یہ ذٰلِکَ کا مُشارٌ اِلیہ وراثت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے جس نے تمہیں اس کتاب کا وارث بنایا ہے۔ فضل کبیر کا مقام کیا ہوگا؟ جَنّٰتُ عَدْنٍ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ دنیا کے باغ کبھی پھل لاتے ہیں اور کبھی پھل نہیں لاتے۔ پھر ان کا پھل لانا موسم کا پابند ہے لیکن جنت کی یہ خصوصیت ہے لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ [سورۃ الواقعہ] "نہ قطع کیے جائیں گے اور نہ روکے جائیں گے۔" پھل توڑتے ہی دوسرا دانہ پہلے سے عمدہ لگ جائے گا کبھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ کوئی روکے گا۔ جو شخص جہاں سے چاہے کھائے اور جو چاہے کھائے یَدْخُلُوْنَهَا داخل ہوں گے ان باغات میں یُحَلَّوْنَ فِيْهَا پہنائے جائیں گے ان میں مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ۔ اَسَاوِر اَسْوِرَةٌ کی جمع ہے اور اَسْوِرَةٌ سِوَارٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ کنگن ہے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ وَّلُؤْلُؤًا اور ہار موتیوں کے۔

سراقہ بن مالک کا رسول اللہ ﷺ کا تعاقب کرنا:

پہلے زمانے میں لوگ سونے کے کنگن پہنتے تھے یہ ان کے بڑے ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے لیے چلے۔ کافروں نے انعام مقرر کیا کہ ان کو زندہ پکڑ کے لاؤ یا ان کے سر لے کر آؤ۔ ایک کے بدلے سو سو اونٹ دیں گے۔ سراقہ بن مالک بن جعشم بڑا پہلوان قسم کا آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ دو آدمیوں کا مارنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کے لیے چل پڑا۔

بخاری شریف کی روایت ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پیچھے گرد و غبار اڑتا ہوا نظر آرہا ہے لگتا ہے ہمارے پیچھے کوئی آدمی لگا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی پروا نہیں اللہ تعالیٰ ہمارا محافظ ہے۔ قریب آکر کمان میں تیر رکھ کر چلانا چاہا مگر نہ چلا۔ اس کا گھوڑا سخت زمین میں دھنس گیا۔ پھر دوبارہ اس نے انعام کے لالچ میں تیر چلانا چاہا پھر اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا گھٹنوں تک۔ اب اس نے سفید چادر لہرائی کہ میری طرف سے تمھیں امان ہے تم مجھے صرف امان کا پروانہ دے دو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ پروانہ لکھنا جانتے تھے۔ چمڑے کے چھوٹے سے ٹکڑے پر لکھ دیا کہ سراقہ بن مالک کو امان ہے۔ تمھیں ہم کسی وقت بھی تکلیف نہ دیں گے۔ اس نے حفظ ماتقدم کے تحت یہ تحریر لکھوائی کہ ان کو ایک دن غلبہ تو حاصل ہو جانا ہے کہیں مجھے مار نہ ڈالیں۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سراقہ! آج دو سو اونٹ کی خاطر ہمارا تعاقب کر رہے ہو کَیْفَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارَیْ کِسْرٰی "وہ کیسی حالت ہوگی جب تو کسریٰ ایران کے کنگن پہنے گا۔"

جب ایران فتح ہو' دیگر سامان کے ساتھ کسریٰ کے کنگن بھی آئے۔ اس حدیث کی تعمیل کی خاطر مسجد نبوی میں تھوڑے سے وقت کے لیے کسریٰ کے کنگن انہوں نے پہنے۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا بھی دے گا اور آخرت بھی دے گا۔ سونا تو مردوں کے لیے حرام ہے اور گھڑی کا چین لوہے کا ہوتا ہے۔ گھڑی مرد بھی پہنتے ہیں اور عورتیں بھی پہنتی ہیں۔ اس کے متعلق بعض مولوی غلو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پہنے ہوئے نماز جائز ہی نہیں ہے۔ لیکن نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے۔ لوہے کا چین ہو یا سٹیل کا ہو اس کا ویسے بھی پہننا مکروہ ہے۔ چمڑے کا ہو تو کوئی کراہت نہیں ہے ریکسین کی بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔ لوہے اور سٹیل کا چین مردوں اور عورتوں کے لیے مکروہ ہے اور نماز ہو

جائے گی مگر مکروہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ اوران کالباس جنت میں ریشمی ہو گا وَقَالُوا اور جنتی کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے دور کردیئے ہم سے ہمارے غم۔ نہ وہاں بیماری کی پریشانی نہ موت کا ڈر، نہ چوروں اور ڈاکوؤں کا خطرہ، نہ لڑائی جھگڑے کی پریشانی۔ دنیا میں قدم قدم پر پریشانیاں ہیں وہاں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ بے شک ہمارا رب البتہ بخشنے والا ہے قدردان ہے۔ جس نے ہمارے برائے نام اعمال کی قدر کی ہے اور ہمیں بخش دیا اور جنت میں پہنچا دیا ہے الَّذِيٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ وہ ذات جس نے ہمیں اتارا ہے ٹھہرنے کی جگہ میں مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے۔ یہ عمل تو صرف سبب ہیں جنت کا داخلہ تو صرف رب تعالیٰ کے فضل سے ہے مگر یہ فضل اس پر ہوگا جس کے پاس وہ عمل ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ کوئی آدمی محض اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جاسکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضرت! ہمارے عمل تو کچھ نہیں آپ ﷺ کے اعمال تو بڑے جان دار ہیں تو کیا آپ ﷺ بھی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جاسکتے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ مِّنْهُ وَرَحْمَةٍ ''میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے مستغنی ہوکر جنت میں نہیں جاسکتا۔'' عمل محض سبب ہے علت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہے۔

فرمایا لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ نہیں پہنچتی اس جنت میں ہمیں کوئی مشقت۔ کام کرتے ہوئے آدمی کو جو مشقت ہوتی ہے عربی میں اس کو نَصَبٌ کہتے ہیں۔ وہاں تو کوئی کام ہی نہیں

ہوگا مشقت کہاں سے ہوگی؟ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ اور نہیں پہنچتی ہمیں اس میں کوئی تھکاوٹ۔ کام کرتے کرتے آدمی تھک جاتا ہے اس کو عربی میں لغوب کہتے ہیں۔ وہاں کوئی کام نہیں ہوگا تھکاوٹ کیسی؟

یہ تو مومنوں کا ذکر ہوا اب دوسروں کا حال بھی سن لو! وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ جو کافر ہیں لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ان کے لیے دوزخ کی آگ ہوگی لَا يُقْضَى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا نہیں فیصلہ کیا جائے گا ان کے بارے میں کہ وہ مر جائیں۔ کیونکہ اگر ان کو مار دیا جائے تو سزا کون بھگتے گا؟ سورہ زخرف آیت نمبر ۷۷ میں ہے وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ''اور پکاریں گے دوزخ والے اور کہیں گے اے مالک (یہ جہنم کے انچارج فرشتے کا نام ہے۔) چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر آپ کا رب۔'' تم درخواست کرو ہماری طرف سے کہ رب ہمیں ختم کر دے۔ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ''فرشتہ کہے گا بے شک تم رہنے والے ہو۔'' تمہارے پاس رب تعالیٰ کے پیغمبر آئے، کتابیں آئیں، رب تعالیٰ نے تمہیں عقل دی۔ سمجھ دی لیکن تم نے کسی شے کو پسند نہ کیا لہٰذا اب بھگتو۔

فرمایا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب۔'' ہلکا تو درکنار روز بہ روز عذاب میں اضافہ ہوگا بڑھتا جائے گا اور مومنوں کی لذتیں بڑھتی جائیں گی جب کہ ان کا عذاب بڑھتا جائے گا۔ فرمایا كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ اسی طرح ہم بدلہ دیں گے ہر کافر کو وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا اور وہ چیخیں ماریں گے دوزخ میں۔ جیسے کوئی حادثہ پیش آجائے تو بندے کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ چیخیں ماریں گے روئیں گے۔ اتنا روئیں گے کہ حدیث پاک میں آتا ہے ان کے رخساروں پر گڑھے پڑ جائیں گے آنسوؤں کے گرنے کی وجہ سے۔ کبھی تم نے پہاڑی سفر کیا ہو تو دیکھا

ہوگا کہ اوپر سے پانی گرتا ہے تو نیچے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ایک ایک مجرم اتنا رودے گا، اس کے آنسو اتنے ہوں گے کہ اس میں کشتی چل سکے گی۔اور جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون جاری ہو جائے گا واویلا کریں گے اور کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا اے ہمارے رب نکال ہمیں یہاں سے نَعْمَلْ صَالِحًا کہ ہم اچھے عمل کریں غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ان کے علاوہ جو عمل ہم کرتے تھے۔اب وہ عمل نہیں کریں گے۔ بھائی!اب یہ کہنے کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کیا ہم نے عمر نہیں دی تھی تم کو مَّا اتنی یَتَذَكَّرُ فِیْهِ جس میں نصیحت پکڑتے مَنْ تَذَكَّرَ جو نصیحت پکڑنا چاہتا۔عاقل بالغ ہونے کے بعد ہر آدمی دنیا کے کاموں کے متعلق بڑا اسیانا ہے اور دین کے معاملے میں اُسے کوئی سمجھ نہیں ہے کہ حق کیا ہے باطل کیا ہے، ایمان کیا ہے کفر کیا ہے؟ نیکی کیا ہے بدی کیا ہے؟ توحید کیا ہے شرک کیا ہے؟ سنت کیا ہے بدعت کیا ہے؟ تمہیں عمر نہیں دی تھی اس میں سمجھ نہیں سکتے تھے؟ آج کہتے ہو کہ یہاں سے نکالو وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا کہ ہمارے حق میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بشیر بھی ہیں اور نذیر بھی ہیں۔

نذیر کی تفسیر :

اور یہ تفسیر بھی ہے کہ قرآن کریم میں رب تعالیٰ نے عذاب سے ڈرایا ہے اور یہ تفسیر بھی ہے کہ رب تعالیٰ نے عقل دی ہے۔عقل سب کے لیے نذیر ہے۔اور یہ تفسیر بھی ہے کہ جب بندے کے سر اور ڈاڑھی میں ایک آدھ سفید بال آجائے تو نذیر آگیا ہے۔ سلف صالحین کی ڈاڑھی میں جب سفید بال آجاتے تھے تو ان میں انقلاب پیدا ہو جاتا تھا کہ میں پہلی حالت میں نہ رہوں۔جیسے آج کل جو صحیح حاجی ہوتے ہیں جب واپس آتے

ہیں تو ان کی زندگی میں انقلاب ہوتا ہے اور جو رسمی ہوتے ہیں وہ جیسے گئے ویسے ہی آئے۔
اور بعض نے لکھا ہے کہ نذیر سے مراد پوتا پوتی ہے کہ جس وقت کسی کے ہاں پوتا پوتی ہو جائے تو اس کو از خود بسترا گول کرنا چاہیے۔ یہ ساری تفسیریں صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر بھی نذیر ہے، قرآن بھی نذیر ہے، بڑھاپا بھی نذیر ہے، پوتا پوتی بھی نذیر ہیں۔ تو فرمایا تمہارے پاس نذیر آیا تھا اب تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی فَذُوْقُوْا پس چکھو تم فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ پس نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔ یہیں چیختے چلاتے رہو۔ یہاں سے نکلنا بالکل محال ہے، ممکن نہیں۔ رب تعالیٰ نے ہمیں قبل از وقت یہ باتیں بتلا کر سمجھا دیا ہے تاکہ ہم دوزخ سے بچیں اور جنت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا فَھُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْہُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ عٰلِمُ جاننے والا ہے غَیْبِ السَّمٰوٰتِ پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی وَالْاَرْضِ اور زمین کی اِنَّہٗ بے شک وہ عَلِیْمٌ جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ دلوں کے راز ھُوَ الَّذِیْ وہ وہی ذات ہے جَعَلَکُمْ جس نے بنایا تم کو خَلٰٓئِفَ خلیفے فِی الْاَرْضِ زمین میں فَمَنْ کَفَرَ پس جس نے کفر اختیار کیا فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ پس اسی پر اس کے کفر کا وبال پڑے گا وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے کُفْرُھُمْ ان کا کفر عِنْدَ رَبِّھِمْ ان کے رب کے ہاں اِلَّا مَقْتًا مگر ناراضگی وَلَا

یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ اورنہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے کُفۡرُھُمۡ ان کا کفر اِلَّا خَسَارًا مگر نقصان قُلۡ (اے پیغمبر علیہ السلام) آپ کہہ دیں اَرَءَیۡتُمۡ مجھے بتلاؤ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ تمہارے وہ شریک تَدۡعُوۡنَ جن کو تم پکارتے ہو مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے سوا اَرُوۡنِیۡ مجھے دکھلاؤ مَاذَا خَلَقُوۡا کیا انہوں نے پیدا کیا ہے مِنَ الۡاَرۡضِ زمین میں اَمۡ لَھُمۡ شِرۡکٌ کیا ان کے لیے شراکت ہے فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں اَمۡ اٰتَیۡنٰھُمۡ کِتٰبًا یا ہم نے ان کو دی ہے کتاب فَھُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنۡہُ پس وہ کھلی دلیل پر ہیں اس سے بَلۡ بلکہ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ نہیں وعدہ کرتے ظالم بَعۡضُھُمۡ بَعۡضًا بعض بعض سے اِلَّا مگر غُرُوۡرًا دھوکے کا اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ روکتا ہے آسمانوں کو وَالۡاَرۡضَ اور زمین کو اَنۡ تَزُوۡلَا کہ وہ ٹل جائیں اپنی جگہ سے وَلَئِنۡ زَالَتَآ اور اگر وہ ٹل جائیں اِنۡ اَمۡسَکَھُمَا نہیں ان کو روک سکتا مِنۡ اَحَدٍ کوئی ایک مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ اللہ تعالیٰ کے ٹالنے کے بعد اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا بے شک وہ تحمل کرنے والا ہے بخشنے والا ہے۔

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے :

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے مسئلہ توحید۔ توحید کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کرنا کہ وہ اپنی ذات میں اور صفات میں اور اپنے کاموں میں وحدہ لا شریک ہے۔ نہ رب جیسا کوئی رب ہے اور نہ رب والی صفات کسی میں ہیں، نہ رب جیسے کوئی کام اور کر سکتا ہے۔ وہ واجب الوجود ہے۔ خدائی اختیارات صرف اسی کے پاس

ہیں۔اس کی صفات میں سے ایک علم غیب ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کا علم کسی کو نہیں ہے۔بعض جاہل قسم کے لوگ علم غیب اور انبآء الغیب میں فرق نہیں کرتے۔ اَنْبَاء نَبَأٌ کی جمع ہے۔ نَبَأٌ کا معنیٰ ہے خبر۔تو اَنْبَآءُ الْغَیْبِ کا معنیٰ ہوگا غیب کی خبریں۔اور علم غیب کا معنیٰ ہے غیب کا علم کہ غیب کا کوئی ذرہ اس سے اوجھل نہ ہو۔تو غیب کا علم اور چیز ہے اور غیب کی خبریں اور چیز ہے۔غیب کی خبریں کتنی بے شمار کیوں نہ ہوں وہ محدود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو غیب کی خبریں دی ہیں۔اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۴ پارہ نمبر ۳ میں ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ "یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم اس کی آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔" اور سورہ ہود آیت نمبر ۴۹ پارہ نمبر ۱۲ میں ہے تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ "یہ باتیں غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے بتلاتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی غیب کی خبریں دی ہیں؟ اس کا ہمارے پاس کوئی معیار اور شمار نہیں ہے۔وہ دینے والا جانے اور خبریں حاصل کرنے والا جانے مگر ہیں محدود۔اور علم غیب کا مطلب یہ ہے کہ ایک ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہ ہو۔وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے کہ جو ذرے ذرے کو جانتا ہے۔بعض جاہل قسم کے لوگ انباء الغیب میں سے کچھ خبریں بیان کر کے کہتے ہیں دیکھو جی! یہ غیب ہے کہ نہیں۔بھئی! وہ غیب کی خبریں ہیں غیب نہیں ہے۔تو دونوں کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔عالم الغیب کی صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رافضیوں کی رد میں تصانیف :

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک مولوی کا سر پھر گیا۔ (اللہ کرے مولوی کا سر نہ پھرے وہ بڑوں کا سر پھیر دیتا ہے۔) اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عالم الغیب تو وہ ہوتا ہے جس سے کوئی چیز غائب ہو اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ یہ بات تو صحیح تھی کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ مقامی علماء نے اس کو سمجھایا مگر جب آدمی ضد پر اتر آئے، انا کا مسئلہ بنالے، ذاتیات آ جائیں یا مالی مفاد ہو تو بات سمجھ نہیں آتی اور سمجھ آ بھی جائے تو مانتا نہیں ہے۔ مقامی علماء نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا بڑا طویل خط ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ ہمارے علاقے میں ایک بڑا سیانا اور باتونی مولوی ہے وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ کہو۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خط پڑھا تو بے اختیار رگ فاروقی حرکت میں آئی۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فاروقی نسل سے تھے سید نہیں تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے......

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ

"باپ کے اثرات اولاد میں ہوتے ہیں۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ وہ نسلی شدت، دینی سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں بھی تھی۔ ایسا عالم ہندوستان میں ان کے بعد پیدا نہیں ہوا۔ مگر حق گوئی کا بدلہ ظالموں نے

یہ دیا کہ ان کی انگلیاں کاٹ دیں۔

وہ اس طرح کہ شاہ صاحب نے دو کتابیں لکھیں ایک '' قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ''یعنی'' آنکھوں کی ٹھنڈک شیخین کی فضیلت بیان کرنے میں ہے۔'' شیخین سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور دوسری کتاب '' ازالۃ الخفا فی خلافۃ الخلفآء '' بڑی علمی کتاب ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل اس قدر بیان کیے ہیں کہ اگر آدمی ضدی نہ ہو تو مانے بغیر چارہ نہیں ہے۔ نجف علی خان رافضی شیعہ خبیث جو دلی کا حکمران تھا اس نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی انگلیاں کٹوا دی تھیں کہ ان ہاتھوں کے ساتھ تم نے یہ کتابیں لکھی ہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے '' تحفہ اثناء عشریہ '' لکھی تو ان کو دلی سے نکلوا دیا۔ کچھ عرصہ رام پور میں بیمار رہے، کبھی کہیں اور کبھی کہیں رہے۔ یہ رافضی انتہائی دہشت گرد فرقہ ہے رب کی پناہ! اس وقت ایران پورا زور لگا رہا ہے کہ پاکستان سارا رافضی بن جائے۔

تو خیر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل خط لکھا۔ اس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی صفت عالم الغیب والشہادہ بیان فرمائی ہے۔ اور احادیث صحیحہ متواترہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت عالم الغیب الشہادہ بیان ہوئی ہے اور امت کے اجماع سے اللہ تعالیٰ کی صفت عالم الغیب الشہادہ ثابت ہے۔ اور یہ تینوں دلائل قطعی ہے ان کا منکر یا ان میں ہیرا پھیری کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا مولوی صاحب کو سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ عالم الغیب کا معنیٰ ہے جو رب سے غیب ہے رب اس کو جانتا ہے اور رب تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ حالانکہ عالم الغیب کا معنیٰ ہے ماغاب عن الخلق جو مخلوق سے غائب ہے رب اس کو جانتا ہے والشھادہ اور جو مخلوق

کے سامنے ہے رب اس کو بھی جانتا ہے۔تو غیب کا معنٰی ہے ما غاب عن العباد، ماغاب عن الخلق، ماغاب عن الناس۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے جو چیزیں آسمانوں میں چھپی ہوئی ہیں اور جو زمین میں چھپی ہوئی ہیں اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بے شک وہ خوب جانتا ہے دلوں کے راز۔ ھُوَ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ جس نے بنایا تم کو خلیفے زمین میں۔ زمین میں خلیفہ بننے کا ایک مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا کہ تم دنیا میں رہ کر میرے احکام نافذ کرو اور تم یکے بعد دیگرے ان کے خلیفے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے لیے تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد مکلّف ہے، رب تعالیٰ کے احکام پہنچانے کی۔ اور خلیفہ کا یہ معنٰی بھی ہے کہ تمہارا دادا تھا وہ فوت ہوا تمہارا والد ان کا خلیفہ ہوگا۔ وہ فوت ہوگا تم اس کے خلیفہ ہوگے۔ اور تم فوت ہوگے تمہاری اولاد تمہارے خلیفے ہوں گے۔ دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔

فَمَنْ کَفَرَ پس جس نے کفر اختیار کیا فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ پس اُسی پر پڑے گا اس کے کفر کا وبال۔ یہ کفر کا وبال وہی بھگتے گا رب تعالیٰ کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے ان کا کفر عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا ان کے رب کے ہاں مگر ناراضگی۔ سورہ زمر آیت نمبر ۷ پارہ نمبر ۲۳ میں ہے وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ "اور نہیں راضی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پر۔" جوں جوں کوئی آدمی کفر میں آگے جائے گا رب تعالیٰ کی ناراضگی بھی بڑھتی جائے گی مگر وہ اسلام کے لیے کسی پر جبر نہیں کرتا اور نہ کفر کے لیے۔ بلکہ اس نے انسان کو اختیار دیا ہے فَمَنْ

شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [کہف:۲۹] ’’پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لے آئے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔‘‘ جس شخص جس راستے پر اپنی مرضی سے چلنا چاہے رب تعالیٰ چلا دیتا ہے۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى [نساء:۱۱۵] ’’ہم اس کو پھیر دیں گے جس طرف اس نے رخ کیا۔‘‘ جدھر کوئی چلے گا رب تعالیٰ اس کو ادھر ہی چلا دے گا۔

تو فرمایا نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے ان کا کفران کے رب کے ہاں مگر ناراضگی وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے ان کا کفر مگر نقصان۔ کفر نرا خسارے کا سودا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ مشرک لوگ مشکل اور پریشانی میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو کوئی کہتا ہے يَا لَات اَغِثْنِيْ، کوئی کہتا ہے يَا مَنَات اَغِثْنِيْ، کوئی کہتا ہے يَا عُزّٰى اَغِثْنِيْ۔ ’’اے لات میری مدد کر، اے منات میری مدد کر، اے عزیٰ میری مدد کر۔‘‘ یہ ان کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں، فریادرس سمجھ کر پکارتے ہیں کیا ان کا خدائی میں کوئی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ ای اَخْبِرُوْنِيْ تم مجھے خبر دو، بتلاؤ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تمہارے وہ شریک جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو یا جبرائیل کہہ کر، یا میکائیل کہہ کر، یا اسرافیل کہہ کر، پیغمبر کو پکارتے ہو یا رسول اللہ کہہ کر، اے رسول میری مدد کر۔

یا رسول اللہ کہنے کا حکم :

ایک ہے محبت سے یا رسول اللہ کہنا۔ اس کے ہم بھی قائل ہیں۔ ایک ہے مدد مانگنے کے لیے کہنا۔ یہ شرک ہے۔ احمد رضا خان صاحب یا رسول اللہ کا یہی معنی کرتے ہیں۔

ع اٹھتے بیٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

ہم اٹھتے بیٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہہ کر مدد مانگتے ہیں اے وہابی نجدی! تجھے کیا تکلیف ہے؟ (تکلیف یہ ہے تو جہنم میں جلے گا اس سے بچ جا۔) لفظ 'یا' کے متعلق سمجھ لیں کہ یہ ہر وقت حاضر و ناظر کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ کبھی محبت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً کوئی آدمی راستے پر چلتے ہوئے ٹھوکر لگنے سے گر جائے تو کہتا ہے او ماں! ہائے بے بے! وہاں ماں تو اس کی نہیں کھڑی، پیار ہوتا ہے ماں کے ساتھ، طبعی محبت ہے تو دکھ تکلیف میں یاد آتی ہے کہ یہاں ہوتی تو میرا ہاتھ پکڑتی۔ تو 'یا' کے لفظ کی وجہ سے دھوکا نہ کھانا کہ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ حاضر و ناظر ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے، حاشا وکلا۔ مثلاً دیکھو! امام پڑھتا ہے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تو سارے کافر محراب میں تو اکٹھے نہیں ہوئے۔ یہ ندائے قریب کے لیے بھی آتا ہے اور ندائے بعید کے لیے بھی آتا ہے۔ ہاں مدد کے ارادے سے پکارو گے تو شرک ہوگا کہ

اٹھتے بیٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

اس سے بڑا شرک کیا ہے؟ تو فرمایا بتلاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ مجھے دکھلاؤ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین سے۔ پہاڑ پیدا کیا ہے، کوئی دریا پیدا کیا ہے، کوئی ٹیلا، کوئی درخت پیدا کیا ہے، کیا چیز بنائی ہے؟ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ یا ان کی شراکت ہے آسمانوں میں۔ پہلا آسمان بنایا ہے دوسرا آسمان بنایا ہے تیسرا بنایا ہے، آسمان کا کوئی مشرقی یا مغربی حصہ بنایا ہے؟ مجھے بتلاؤ تو سہی ان کے اختیار میں کیا ہے کہ تم ان کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہو۔ ستارے بنائے ہیں، سورج بنایا ہے، کون سی چیز بنائی ہے؟ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا یا ہم نے ان کو کوئی

کتاب دی ہے فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ پس وہ کھلی دلیل پر ہیں کہ غیروں کو پکارو کہ وہ حاجت روا ہیں، مشکل کشا ہیں، فریادرس اور دست گیر ہیں، کوئی کتاب خدا کی طرف سے ہے تو نکال کر دکھاؤ۔ اگر عقلی دلیل سے نہیں سمجھا سکتے تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کردو۔ بَلْ حرف ادراک ہے۔ کوئی شے نہیں ہے۔ نہ اس کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، نہ کوئی عقلی دلیل ہے اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا نہیں وہ وعدہ کرتے ظالم لوگ بعض بعض کے ساتھ اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے کا کہ سینہ گزٹ باتیں۔

باطل کی تردید فرض کفایہ :

کئی دفعہ لطیفہ سن چکے ہو کہ جب پاکستان بنا اور دونوں طرف سے نقل و حرکت ہو رہی تھی تو ایک مولوی صاحب نے بٹ دری فیکٹری کے سامنے کھلی جگہ پر تقریر کی کہ یہ ولی بزرگ ہماری مدد کرتے ہیں۔ اور ایک مثال دی کہ دیکھو کہ ایک شربت کا نام ہے فریادرس۔ حکیموں نے یہ نام رکھا ہے تو شربت فریادرس ہو سکتا ہے، گولیاں قبض کشا ہو سکتی ہیں، ولی فریادرس اور مشکل کشا نہیں ہو سکتے؟ میں نے یہ مسئلہ کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ باطل کی تردید فرض کفایہ ہے۔ اگر باطل چیزوں کو سن کر کوئی بھی تردید نہ کرے تو وہاں کے رہنے والے سب گناہ گار ہوں گے۔ تو میں نے جمعہ میں اس کی تردید کی اور کہا کہ اخبارات کے بیان کے مطابق دس لاکھ مسلمان شہید ہوئے ہیں، عورتوں کی عزتیں لوٹی گئیں، مسجدوں کی بے حرمتی ہوئی، قرآن کریم کی بے حرمتی ہوئی۔ اس وقت ان ولیوں نے کیوں نہ مدد کی، کیوں نہ فریاد کو پہنچے۔ مشرقی پنجاب میں ایک ولی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کافی تھے۔ حالانکہ یہاں ہزاروں اولیاء ہیں۔ ایک بوڑھا اٹھ کر کہنے لگا اس وقت یہ سارے اولیاء حج پر گئے ہوئے تھے۔ یہ دھوکے ہیں۔ میں نے کہا بابا جی! پہلی بات تو یہ ہے کہ مرنے کے بعد

بندے پر نہ حج فرض ہوتا ہے نہ نماز فرض ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان دنوں حج کا موسم ہی نہیں تھا۔ دیکھو! کیا شوشہ چھوڑا کہ یہ سب ولی حج پر گئے ہوئے تھے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ دھوکے والی باتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بے شک اللہ تعالیٰ روکتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اَنۡ تَزُوۡلَا کہ وہ ٹل جائیں اپنی جگہ سے۔ زمین اور آسمانوں کو اللہ تعالیٰ نے روک رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ یہ آیت کریمہ بھی ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ زمین ساکن ہے۔ سورج اور چاند چل رہے ہیں۔ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اور اگر وہ ٹل جائیں اِنۡ اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ۔ اِن نافیہ ہے۔ معنٰی ہوگا نہیں ان کو روک سکتا کوئی ایک اللہ تعالیٰ کے ٹالنے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ان کو روکا ہوا ہے۔ زمینوں اور آسمانوں میں صرف اسی کا تصرف ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے، نہ مشکل کشا ہے، نہ فریادرس ہے، نہ کوئی دست گیر ہے، نہ کوئی عالم الغیب والشہادہ ہے، نہ کوئی حاضر وناظر ہے، نہ کوئی خالق، نہ کوئی مالک، نہ کوئی رازق۔ یہ قرآن کے مسائل ہے اور بنیادی مسائل ہیں ان کو فروعی مسائل نہ سمجھنا جیسے فقہی طور پر فروعی مسائل ہوتے ہیں۔ فرمایا کوئی نہیں روک سکتا اللہ تعالیٰ کے ٹالنے کے بعد اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا بے شک اللہ تعالیٰ تحمل کرنے والا ہے فوراً سزا نہیں دیتا بخشنے والا ہے۔ جو رب تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے رب اس کو معاف کر دیتا ہے چاہے، کتنا گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَاۙ (۴۲) اِ۟سْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِؕ وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﳛ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا (۴۳) اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةًؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا (۴۴) وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّىۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا (۴۵) ع ۸ ۱۷

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اوران لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ کے نام کی جَهْدَ مضبوط اَیْمَانِهِمْ اپنی قسمیں لَىِٕنْ البتہ اگر جَآءَهُمْ آئے ان کے پاس نَذِیْرٌ ڈرانے والا لَّیَكُوْنُنَّ البتہ ضرور ہوں گے اَهْدٰى زیادہ ہدایت یافتہ مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ کسی بھی دوسری امت سے فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ پس جب آیا اُن کے پاس ڈرانے والا مَّا زَادَهُمْ نہ زیادہ کیا اس نے ان کے لیے اِلَّا نُفُوْرًا مگر نفرت کو اسْتِكْبَارًا تکبر کرتے ہوئے فِی الْاَرْضِ زمین میں وَمَكْرَ السَّیِّئِ اور بری تدبیریں کیں وَلَا یَحِیْقُ

اَلْمَكْرُ السَّيِّئُ اور نہیں گھیرتی بُری تدبیر اِلَّا بِاَهْلِهٖ مگر کرنے والے کو فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ پس وہ نہیں انتظار کرتے اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ مگر پہلے لوگوں کے طریقے کا فَلَنْ تَجِدَ پس آپ ہرگز نہ پائیں گے لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی وَلَنْ تَجِدَ اور ہرگز نہیں پائیں گے لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا اللہ تعالیٰ کے دستور میں پھرنا اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کیا وہ نہیں چلے زمین میں فَيَنْظُرُوْا پس وہ دیکھ لیں كَيْفَ كَانَ کس طرح تھا عَاقِبَةُ انجام الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ان لوگوں کا جو ان سے پہلے ہوئے ہیں وَكَانُوْا اور وہ تھے اَشَدَّ مِنْهُمْ زیادہ سخت ان سے قُوَّةً طاقت میں وَمَا كَانَ اللّٰهُ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ لِيُعْجِزَهٗ کہ اس کو عاجز کر دے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ زمین میں اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا بے شک ہے وہ جاننے والا قدرت والا وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ اور اگر پکڑے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بِمَا كَسَبُوْا ان کی کمائی کی وجہ سے مَا تَرَكَ تو نہ چھوڑے عَلٰى ظَهْرِهَا زمین کی سطح پر مِنْ دَآبَّةٍ کوئی چلنے پھرنے والا جان دار وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اور لیکن وہ ان کو مہلت دیتا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک میعاد مقرر تک فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت آجائے گی ان کی میعاد فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ پس بے شک ہے اللہ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا اپنے بندوں کو دیکھنے والا۔

پانچ مذہبی طبقے :

آنحضرت ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر بھیجا تو اس وقت سرزمین عرب پر پانچ مذہبی طبقے تھے۔ مذہبی طبقے کو قرآن امت کہتا ہے اور اُمَمٌ اُمَّةٌ کی جمع ہے۔ ایک طبقہ اور گروہ مشرکوں کا تھا جو اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے اور حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریقے پر چلنے کے دعوے دار تھے۔ مگر انہی ظالموں نے بیت اللہ کی بیرونی دیوار پر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بت بھی تھا۔ روزانہ ان کی پوجا کرتے تھے۔

دوسرا طبقہ یہودیوں کا تھا۔ مردم شماری کے لحاظ سے مشرکوں کے بعد ان کی تعداد کافی تھی۔ مدینہ طیبہ میں ان کے تین خاندان تھے، بنونضیر، بنوقریظہ، بنوقینقاع۔ خیبر کا سارا علاقہ بنوقریظہ کے پاس تھا۔ تیسرے نمبر پر عیسائی تھے۔ نجران کا سارا علاقہ تقریباً ان کے پاس تھا اور علاقوں میں بھی اِکا دُکا رہتے تھے۔ چوتھا طبقہ صابئین کا تھا۔ صابی فرقہ آسمانی کتابوں کا قائل تھا۔ زبور پر ایمان رکھتے تھے، نبوت کے قائل تھے، نماز کا بھی کچھ خیال رکھتے تھے اور روزوں کے بھی قائل تھے۔ ساتھ ساتھ کواکب پرستی بھی کرتے تھے، ستاروں کے بھی پجاری تھے۔ یوں سمجھو جس طرح مشرکوں کا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی بگڑی ہوئی شکل تھی اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے دین کی بگڑی ہوئی شکل پر صابئین تھے۔

پانچواں فرقہ مجوس کا تھا۔ یہ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ حجر کے مقام پر یہ بھی تھوڑے سے رہتے تھے۔ یہ پانچوں طبقے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ یہودی تورات کھول کر بیان کرتے، عیسائی انجیل کھول کر بیان کرتے۔ دوسرے طبقے بھی

بیان کرتے مگر عرب ان پڑھ تھے۔ دوسروں کو پڑھتے پڑھاتے دیکھتے تو کہتے ہمارے پاس بھی کوئی نذیر آتا خدا کا پیغمبر آتا، ہم بھی پڑھتے پڑھاتے۔ اس کا ذکر ہے۔ فرمایا وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کے نام کی۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم اٹھائی جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اپنی مضبوط قسمیں لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ البتہ اگر آیا ان کے پاس ڈرانے والا کوئی لَّيَكُوْنُنَّ البتہ ضرور ہوں گے اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ زیادہ ہدایت یافتہ کسی بھی دوسری امت سے۔ ان امتوں سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے۔ ہم ان سے زیادہ استعداد اور لیاقت کے مالک ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذہانت میں عربوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اور کام میں بھی بڑے مستعد تھے صرف جاہل تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دعویٰ تو یہ کرتے تھے مگر فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ پس جس وقت آیا ان کے پاس ڈرانے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا نہ زیادہ کیا اس نے ان کے لیے مگر نفرت کو۔ آپ ﷺ کے آنے سے ان کی نفرت بڑھی۔ نفرت کی علت کیا تھی؟ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ تکبر کرتے ہوئے زمین میں۔ تکبر کا ذکر سورت زخرف میں ہے وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ [آیت نمبر ۳۱: پارہ ۲۵] "اور کہا ان لوگوں نے کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے۔" ایک مکہ مکرمہ اور دوسری طائف۔ مکہ مکرمہ میں سے کسی بڑے آدمی کو اللہ تعالیٰ چن لیتا، طائف میں سے کسی بڑے آدمی کو چن لیتا۔ اس وقت ولید ابن مغیرہ مال اور اولاد کے لحاظ سے بڑا آدمی تھا۔ مشہور صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا باپ تھا۔ اس کے تیرہ جواں سال بیٹے تھے وسیع کاروبار تھا سب لوگ اس کی قدر کرتے تھے اللہ تعالیٰ اسے چن لیتے، رب تعالیٰ کو پیغمبری کے لیے ایک یتیم ہی ملا

تھا یا طائف میں اترتا۔ طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی بڑا امیر اور اثر و رسوخ والا آدمی تھا اسے نبی بنایا جاتا۔ اس غریب کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا سادہ لباس ہوتا تھا۔ جب کہیں سے گزرتے تھے تو کافر کہتے تھے اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ [انبیاء:۳۶] "یہی شخص ہے جو ذکر کرتا ہے تمہارے معبودوں کا۔" چونکہ آنحضرت ﷺ سیدھے سادھے لباس میں ہوتے تھے تو وہ حقارت سے یہ بات کرتے تھے کہ اگر یہ نبی ہوتا تو اس کے پاس مال ہوتا، دولت ہوتی، زرق برق لباس ہوتا۔

کفار کے آنحضرت ﷺ سے مطالبات :

اور پندرھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مطالبات بھی ذکر کیے ہیں وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا [بنی اسرائیل:۹۰-۹۱] "اور کہا کافروں نے ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ پر یہاں تک کہ آپ جاری کر دیں ہمارے لیے زمین سے چشمہ یا ہو آپ کے لیے باغ کھجوروں اور انگوروں کا۔ پس آپ چلائیں ان کے درمیان نہروں کو چلانا۔" تاکہ ہم سمجھیں تو سہی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں صرف آپ دھمکیاں نہ دیں بلکہ عذاب لے آئیں اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا "یا آپ گرا دیں آسمان جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں ہم پر کوئی ٹکڑا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًا "یا لائیں آپ اللہ اور فرشتوں کو سامنے۔" رب تعالیٰ اور فرشتے ہمارے سامنے آئیں۔ رب تعالیٰ فرمائیں کہ یہ ہمارا نبی ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی تائید اور تصدیق کریں کہ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے پھر مانیں گے اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ "یا ہو آپ کے لیے گھر سنہری اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ یا چڑھ جائیں

آپ آسمان پر وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ اور ہم ہرگز نہیں مانیں گے آپ کے چڑھنے کو حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ حتی کہ اتار دیں ہمارے اوپر ایک کتاب جس کو ہم پڑھیں۔'' یہ کام کرو پھر ہم مانیں گے۔ نہ آپ کے پاس باغ ہے، نہ سونے کی کوٹھی ہم آپ پر کس طرح ایمان لا سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ '' اے پیغمبر آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّيْ میرے رب کی ذات پاک ہے کمزوریوں سے۔ یہ سب کام وہ کر سکتا ہے یہ رب کے کام ہیں هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا میں نہیں ہوں مگر بشر رسول۔'' یہ اختیارات بشر کے پاس نہیں ہوتے۔ یہ چیزیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔

تو فرمایا اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ تکبر کرتے ہوئے زمین میں کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے تمہارے پاس کیا ہے کہ نبی بن گئے؟ وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور بری تدبیریں کیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ آدمی مقرر کیے، رات مقرر کی، وقت مقرر کیا لیکن فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ سحری کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلے۔ کوئی کھڑا کھڑا سو رہا ہے، کوئی بیٹھا ہوا سو رہا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سروں پر مٹی ڈال کر گزر گئے۔ صبح کو گھر کی تلاشی لی تو گھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل خانہ تھے۔ پوچھا کہاں گئے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا معلوم نہیں باہر چلے گئے ہیں۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ تم کیا کرتے رہے؟ وہ کہتا تم کیا کرتے رہے؟ تو بری تدبیریں کیں۔ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ اور نہیں گھیرتی بری تدبیری مگر کرنے والوں کو۔

دار الندوہ میں یہ تدبیر کرنے والے ڈیڑھ پونے دو سال بعد ایک ایک کر کے بدر میں مارے گئے۔ دوسروں کے لیے کنواں کھودنے والے خود کنوئیں میں گرے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ پس یہ نہیں انتظار کرتے مگر پہلے لوگوں کا طریقہ۔ پہلے لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ پیغمبروں کی تکذیب کرتے رب تعالیٰ کا عذاب آتا اور ان کو نیست ونابود کر دیا جاتا تھا۔ تو کیا یہ رب تعالیٰ کے عذاب کے منتظر ہیں کہ رب تعالیٰ کا عذاب آئے فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا پس ہرگز نہیں پائیں گے آپ اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا اور ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تعالیٰ کے طریقے اور دستور میں ٹل جانا اور پھرنا۔

تبدیل اور تحویل میں فرق :

تبدیل اور تحویل میں فرق ایک مثال سے سمجھیں۔ مثلاً ایک آدمی بیمار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو صحت دے دے تو تبدیلی ہے اور اس کی بیماری کسی اور پر مسلط کر دے تو اس کو تحویل کہتے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ رب تعالیٰ کی طرف سے جو عذاب مقرر ہوگا اس کو ختم کر کے راحت نہیں آئے گی اور نہ ان کا عذاب ان سے ٹل کر کسی اور پر مسلط کیا جائے گا۔ رب کے دستور میں نہ تبدیلی ہے اور نہ تحویل۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ کیا یہ چلے پھرے نہیں زمین میں، سیر نہیں کی فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ پس وہ دیکھ لیں کیا انجام تھا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے ہوئے ہیں وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ پہلے لوگ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں۔

عرب کے لوگ تاجر پیشہ تھے خاص طور پر مکہ مکرمہ والے کہ وہاں خوراک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ تجارت ہی ذریعہ تھی۔ سال میں عموماً دو سفر کرتے تھے رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ [سورہ قریش] ایک سفر سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں۔ سردیوں میں یمن کا سفر اور گرمیوں میں شام کا سفر ہوتا تھا۔ اور ان دو سفروں میں سال کا

خرچہ کما لیتے تھے۔ یہ لوگ جب شام کا سفر کرتے تھے تو لوط علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور عاد و ثمود کی بستیاں جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا وہ راستے ہی میں آتی تھیں۔ اور کچھ تباہ شدہ بستیاں یمن کے راستے میں آتی ہیں۔ تو فرمایا کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں کہ دیکھیں کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ جو ان سے زیادہ سخت تھے قوت میں۔ بدنی طاقت کے لحاظ سے، افرادی اور مالی طاقت کے لحاظ سے۔ زمین میں جو انہوں نے نشانات بنائے آج ہم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایسی نامی گرامی اور طاقتور قومیں دنیا میں گزری ہیں۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ کہ اس کو عاجز کر دے کوئی شے فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کوئی شے اس کو عاجز کر سکتی ہے۔ رب تعالیٰ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں نہ کوئی روک سکتا ہے نہ کوئی ٹوک سکتا ہے اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا بے شک ہے وہ جاننے والا ہے اور قدرت والا ہے۔ سب چیزوں کو جانتا بھی ہے اور سب چیزوں پر حاوی بھی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ اور اگر اللہ تعالیٰ مواخذہ کرے لوگوں کا بِمَا كَسَبُوْا ان کی کمائی کی وجہ سے۔ جو کفر، شرک، بدعات اور نافرمانی کرتے ہیں اس کی وجہ سے رب پکڑے تو مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ تو نہ چھوڑے زمین کی سطح پر کوئی چلنے پھرنے والی جان دار چیز۔

ایک اشکال اور اس کا جواب :

اب یہاں اشکال یہ ہے کہ گناہ تو کریں انسان اور پکڑے جائیں بے چارے دابہ۔ دابہ کا معنیٰ ہے جانور۔ یہ تو بظاہر انصاف کے خلاف ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر مواخذہ کرے اللہ تعالیٰ لوگوں کا تو نہ چھوڑے زمین کی سطح پر کوئی جانور۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس کے دو جواب دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ دَبَّ یَدُبُّ دَبًّا کا لغوی معنٰی ہے چلنے پھرنے والا، نقل وحرکت کرنے والا۔ تو لغوی طور پر انسان بھی دابہ ہے۔ تو مراد انسان ہی ہے۔ معنٰی ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کی بدمعاشیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے پکڑے تو زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نظر نہ آئے۔ اور دابہ کا اصطلاحی معنٰی ہے چار ٹانگوں والا۔ اگر اصطلاحی معنٰی مراد ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ ساری چیزیں انسان کے لیے بنی ہیں مَتَاعًا لَّكُمْ تو جب انسان کو نہیں چھوڑنا تو باقی چیزوں کو چھوڑنا کس مقصد کے لیے ہے ان کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب آدمی ہی نہ رہے تو شلوار قمیص کی کیا ضرورت ہے؟ کس نے پہننی ہے؟ تو انسان کے علاوہ دوسری چیزوں کو سزا کے طور پر نہیں ختم کرنا بلکہ اس لیے ختم کرنا ہے کہ ان کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔

مثلاً حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو جزیہ موقوف ہو جائے گا۔ تو بعض سطحی قسم کے لوگ سوال کرتے ہیں جزیہ لینا تو ہماری شریعت کا حکم ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے جزیہ نہ لینے کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ہماری شریعت میں تصرف کریں گے۔ کیونکہ ہماری شریعت کا حکم ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ "یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے اور وہ دبنے والے ہوں۔" [توبہ: ۲۹]

تو خیالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جزیہ موقوف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں وہ ہوں گے وہاں کوئی کافر ہی نہیں رہے گا۔ جب کافر ہی نہیں تو جزیہ کس سے لیں؟ اسی طرح سمجھو کہ جب انسان کو نہیں چھوڑنا تو باقی چیزوں کو چھوڑنے کا کیا فائدہ کہ ان کی ضرورت ہی نہیں ہے وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لیکن اللہ تعالیٰ ان کو مہلت

دیتا ہے ایک میعاد مقرر تک۔ شخصی میعاد تو ہر آدمی کے لیے ایک وقت ہے موت کا اور مجموعی طور پر قیامت ہے۔ حضرت اسرافیل بگل پھونکیں گے تو ساری کائنات تباہ ہو جائے گی۔ تو فرمایا فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت آجائے گی ان کی اجل، ان کی میعاد فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا پس بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ کون اچھا ہے کون برا ہے۔ کافر کون ہے، مومن کون ہے، موحد کون ہے، مشرک کون ہے، حق والا کون ہے، باطل والا کون ہے؟ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔

آج بروز ہفتہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ بمطابق ۹ مارچ ۲۰۱۳ء

سورہ فاطر مکمل ہوئی۔

والحمد للہ علی ذلك

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ، گوجرانوالا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر

سورۃ یٰسٓ

(مکمل)

جلد............١٦
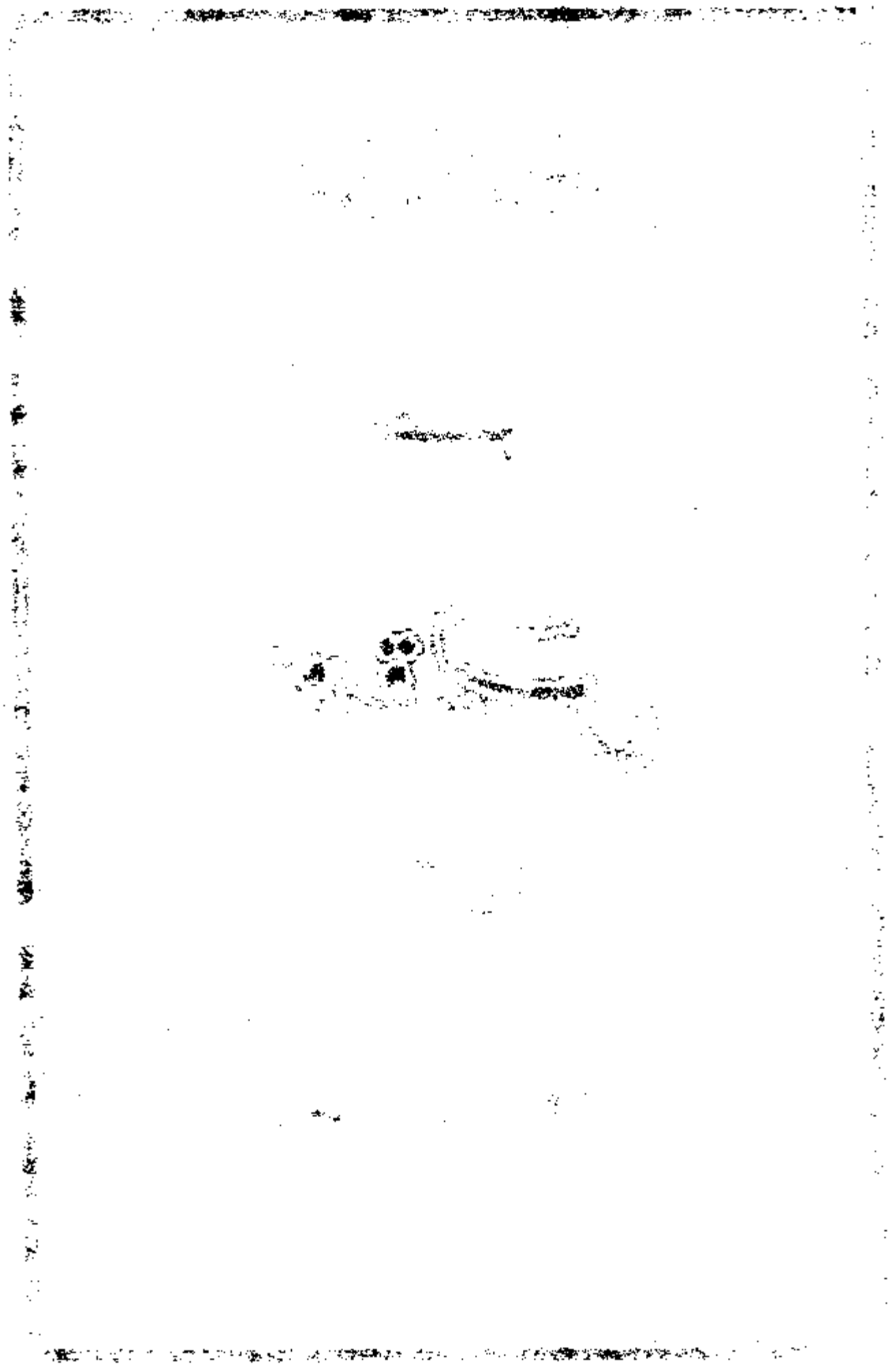
آیاتھا ۸۳ ۳۶ سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ ۴۱ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝۲ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۳ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۵ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝۱۱ اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۲ ع

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ قسم ہے قرآن کی جو حکمت والا ہے اِنَّکَ بے شک آپ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ البتہ رسولوں میں سے ہیں عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے پر ہیں تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ اتارا ہوا ہے غالب کی طرف سے

الرَّحِیۡمِ جو مہربان ہے لِتُنۡذِرَ تاکہ آپ ڈرائیں قَوۡمًا اس قوم کو مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے آباؤ اجداد فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ پس وہ غافل ہیں لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ البتہ تحقیق ثابت ہو چکی ہے یہ بات عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ ان کی اکثریت پر فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے اِنَّا جَعَلۡنَا بے شک ہم نے ڈالے ہیں فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ ان کی گردنوں میں اَغۡلٰلًا طوق فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ پس وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا اور ہم نے کر دیا ان کے آگے پردہ وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا اور ان کے پیچھے پردہ فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ پس ہم نے ان کو ڈھانپ دیا ہے اوپر سے فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ پس وہ نہیں دیکھتے وَ سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ اور برابر ہے ان پر ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ کیا آپ ڈرائیں ان کو اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ یا نہ ڈرائیں لَا یُؤۡمِنُوۡنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے اِنَّمَا تُنۡذِرُ پختہ بات ہے آپ ڈرائیں مَنِ اس کو اتَّبَعَ الذِّکۡرَ جو پیروی کرتا ہے نصیحت کی وَ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ اور ڈرتا ہے رحمٰن سے بِالۡغَیۡبِ بن دیکھے فَبَشِّرۡہُ پس آپ اس کو خوش خبری دے دیں بِمَغۡفِرَۃٍ بخشش کی وَّ اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ اور عمدہ اجر کی اِنَّا نَحۡنُ بے شک ہم نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی زندہ کریں گے مردوں کو وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا اور ہم لکھتے ہیں وہ جو آگے بھیجا ہے انہوں نے وَ اٰثَارَہُمۡ اور جو پیچھے چھوڑ آئے وَ کُلَّ

شَیْءٍ اور ہر چیز اَحْصَیْنٰہُ ہم نے شمار کر رکھی ہے فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ کھلے دفتر میں۔

مضامین سورت :

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں قرآن کریم کی حقانیت اور صداقت کا ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ساتھ رسالت کا بھی بیان ہے۔ مسئلہ توحید بڑے اچھے انداز میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود، مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہے۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والی ہے انسان ہوں یا جن، انبیاء کرام ہوں یا اولیاء اللہ یا ملائکۃ اللہ ہوں۔ پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے وقوع قیامت اور محاسبہ اعمال کا ذکر فرمایا ہے تاکہ اس چیز کو سامنے رکھ کر اچھے اعمال کریں اور دوزخ سے بچنے کی کوشش کریں۔ لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جن کو سورت یٰسین کا ترجمہ آتا ہے؟ آج تو ہم نے صرف یہ سمجھا ہے کہ اگر کسی کی جان آسانی سے نہ نکلتی ہو تو سورہ یٰسین پڑھو کہ اس کی جان آسانی کے ساتھ نکل جائے۔

تفسیر آیات :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ قسم ہے قرآن کی جو حکمت والا ہے۔ یٰسٓ سے کیا مراد ہے؟ تو اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انسان ہے۔ لغت بنی طے میں یٰسٓ کے معنیٰ انسان ہیں۔ تو معنیٰ ہوگا اے انسان! اور انسان سے مراد کامل انسان ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ یٰسٓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ

یٰسٓ سورت کا نام ہے۔ جب یٰسٓ سے انسان کامل مراد لیا جائے گا تو معنیٰ ہوگا اے انسان کامل! وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ قسم ہے حکمت والے قرآن کی اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یٰسٓ سے مراد سید ہے اور سید کا لغوی معنیٰ ہے سردار۔ یہ حضرات معنیٰ اس طرح کرتے ہیں یا سید البشر اے انسانوں کے سردار! قسم ہے قرآن کی جو حکمت والی کتاب ہے بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے پر ہیں۔ آپ کو کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی ساحر کہتا ہے، کوئی کاہن کہتا ہے، کوئی مسحور کہتا ہے، کوئی مجنون کہتا ہے معاذ اللہ تعالیٰ سب غلط کہتے ہیں آپ سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ قرآن تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ اتارا ہوا ہے اس ذات کی طرف سے جو غالب اور مہربان ہے۔ جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ اس قرآن کریم کو کیوں نازل کیا گیا ہے؟ لِتُنْذِرَ قَوْمًا تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے آباؤ اجداد فَهُمْ غٰفِلُوْنَ پس وہ غافل ہیں بے خبر ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے تھے جن میں سے دو کا ذکر قرآن حکیم میں ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام۔ اور دو بیٹوں کا ذکر تاریخ اور تورات میں آتا ہے، مدین اور مدائن۔ اور بعض حضرات نے پانچویں بیٹے کا بھی ذکر کیا ہے حضرت قیدار رحمہ اللہ۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا لقب اسرائیل تھا ان کی اولاد میں چار ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف ایک پیغمبر تشریف لائے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عرب والے ابراہیمی اور اسماعیلی تھے۔ یہ صدیوں تک سچے دین پر قائم رہے۔

عرب میں بت پرستی کا آغاز :

آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً اڑھائی سو سال پہلے عمرو بن لُحی بن قمع ایک خبیث انسان تھا جس نے عرب میں بت پرستی رائج کی۔ اس کے بعد بھی اکثریت موحد رہی ہے لیکن آہستہ آہستہ شرک بڑھتا گیا۔ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت صرف چند آدمی موحد تھے باقی سارے شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ موحدین میں ایک زید بن عمرو بن نُفیل ؓ، یہ حضرت عمر ؓ کے سگے چچا تھے اور ان کے بیٹے سعید بن زید ؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت عمر ؓ کے سالے اور بہنوئی بھی ہیں۔ اور دوسرا قصی بن کلاب کا ذکر آتا ہے اور ایک دو کا اور ذکر آتا ہے۔ تو قریب کے زمانے میں کوئی نبی نہیں آیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ڈرائیں اس قوم کو کہ ان کے باپ دادوں کو نہیں ڈرایا گیا اور وہ غافل ہیں۔ ان کو رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا کر آگاہ کر دیں لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ البتہ تحقیق ثابت ہو چکی ہے یہ بات عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ ان کی اکثریت پر۔ کیا بات ثابت ہو چکی ہے؟ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ پس ان کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔ اکثریت دنیا میں کفر پر رہے گی۔

مشرکوں نے آنحضرت ﷺ کو کہا کہ ایک طرف ہم ہیں اور ایک طرف آپ ﷺ ہیں اور جب دو فریقوں میں جھگڑا ہوتا ہے تو ثالث مقرر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ ثالث مقرر کر لیں جو وہ فیصلہ کرے ہم مان لیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان سے کہہ دیں اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا [انعام: ۱۱۴] "کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ثالث تلاش کروں۔" تو پھر کہنے لگے مردم شماری کرا لو۔ اکثریت جس کے حق میں فیصلہ دے دے مان لو۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ

تُطِعۡ اَکۡثَرَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ [انعام:۱۱۹] ''اور اگر آپ اطاعت کریں گے ان لوگوں کی جو اکثر ہیں زمین میں تو وہ آپ کو بہکا دیں گے اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔'' حق کو ماننے والے اور تسلیم کرنے والے بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ تو فرمایا اکثریت پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائے گی یہ رب تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا۔ اَعۡنَاق عُنُقٌ کی جمع ہے بمعنی گردن۔ اور اَغۡلَال غِلٌّ کی جمع ہے بمعنی طوق۔ معنیٰ ہوگا بے شک ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ۔ اَذۡقَان ذَقَنٌ کی جمع ہے بمعنیٰ ٹھوڑی۔ پس وہ طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہیں فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ پس وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ تکبر اور انکار کے چوڑے طوق ان کی گردنوں میں ڈال دیئے ہیں کہ وہ سر نیچے نہیں کر سکتے ان کو راستہ نظر ہی نہیں آتا وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا اور ہم نے کر دیا ان کے آگے پردہ وَّمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا اور ان کے پیچھے پردہ فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ پس ہم نے ان کو ڈھانپ دیا ہے اوپر سے، ان کو اندھا کر دیا ہے فَهُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ پس وہ نہیں دیکھتے۔

ایک اشکال :

یہاں پر ایک بہت بڑا اشکال ہے اس کو سمجھ لیں۔ اشکال یہ ہے کہ جب رب تعالیٰ نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے آگے پیچھے پردے کر دیئے پھر ڈھانپ کر اندھا کر دیا سارے راستے بند کر دیے تو پھر ان کا کیا قصور اگر وہ ایمان نہ لائیں؟ رب تعالیٰ سے کوئی طاقت ور نہیں ہے کہ اس کے بند کیے ہوئے راستے کھول سکے۔ متنبی مشہور شاعر گزرا ہے وہ کہتا ہے......

القاہ فی الیم مکتوف وقال لہ اِیَّاکَ اِیَّاکَ مِنَ الْمَآءِ

''کہ ایک آدمی کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں پھینک دیا اور اس کو کہا کہ بھیگنا مت بھائی۔'' جب ایک آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں ڈال دیا ہے تو اب اس کے اختیار میں کیا ہے کہ وہ پانی کو اپنے جسم پر نہ لگنے دے۔ ایک فارسی شاعر نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے......

ے درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

''مشکیں کس کر تم نے دریا میں ڈال دیا ہے اور کہتے ہو بھیگنا مت۔'' وہ بھیگے گا نہیں تو کیا کرے گا؟ تو جب سارے راستے اللہ تعالیٰ نے بند کر دیئے تو اب اگر وہ ایمان نہ لائے تو اس کا کیا قصور ہے؟ یہ ہے اشکال۔ اس کا جواب سمجھ لیں۔

جواب :

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے اس نے ہر بات کو واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے راستے ازل سے بند نہیں کیے بلکہ جب وہ گمراہی پر راضی ہو گئے اور حق قبول کرنے کے راستے انہوں نے خود بند کر لیے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر مہر لگائی کہ تم جب گمراہی پر راضی ہو تو پھر ہم اسی طرح کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سورہ حٰم۔ سجدہ آیت نمبر ۴-۵، پارہ ۲۴ میں ہے فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ''پس اعراض کیا ان میں سے اکثر نے پس وہ نہیں سنتے اور کہا انہوں نے کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹیں ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ

ہے پس آپ اپنا کام کرتے جائیں بے شک ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔'' تو جب ان لوگوں نے اپنے لیے یہ پسند کر لیا تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى [النساء:۱۱۸] ''ہم اس کو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف کا اس نے رخ کیا۔'' جدھر کوئی چلنا چاہتا ہے رب تعالیٰ اس کو ادھر ہی چلا دیتے ہیں جبر نہیں کرتا اس نے اپنا ضابطہ بتلایا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔'' وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [العنکبوت:۶۹] ''جو ہماری طرف چل کر آنا چاہتے ہیں ہم ان کو آنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔'' اور فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ [صف:۲۸] ''جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔'' تو یہ چیزیں خود انہوں نے اپنے لیے تسلیم کی ہیں پسند کی ہیں یہ ان کے کسب کا نتیجہ ہے۔

فرمایا وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اور برابر ہے ان پر ءَاَنْذَرْتَهُمْ کیا آپ ان کو ڈرائیں اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ یا آپ ان کو نہ ڈرائیں لَا يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ ان کے متعلق ہے جنہوں نے ایمان نہیں لانا تھا اور جو ایمان لے آئے یا لائیں گے وہ الگ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب آپ کا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے تو پھر تبلیغ کا کیا فائدہ اور آپ کو تبلیغ کا حکم کیوں دیا ہے؟ اس کے جواب میں امام رازی وغیرہ ؒ فرماتے ہیں کہ سَوَآءٌ عَلَيْكَ نہیں فرمایا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ آپ پر برابر ہے بلکہ فرمایا ہے کہ ان پر برابر ہے ان کے حق میں برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ ﷺ کو تبلیغ کا ثواب ملے گا۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ بے شک آپ ڈرائیں اس کو جو پیروی کرتا ہے نصیحت کی، قرآن

پاک کی۔قرآن پاک کانام فرقان بھی ہے ذکر بھی ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ [سورہ حجر:۱۴]

وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ اور جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے۔رب تعالیٰ کی ذات کو نہ دیکھنے کے باوجود مومن یقین رکھتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے مدبر عالم ہے ساری کائنات کو چلا رہا ہے فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ كَرِيۡمٍ پس آپ خوش خبری سنا دیں ان کو جو قرآن پاک کی پیروی کرتے ہیں اور رب تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرتے ہیں بخشش کی اور عمدہ اجر کی۔نفیس اجر کی خوش خبری ان کو سنا دیں۔جنت کے کھانوں اور خوشبوؤں کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے۔مشرکین مکہ بڑے زوردار انداز میں دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے کہتے تھے ءَاِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجۡعٌۢ بَعِيۡدٌ [سورہ ق:۳] ”کہا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا تو بہت بعید ہے۔“ اور یہ بھی کہتے تھے هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ [مومنون:۳۶] ”بعید ہے یہ بات بعید ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔“ اور سورہ یٰسٓ میں ہے مَنۡ يُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ هِیَ رَمِيۡمٌ ”کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔“ تو فرمایا بے شک ہم زندہ کریں گے مُردوں کو وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا اور ہم لکھتے ہیں یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھتے ہیں جو نیکیاں بندہ آگے بھیجتا ہے۔

واٰثارھم کا مصداق :

وَاٰثَارَهُمۡ - اثار، اثر کی جمع ہے۔جو پیچھے چھوڑ آیا ہے جو صدقہ جاریہ کر کے آیا ہے۔مسجد بنائی، دینی مدرسہ بنایا، مسافر خانہ بنایا، یتیم خانہ بنایا، دینی کتابیں لے کر

وقف کیں، قرآن وقف کیا، مسجد میں صفیں ڈلوادیں، نیک اولاد چھوڑ آیا ہے، شاگرد چھوڑ آیا ہے یا بُرے کام کی رسم ڈال آیا ہے، سینما بنا آیا، شراب خانہ چھوڑ آیا، بُری اولاد چھوڑ آیا ہے۔ بُری اولاد مرنے کے بعد اس کے ساتھ سانپ کی طرح لپٹے گی۔ تو فرمایا ہم لکھتے ہیں جو آگے بھیجا ہے یا جو پیچھے چھوڑ آیا ہے وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ اور ہر شے کا ہم نے احاطہ کیا ہوا ہے، ہر شے ہم نے شمار کر رکھی ہے ایسے دفتر میں جو کھلا ہے۔ اس دفتر کا نام لوح محفوظ ہے۔ اس میں ہر چیز کا ریکارڈ ہے اور قیامت والے دن اس کا ریکارڈ اس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بندے کے سامنے اس کی چھوٹی چھوٹی باتیں پیش کی جائیں گی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے۔ مثلاً پوچھا جائے گا اے بندے! تجھے یاد ہے کہ تو نے مسجد کی سیڑھیوں پر تھوکا تھا، تجھے یاد ہے کہ کیلے کا چھلکا تو نے راستے پھینکا تھا، تو لوگوں کے سامنے ننگے سر پھرتا تھا۔ تو یہ پریشان ہو جائے گا کہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی درج ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ چونکہ تیری نیکیوں کا پلہ بھاری ہے اس لیے میں نے تیری یہ تمام خطائیں معاف کر دی ہیں۔

بے لذت گناہ :

مسئلہ سمجھ لیں۔ مکان میں جو جالے لگے ہوتے ہیں یہ بھی گناہ ہے۔ مکان کی صفائی نہ کرنا گناہ ہے، مسجد کی صفائی نہ کرنا گناہ ہے، میلے کپڑے پہننا گناہ ہے، بدن کی صفائی نہ کرنا گناہ ہے۔ اسلام بڑا صاف ستھرا اور نظیف مذہب ہے افسوس ہے کہ ہم نے کافروں کی ساری برائیاں اپنے نام الاٹ کر لی ہیں اور ہماری ساری خوبیاں وہ لے گئے ہیں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

وَاضْرِبْ اور آپ بیان کریں لَهُمْ ان کے لیے مَّثَلًا مثال اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ بستی والوں کی اِذْ جَآءَهَا جس وقت آئے بستی والوں کے پاس الْمُرْسَلُوْنَ بھیجے ہوئے اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ جس وقت بھیجے ہم نے ان کے پاس اثْنَيْنِ دو فَكَذَّبُوْهُمَا پس جھٹلایا انہوں نے ان دونوں کو فَعَزَّزْنَا پس ہم نے قوت دی بِثَالِثٍ تیسرے کے ذریعے فَقَالُوْٓا پس کہا انہوں نے اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں قَالُوْا ان لوگوں نے کہا مَآ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا مگر بشر ہمارے جیسے وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ نہیں نازل کی رحمٰن نے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا تَكْذِبُوْنَ

مگر جھوٹ بولتے قَالُوْا انہوں نے کہا رَبُّنَا يَعْلَمُ ہمارا رب جانتا ہے اِنَّآ بے شک ہم اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں وَمَا عَلَيْنَآ اور نہیں ہے ہمارے ذمے اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ مگر پہنچا دینا کھول کر قَالُوْٓا ان لوگوں نے کہا اِنَّا بے شک ہم نے تَطَيَّرْنَا بِكُمْ نحوست حاصل کی ہے تمہاری وجہ سے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا البتہ اگر تم باز نہ آئے لَنَرْجُمَنَّكُمْ البتہ ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے وَلَيَمَسَّنَّكُمْ اور البتہ ضرور پہنچے گا تمہیں مِّنَّا ہماری طرف سے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب قَالُوْا انہوں نے کہا طَآئِرُكُمْ تمہاری نحوست مَّعَكُمْ تمہارے ساتھ ہے اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ اس وجہ سے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم قوم ہو حد سے نکلی ہوئی وَجَآءَ اور آیا مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ شہر کے پرلے کنارے سے رَجُلٌ ایک آدمی يَّسْعٰى دوڑتا ہوا قَالَ کہا اس نے يٰقَوْمِ اے میری قوم اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ پیروی کرو پیغمبروں کی اتَّبِعُوْا پیروی کرو مَنْ ان کی لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا جو نہیں مانگتے تم سے بدلہ وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ آپ ﷺ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو طبعی طور پر تکلیف ہوتی تھی اور ہونی بھی چاہیے تھی کہ میں ان کے فائدے کی بات کرتا ہوں اور ان سے مانگتا بھی کچھ نہیں ہوں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان کو رب تعالیٰ کے احکام پہنچاتا ہوں اور یہ میری تکذیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے سامنے مثال بیان

کریں۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ کے متعدد معانی آتے ہیں۔ مارنے کا بھی اور بیان کرنے کا بھی وغیرہ۔ اور یہاں معنٰی بیان کرنے کا ہے وَاضْرِبْ لَهُمْ اور آپ بیان کریں ان کے سامنے مَثَلًا ایک مثال اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ بستی والوں کی اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ جس وقت آئے ان کے پاس بھیجے ہوئے۔ یہ کون سی بستی تھی؟ تو تمام تفسیروں میں موجود ہے کہ یہ انطا کیہ بستی تھی مصر میں اور یہ اب بھی موجود ہے۔

اذ جآء ھا المرسلون میں رسولوں سے کون مراد ہیں ؟

رسولوں سے کون مراد ہیں؟ تو اس کے متعلق دو تفسیریں منقول ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو نمائندے بھیجے تھے ایک کا نام بُولس اور دوسرے کا نام یوحنا تھا علیہما السلام۔ یہ بگڑے ہوئے نام ہیں اصل میں یونس اور یحییٰ تھے۔ یونس کو بولس اور یحییٰ کو یوحنا بنا دیا گیا ہے۔ آج کل بائیبل کی کتابوں میں یوحنا اور بولس ہی لکھا ہوا ہے۔ جیسے یعقوب آج کل جیکب اور یوسف کو جوزف اور اسحاق کو آئزک۔ یہ دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص حواری تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نمائندگی کرتے ہوئے حق کا پیغام پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ جس وقت بھیجے ہم نے ان کے پاس دو فَكَذَّبُوْهُمَا ان لوگوں نے دو کو جھٹلایا کہ تم جھوٹے ہو فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ پس ہم نے قوت دی ایک تیسرے کے ساتھ۔ یہ تیسرے شمعون صِغار رحمہ اللہ تھے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے سردار اور رئیس تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد یہی ان کے خلیفہ تھے۔ ان سب نے کہا فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ پس کہا انہوں نے بے شک ہم تمہاری طرف پیغام دے کر بھیجے گئے ہیں

ہماری بات سنو! قَالُوْا لوگوں نے کہا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہو تم مگر بشر انسان ہمارے جیسے وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اور نہیں نازل کی رحمان نے کوئی چیز اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ نہیں ہو تم مگر جھوٹ بولتے۔تم جھوٹے ہو بھاگ جاؤ۔

تو ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد اور حواری تھے اور دوسری تفسیر علامہ اندلسی رحمہ اللہ جو بڑے اونچے درجے کے مفسر ہیں انہوں نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں کی ہے۔علامہ اندلسی رحمہ اللہ متاخرین میں سے وسیع النظر مفسر گزرے ہیں۔اسی طرح حافظ ابن کثیر وغیرہ رحمہ اللہ یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نمائندے نہیں تھے۔اور یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔کیونکہ دلیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔درمیان میں کوئی پیغمبر نہیں آیا۔قرینہ یہ ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں تو قوم نے کہا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے انسان۔تو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کفار نے ان کی بشریت کا انکار کیا ہے جو براہِ راست اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔پیغمبروں کے حواریوں اور صحابیوں کی بشریت کا انکار نہیں کیا۔تو ان لوگوں نے کہا کہ نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے بشر۔یہ قرینہ ہے کہ وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد نہیں تھے اور واقعہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بشریت کا انکار کرنے والے :

نبی کی بشریت کے انکار کا سلسلہ پہلے شرعی پیغمبر کی بعثت ہی سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے نوح کے متعلق کہا کہ بشر کیسے پیغمبر ہو گیا۔

تو فرمایا اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَ كُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ [الاعراف :۶۳] ''کیا تم نے تعجب کیا ہے اس بات پر کہ آئی ہے نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک مرد پر جو تم میں سے ہے یعنی انسان ہے۔'' سورہ ہود پارہ ۱۲ آیت نمبر ۲۷ میں ہے فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ''پس کہا سرداروں نے جو کافر تھے نوح علیہ السلام کی قوم میں سے ہم نہیں دیکھتے آپ کو مگر بشر انسان اپنے جیسا۔'' پہلی مشرک قوم نوح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا کہ بشر نبی نہیں ہوسکتا نبی کی بشریت کا انکار کیا۔ اس کے بعد یہ باطل مسلسل چلتا رہا ہے۔ ہود علیہ السلام کی قوم نے کہا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ [مومنون :۳۳] ''نہیں ہے یہ مگر ایک انسان تمہارے جیسا یہ کھاتا ہے وہ جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔'' اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا [مومنون :۴۸] ''کیا ہم ایمان لائیں دو آدمیوں پر جو ہمارے جیسے ہیں۔'' موسیٰ علیہ السلام ہمارے جیسے بشر ہیں ہارون بھی ہمارے جیسے بشر ہیں۔ ہم بشروں (آدمیوں) کی اطاعت کریں؟ بشر نبی ہو ہی نہیں سکتے۔

نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک کافروں مشرکوں کا یہی نظریہ رہا ہے کہ نبی بشر نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی وجہ میں نے عرض کی تھی کہ چونکہ وہ اپنے آپ کو بشر سمجھتے تھے اور اپنی کمزوریاں ان کے سامنے تھیں جیسے ہم آپ بھی اپنے آپ کو بشر سمجھتے ہیں اور نری کمزوریاں ہمارے اندر ہیں۔ حالانکہ نبی حقیقتاً بشر ہیں اور ان کا مقام بہت بلند ہے اور ہمارا صرف غلاف بشر والا ہے۔ تو کافروں نے اپنے عیبوں اور کمزوریوں کو سامنے رکھ کر خیال کیا کہ نبی بشر نہیں ہوسکتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی بشر

ہیں، انسان ہیں، آدمی ہیں ۔ اور جو کہتے ہیں بشر نہیں ہیں یہ خود بشر نہیں ہیں آدمی نہیں ہیں۔ انسانیت بہت بلند چیز ہے صرف پڑھنے پڑھانے سے انسانیت نہیں آتی ۔ شاعر ذوقؔ نے کیا خوب کہا ہے :

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

طوطا پڑھنے کی وجہ سے انسان تو نہیں بن جاتا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ایں کہ می بینی خلاف آدم اند
نیستند آدم غلاف آدم اند

'' یہ جن کو ہم دیکھتے ہیں آدمی نہیں ہیں ان پر تو آدمیت کی کھال چڑھی ہوئی ہے اندر آدمیت نہیں ہے۔ '' آدمیت ، بشریت بہت بڑی چیز ہے۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۳ پارہ ۱۵ میں ہے کہ جب مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبات کیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سونے کی کوٹھی ہو، باغ ہوں ان میں نہریں چلتی ہوں وغیرہ۔ تو اس کے جواب میں رب تعالیٰ نے فرمایا قُلْ '' آپ کہہ دیں سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا پاک ہے میرا پروردگار نہیں ہوں میں مگر بشر رسول ۔''

تو پیغمبروں کی بشریت کا انکار کیا گیا ہے ان کے نائبوں ، قاصدوں اور صحابیوں کی بشریت کا انکار نہیں کیا گیا اگر وہ شاگرد اور قاصد ہوتے تو صحابی ہوتے تو وہ ان کی بشریت کا انکار نہ کرتے ۔ تو علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ وہ براہِ راست پیغمبر تھے ۔ لیکن دوسری تفسیر بھی بیان ہو سکتی ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ تم ہمارے جیسے بشر ہی ہو۔ رحمان نے کوئی شے نازل نہیں کی اور تم جھوٹ بولتے

ہو۔ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ ان پیغمبروں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے۔ ضابطے کے مطابق فعل پہلے ہوتا ہے تو یَعْلَمُ رَبُّنَا ہونا چاہیے تھا مگر حصر پیدا کرنے کے لیے فاعل کو مقدم کیا ہے۔ معنٰی ہوگا ہمارا رب ہی جانتا ہے اِنَّآ اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ بے شک ہم تمہاری طرف البتہ بھیجے ہوئے ہیں تم مانو یا نہ مانو۔ ہماری تصدیق کرو یا تکذیب کرو ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ اور نہیں ہے ہمارے ذمے مگر پہنچانا بات کو کھول کر۔ ہمارا فریضہ ہے کہ توحید و رسالت اور قیامت وغیرہ کے جتنے مسائل ہیں وہ تمہیں کھول کر وضاحت کے ساتھ سمجھا دیں منوانا ہمارا کام نہیں ہے۔ منوانا پیغمبر کے منصب میں داخل نہیں ہے۔ اگر منوانا پیغمبر کے اختیار میں ہوتا تو آدم علیہ السلام اپنے بیٹے قابیل سے منوا لیتے۔ نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کنعان اور بیوی سے ایمان تسلیم کروا لیتے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہربان چچا ابو طالب کا سینہ کھول کر ایمان سے بھر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [قصص:۵۶] ''اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کے ساتھ آپ کی محبت ہو لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے کہا ہمارے ذمہ صرف بات کو کھول کر پہنچانا ہے قَالُوْٓا وہاں کے باشندوں نے کہا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ بے شک ہم نے بدفالی حاصل کی ہے تمہاری وجہ سے، تمہاری وجہ سے نحوست ہمارے اوپر پڑی ہے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَھُوْا اگر تم باز نہ آئے لَنَرْجُمَنَّکُمْ تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے وَلَیَمَسَّنَّکُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور البتہ ضرور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے عذاب دردناک۔ ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔

پرندے کے اڑنے سے نیک فالی یا بدفالی حاصل کرنا :

طائر پرندے کو کہتے ہیں اور تَطَیُّر کا معنیٰ ہوتا ہے پرندہ اڑانا۔ مشرک لوگ جب کسی کام کے لیے جاتے تھے تو ان کے گھر کے پاس جو درخت ہوتا تھا اس کو پتھر مارتے تھے۔ اگر پرندے دائیں طرف اڑتے تو ان کے خیال کے مطابق یہ اچھی فال ہوتی تھی کہ کام ہو جائے گا اور اگر پرندے بائیں طرف اڑتے تو ان کے خیال کے مطابق یہ بُری فال ہوتی تھی کہ کام نہیں ہوگا۔ یہ ان کی جہالت تھی اس لیے کہ پرندے کے اڑنے کا ان کے کام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ کوئی شرعی تعلق ہے، کوئی منطقی تعلق ہے، کوئی عرضی تعلق ہے؟ وہ پرندہ ہے اس نے بدحواس ہو کر کسی طرف تو اڑنا ہے دائیں اُڑے گا یا بائیں اُڑے گا۔ تو وہ پتھر مار کر پرندے اڑاتے اور اس سے نیک فالی یا بدفالی حاصل کرتے۔ جیسے آج کل بعض جاہل لوگ ہیں کہ چھت پر کوا بولے تو کہتے ہیں مہمان آئیں گے۔ یاد رکھنا! اسلام بڑا صاف ستھرا مذہب ہے کسی توہم پرستی کو قریب نہیں آنے دیتا اور توہم پرستی عورتوں میں بہت زیادہ ہے۔

کل ایک بی بی آئی اور کہنے لگی کہ میرا سات دن کا بچہ ہے۔ ایک عورت آئی اس کے بچے کے گلے میں تعویذ تھا جس کی وجہ سے میرا بچہ بیمار ہو گیا ہے۔ بھائی! سوال یہ ہے کہ بی بی کے آنے سے کیا ہو گیا اور بچے کے گلے کے تعویذ کا تیرے بچے پر کیا طوفان آن پڑا؟ شرک بُری چیز ہے۔ ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو تطیر کا معنیٰ ہے پرندہ اڑانا۔ اس کا لازمی معنیٰ ہوگا بدفالی حاصل کرنا کہ یہ بدفالی اور نحوست تمہاری وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ان لوگوں نے پیغمبروں کی نافرمانی کی تو بارشیں رک گئیں، فصلوں کی پیداوار کم ہو گئی، پھلوں میں کمی آئی۔ یہ سب کچھ وہ پیغمبروں کے ذمے لگاتے

تھے کہ تم آئے ہو تو یہ نحوست پڑی ہے۔ قَالُوْا پیغمبروں نے کہا طٰٓئِرُکُمْ مَّعَکُمْ یہ تمہاری نحوست تمھارے ساتھ ہے۔ جس نحوست کی نسبت تم ہماری طرف کرتے ہو وہ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ خود تمہاری وجہ سے ہے تم اپنے گریبان میں جھانکو۔ تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، رب تعالیٰ کے احکام کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی مخالفت کی، ایمان نہیں لائے، یہ تمھیں اس کی سزا مل رہی ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی کبھی تسلیم نہیں کرتا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ لوگوں میں سب سے بڑا فسادی وہ ہے جس کو اپنے عیب نظر نہ آئیں اور وہ دوسروں کے عیب ڈھونڈتا پھرے۔ علمائے کرام نے کہا ہے کہ سب سے مشکل کام اپنی اصلاح ہے اور سب سے آسان کام دوسروں پر اعتراض وتنقید کرنا ہے۔ اگر اپنی اصلاح آسان ہوتی تو آنحضرت ﷺ کی ڈیوٹی وَ یُزَکِّیْھِمْ ''اور وہ تزکیہ کرتے ہیں۔'' نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کو تزکیہ نہ کرنا پڑتا۔ بزرگان دین نے صحیح شرعی دائرے میں رہ کر بڑی ریاضتیں کی ہیں۔ بعض نادان قسم کے لوگ ان ریاضتوں کو بدعت کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ سنت ہوتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور کرتے۔ بھئی! جو شخص ایمان کی حالت میں اخلاص کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی مجلس مبارک میں دو منٹ کے لیے بیٹھ گیا اس کے دل کی ایسی صفائی ہو جاتی تھی کہ بعد میں سو سال کی ریاضتوں سے بھی وہ صفائی حاصل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی تعلیم اور مجلس کی برکت سے دل کا میل کچیل دور ہو جاتا تھا۔ اس وقت ریاضتوں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ ریاضت خود مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود تزکیہ قلب ہے۔ اب اس کی صفائی کے لیے ریاضتوں اور مجاہدوں کی ضرورت ہے مگر شرعی دائرے میں رہ کر۔ بزرگوں نے نہ کبھی جماعت کے ساتھ نماز

چھوڑی ہے نہ روزہ۔ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور ذکر کرتے تھے۔ اور میں ان بھنگی، چرسی گھنگرو پہن کر ڈھول کی تھاپ پر ناچنے والوں کی بات نہیں کر رہا۔ بھلا ولی ایسے ہوتے ہیں۔ ولیوں کی اللہ تعالیٰ نے نشانی بتلائی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ [یونس: ۶۳] ''وہ جو ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔'' ایمان ہو، اخلاص ہو، اتباع سنت ہو، یہ ولی کی نشانی ہے۔

تو پیغمبروں نے فرمایا کہ یہ نحوست خود تمہاری وجہ سے ہے اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ کیا اس لیے تم پر نحوست پڑی ہے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے، رب تعالیٰ کے احکامات تمہیں پہنچائے گئے ہیں۔ تو نصیحت کی وجہ سے نحوست آتی ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم قوم ہو حد سے نکلی ہوئی۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ غنڈے بدمعاش آپے سے باہر ہو گئے پیغمبران کے گھیرے میں آگئے۔ کہنے لگے ہم نے تمہیں ختم کرنا ہے، قتل کر دینا ہے چھوڑنا نہیں ہے۔

شہر کے پرلے کنارے حبیب بن اسرائیل نجار رہتا تھا وہ ترکھان تھا۔ وہ پیغمبروں کا کلمہ پڑھ چکا تھا۔ اس کو کسی نے جا کر اطلاع دی کہ تم یہاں آری تیشہ چلا رہے ہو اور تمہارے ساتھی وہاں قابو آئے ہوئے ہیں۔ اس نے اسی حالت میں دوڑ لگا دی۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ اور آیا ایک آدمی شہر کے پرلے کنارے سے يَّسْعٰى دوڑتا ہوا۔ اور آ کر قوم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ قَالَ کہا اس نے يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اے میری قوم پیروی کرو پیغمبروں کی۔ یہ تمہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کی روشنی میں لانا چاہتے ہیں تاکہ تم آخرت کے دائمی عذاب سے بچ جاؤ یہ تمہارے خیر خواہ ہیں۔ حبیب نجار نے یہ بھی کہا اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا پیروی

کروتم ان کی جوتم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے وہ تمہاری بے لوث خدمت کر رہے ہیں وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ آگے ذکر آرہا ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ پہلے اس کو پکڑو۔ اس کو نیچے لٹا کر سب اس کے اوپر چڑھ گئے کہ اس کی انتڑیاں پاخانے کے راستے باہر نکل آئیں اور وہ شہید ہوگیا۔ حق کے لیے اس نے قربانی دے دی۔ نوجوانو! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے ہمیں بغیر کسی تکلیف اور مصیبت کے حق عطا کیا ہے حق سے، ایمان سے، اسلام سے، کلمے سے زیادہ قیمتی شے دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سستے طریقے سے دے دیا ہے کہ مسلمان والدین کے گھر پیدا ہوئے کہ کوئی محنت مشقت نہیں کرنی پڑی۔

❁❁❁

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّھُمْ اِلَیْھِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

وَمَالِیَ اور کیا ہو گیا ہے مجھے لَآ اَعْبُدُ کہ میں نہ عبادت کروں الَّذِیْ اس ذات کی فَطَرَنِیْ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ءَاَتَّخِذُ کیا میں بنا لوں مِنْ دُوْنِہٖٓ اس سے نیچے اٰلِھَۃً معبود اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ اگر ارادہ کرے میرے متعلق رحمان بِضُرٍّ ضرر پہنچانے کا لَّا تُغْنِ عَنِّیْ نہیں کام آسکتی میرے شَفَاعَتُھُمْ ان کی سفارش شَیْئًا کچھ بھی وَّلَا یُنْقِذُوْنِ اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے اِنِّیْٓ بے شک میں اِذًا اس وقت لَّفِیْ ضَلٰلٍ

مُّبِیْنٍ البتہ کھلی گمراہی میں ہو جاؤں گا اِنِّیْ اٰمَنْتُ بے شک میں ایمان لایا بِرَبِّکُمْ تمہارے رب پر فَاسْمَعُوْنِ پس تم میری بات سنو قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ کہا گیا اس کو داخل ہو جا جنت میں قَالَ اس نے کہا یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ کاش کہ میری قوم جان لے بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ کہ بخش دیا ہے مجھے میرے رب نے وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ اور کر دیا ہے مجھے عزت والوں میں سے وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ اور نہیں نازل کیا ہم نے ان کی قوم پر مِنْۢ بَعْدِہٖ اس کے بعد مِنْ جُنْدٍ کوئی لشکر مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ اور نہ ہم نازل کرنے والے تھے اِنْ کَانَتْ نہیں تھی اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً مگر ایک چیخ فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ پس اچانک وہ سب آگ کی طرح بجھ گئے یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ ہائے افسوس ان لوگوں پر مَا یَاْتِیْھِمْ نہیں آیا ان کے پاس مِّنْ رَّسُوْلٍ کوئی رسول اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے اَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے کَمْ اَھْلَکْنَا کتنی ہم نے ہلاک کیں قَبْلَھُمْ ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ جماعتیں اَنَّھُمْ بے شک وہ اِلَیْھِمْ ان کی طرف لَا یَرْجِعُوْنَ نہیں لوٹیں گی وَاِنْ کُلٌّ اور نہیں ہیں سب کے سب لَّمَّا مگر جَمِیْعٌ اکٹھے لَّدَیْنَا ہمارے پاس مُحْضَرُوْنَ حاضر کیے جائیں گے۔

ربط آیات :

ان سے پہلی آیات میں تم نے یہ واقعہ سنا کہ مصر کے مشہور شہر انطا کیہ (جو صدیوں سے آباد چلا آرہا ہے) میں اللہ تعالیٰ نے دو پیغمبر بھیجے عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے۔ ان دو پیغمبروں نے پوری قوت و طاقت صرف کر کے ان لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کی توحید سمجھائی، رسالت کا مسئلہ سمجھایا، قیامت کا مسئلہ سمجھایا۔ لیکن جب قسمت بد ہو جائے تو پھر کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیسرا پیغمبر بھیجا تینوں پیغمبروں نے دن رات ایک کر کے ان لوگوں کو حق سمجھایا لیکن وہ لوگ ان کے سمجھانے سے تنگ آگئے اور ان تینوں پیغمبروں کو گھیر لیا کہ ہم تمہاری لا الہ الا اللہ کی رٹ سن سن کر تنگ آگئے ہیں۔ سب بدمعاش، غنڈے پیغمبروں کے اردگرد جمع ہو گئے کہ آج ہم نے تمہارا کام تمام کرنا ہے۔ پیغمبر کا حوصلہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ وہ جان قربان کر دیتے ہیں مگر حق کی تبلیغ سے باز نہیں آتے۔

اس دوران میں حبیب بن اسرائیل نجار رحمۃ اللہ علیہ شہر کے پرلے کنارے سے پیغمبروں کی معاونت کے لیے پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی پیغمبر بدمعاشوں کے گھیرے میں آئے ہوئے ہیں تو اس نے قوم کو سمجھایا کہ پیغمبروں کی پیروی کرو ان کی پیروی کرو جو تم سے کچھ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کو بھیجا ہے اور فرمایا وَمَالِیَ اور مجھے کیا ہو گیا ہے لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ کہ میں نہ عبادت کروں اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اس کا انداز تبلیغ دیکھو! کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس ذات کی عبادت نہیں کرتے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ لیکن اس طرح کے خطاب سے چڑ پیدا ہوتی ہے اس لیے اس نے اپنے آپ کو خطاب کیا

بہت احسن طریقہ اختیار کیا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ یہ سارا تمہارا کیا دھرا تمہارے سامنے آئے گا ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً کیا میں بنالوں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے الٰہ، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دست گیر اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ اگر ارادہ کرے میرے متعلق رحمٰن ضرر کا مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا نہیں کام آسکتی میرے ان کی سفارش کچھ بھی۔ اگر میرا رب مجھے دکھ پہنچانا چاہے تو یہ بناوٹی خدا میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے وَّلَا یُنْقِذُوْنِ۔ یہ اصل میں یُنْقِذُوْنِیْ تھا، یا گرا دی گئی ہے۔ معنٰی ہوگا اور نہ وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں نہ بچا سکتے ہیں۔ اصل میں تو وہ ان کو سمجھا رہا تھا کہ یہ جو تم نے اللہ تعالیٰ سے نیچے معبود بنا رکھے ہیں اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف دے تو یہ تمہیں نہیں بچا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی سفارش کام آئے گی مگر خطاب اپنے آپ کو کیا کہ چڑ نہ پیدا ہو۔

ابو داؤد شریف اور ترمذی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ گدھے پر سوار تھے (آپ ﷺ نے گدھے کی بھی سواری کی ہے، خچر، اونٹ اور گھوڑے کی بھی سواری کی ہے۔) اور آپ ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کے چچازاد بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ ان کی عمر تو اس وقت بہت کم تھی۔ جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں تو ان کی عمر مبارک دس سال تھی مگر حافظہ بڑا قوی تھا بہت سمجھ دار تھے۔ بات کی طرف توجہ بھی کرتے تھے اور قبول بھی کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی حالت میں تبلیغ شروع کر دی۔ فرمایا یا غلام اے عزیز برخوردار! اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ "اللہ تعالیٰ کے جو حق آپ کے ذمہ ہیں آپ ان کی حفاظت کریں اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت

کرے گا وَ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہ اور جب مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگے، جب کوئی سوال کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے کریں وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ اور جب مدد مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ اور یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے کوئی دکھ لکھا ہوا ہے تو ساری دنیا مل کر بھی اس دکھ کو دور نہیں کر سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے سکھ لکھا ہے تو ساری دنیا مل کر بھی اسے چھین نہیں سکتی جَفَّ الْقَلَمُ قلم تقدیر خشک ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ جو لکھا گیا ہے وہی ہوگا۔'' تو اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ کوئی ضار ہے اور نہ کوئی نافع ہے۔'' تو فرمایا کہ اگر رحمان ارادہ کرے میرے متعلق ضرر کا تو یہ بناوٹی خدا نہ مجھے بچا سکتے ہیں اور نہ ان کی سفارش کام آ سکتی ہے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت شروع کر دوں ان کو الٰہ بنا لوں اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بے شک اس وقت میں کھلی گمراہی میں ہو جاؤں گا۔ کیسے عمدہ پیرائے میں ان کو بات سمجھائی اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ بے شک میں ایمان لایا تمہارے رب پر فَاسْمَعُوْنِ پس تم میری بات سنو اور پیغمبروں پر ایمان لے آؤ۔ انہوں نے جب یہ کھری کھری باتیں حبیب بن سرائیل نجار رحمۃ اللہ علیہ کی سنیں تو انہوں نے کہا کہ پیغمبروں کا کام بعد میں کریں گے پہلے اس کا کانٹا نکالو۔ چنانچہ غنڈوں نے ان کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اس کے پیٹ پر چڑھ گئے اچھلتے کودتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پاخانے کے راستے سے اس کی انتڑیاں باہر آ گئیں اور وہ شہید ہو گیا قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ اس کو کہا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔

سماع موتٰی اور قبر میں سوال و جواب :

مفسرین کرام رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد جنت یا دوزخ کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ بندہ جب قبر میں رکھا

جاتا ہے اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے جاتے ہیں ابھی وہ ان جانے والوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ ہی سن رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں۔ مومنوں کے پاس جو فرشتے آتے ہیں وہ مبشر بشیر اور کافروں کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ مَنْ نَّبِيُّكَ مَا دِيْنُكَ مومن ایمان کی برکت سے نہایت اطمینان کے ساتھ جواب دیتا ہے رَبِّيَ اللّٰهُ نَبِيِّ مُحَمَّدٌ دِيْنِيْ اَلْاِسْلَام ''میرا رب اللہ ہے، میرے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، میرا دین اسلام ہے۔'' اس کے بعد دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھلتی ہے تو مومن گھبرا جاتا ہے کہ میں نے جواب تو صحیح دیئے ہیں یہ جہنم کی آگ کا سلسلہ کیا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ مت ڈرو یہ تمہیں احساس دلانے کے لیے دکھایا ہے کہ اگر تم ایمان نہ لاتے نیکیاں نہ کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانا ہوتا۔ اب تمہارا یہ ٹھکانا نہیں ہے اس کے بعد پھر جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ مزے کر کھا پی سب کچھ کرتا پھر۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا ہے۔ تو جنت سے مراد برزخ میں جنت کا احساس ہے۔ اس کو رب تعالیٰ نے ایسا قبول فرمایا کہ فرمایا اے میرے بندے جنت میں داخل ہو جاؤ وہ جنت میں جا پہنچا قَالَ اس نے کہا يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ کاش کہ میری قوم جان لے بِمَا اس چیز کو غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ جس چیز کی وجہ سے میرے رب نے مجھے بخشا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے پیغمبروں پر ایمان، آخرت پر ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمائی ہے۔ کاش کہ میری قوم بھی ایمان لے آئے اور پیغمبروں کی تصدیق کرے وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ اور کر دیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ

نے عزت والوں میں سے کہ اب میں جنت میں مزے کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ اور نہیں اتارا ہم نے اس کی قوم پر مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کی شہادت کے بعد مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ کوئی لشکر آسمان سے وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ اور نہ ہم اتارنے والے ہیں کہ وہاں اتارنے کی ضرورت نہیں تھی۔

آسمان سے انسانوں کی مدد کے لیے فرشتوں کا اترنا :

ورنہ کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے نازل فرمائے ہیں۔ خندق کے موقع پر، حنین کے موقع پر، بدر میں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو آدمیوں کو دیکھا سفید لباس انہوں نے پہنا ہوا ہے پگڑیاں بھی سفید ہیں گھوڑوں پر ہیں چابک ان کے ہاتھ میں ہیں جس آدمی کو مارتے ہیں وہ پھڑک کے گر پڑتا ہے جس کافر کو مارتے ہیں وہ پھڑک کے گر پڑتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا اَقْدِمْ حَیْزُوْم "حیزوم آگے بڑھو" میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کون ہے ہمارے ساتھ جو ساتھی آئے تھے ان کو تو میں پہچانتا ہوں ان میں سے تو نہیں ہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جبرائیل علیہ السلام تھے اور دوسرے میکائیل علیہ السلام تھے اور حیزوم اس گھوڑے کا نام ہے جس پر جبرائیل علیہ السلام سوار تھے۔ تو اگر ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے بھی اتارتے ہیں۔ ظفر علی خاں مرحوم نے کیا خوب کہا ہے

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

فرشتے تو اترنے کو تیار ہیں تمہارے اندر بھی تو کچھ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً نہیں تھی مگر ایک چیخ۔ جبرائیل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ پس اچانک وہ سب کے سب بجھنے والے ہو گئے، سارے کے سارے بھسم ہو گئے ان مجرموں کا ایک بچہ بھی نہ بچا جو پیغمبروں کو شہید کرنے کے درپے تھے رب تعالیٰ نے ان سب کا خاتمہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ اے افسوس ان لوگوں پر مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تشریف لائی تو ان کے ساتھ بھی لوگوں نے ٹھٹھا کیا۔ سورۃ الانبیاء آیت ۳۶ پارہ نمبر ۱۷ میں ہے اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ "کیا یہی شخص ہے جو ذکر کرتا ہے تمہارے معبودوں کا۔" یہ تمہارے معبودوں کی تردید کرتا ہے اس کے پاس کیا ہے؟ سونا چاندی ہے، کوئی کوٹھی ہے؟ پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ کو کوئی مال دار تاجر نظر نہیں آتا تھا کہ اس کو نبی بنا دیتا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ [زخرف: ۳۱] "کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے۔"

اس وقت جدہ تو تھا نہیں بستیوں سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے۔ مکہ مکرمہ میں ولید بن مغیرہ بڑا مال دار آدمی تھا اور اس کے تیرہ جوان بیٹے تھے خود بھی بڑا صحت مند تھا بیٹوں میں بیٹھا ہوا ان کا بھائی ہی لگتا تھا سارے لوگ اس کا احترام کرتے تھے۔ اس کے بیٹوں میں سے تین مسلمان ہوئے۔ ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اسلام کے مشہور جرنیل ہیں فاتح شام۔ دوسرا ولید بن ولید اور تیسرا ہشام بن ولید رضی اللہ عنہ۔ باقی دس باپ کے ساتھ کفر کی حالت پر مرے ہیں۔ اور طائف کا سردار تھا عروہ بن مسعود ثقفی۔ یہ بھی بعد میں رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہو گئے تھے۔ تو کہنے لگے کہ قرآن اتارنا ہی تھا تو مکے اور طائف کے کسی سردار پر اتارتا اللہ تعالیٰ کو یہ یتیم ہی نظر آیا تھا۔ تو وہ لوگ پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ جماعتیں اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ بے شک وہ جماعتیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی وَاِنْ كُلٌّ اور نہیں ہیں سب کے سب لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ مگر اکٹھے ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی اور یہ سب کے سب خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ [المعارج:۴۴] ''نگاہیں ان کی پست ہوں گی ان پر ذلت سوار ہوگی۔'' مومنوں کی گردنیں بلند ہوں گی۔ پیغمبروں کا حمایتی تو شہید ہو گیا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تباہ و برباد کر دیا جو پیغمبروں کے خلاف کاروائی کرنا چاہتی تھی۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا
فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ
اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ
كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ
وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ
اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ
مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾
اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اور ان لوگوں کے لیے ایک نشانی الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ مردہ
زمین ہے اَحْيَيْنٰهَا زندہ کردیا ہم نے اس کو وَاَخْرَجْنَا اور نکالا ہم نے
مِنْهَا اس زمین سے حَبًّا اناج فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ پس اس سے وہ کھاتے
ہیں وَجَعَلْنَا اور بنائے ہم نے فِيْهَا اس میں جَنّٰتٍ باغات مِّنْ
نَّخِيْلٍ کھجوروں کے وَّاَعْنَابٍ اور انگوروں کے وَّفَجَّرْنَا اور چلائے

ہم نے فِیۡھَا اس میں مِنَ الۡعُیُوۡنِ چشمے لِیَاۡکُلُوۡا تاکہ یہ کھائیں مِنۡ ثَمَرِہٖ اس کے پھل سے وَمَا عَمِلَتۡہُ اَیۡدِیۡھِمۡ اور نہیں بنایا اسے ان کے ہاتھوں نے اَفَلَا یَشۡکُرُوۡنَ کیا پس یہ لوگ شکر ادا نہیں کرتے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ پاک ہے وہ ذات خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّھَا جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ اس چیز سے جس کو زمین اگاتی ہے وَمِنۡ اَنۡفُسِھِمۡ اور ان میں سے وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ اور ان چیزوں میں سے جن کو یہ نہیں جانتے وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ اور ان کے لیے نشانی ہے الَّیۡلُ رات نَسۡلَخُ مِنۡہُ النَّھَارَ کھینچ لیتے ہیں ہم اس سے دن کو فَاِذَا ھُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ پس وہ اندھیرے میں ہو جاتے ہیں وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّھَا اور سورج چلتا ہے اپنے راستے پر ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے زبردست جاننے والی ذات کا وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں حَتّٰی عَادَ یہاں تک وہ لوٹتا ہے کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ پرانی ٹہنی کی طرح لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَھَاۤ نہ سورج کو مناسب ہے اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ کہ وہ پالے چاند کو وَلَا الَّیۡلُ اور نہ رات سَابِقُ النَّھَارِ سبقت کرنے والی ہے دن سے وَکُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ اور سب کے سب اپنے مدار میں تیرتے ہیں وَاٰیَۃٌ لَّھُمۡ اور ایک نشانی ان کے لیے ہے اَنَّا حَمَلۡنَا ذُرِّیَّتَھُمۡ بے شک ہم نے سوار کیا انسانوں کی نسل کو فِیۡ

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی میں وَخَلَقْنَا لَهُمْ اور ہم نے پیدا کیا ان کے لیے مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ اس جیسی کشتیوں سے جن پر سوار ہوتے ہیں وَاِنْ نَّشَاْ اور اگر ہم چاہیں نُغْرِقْهُمْ ان کو غرق کردیں فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ پس کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہ ہو وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ اور نہ ہی وہ چھڑائے جائیں گے اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا مگر ہماری رحمت ہے وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانے کا سامان ہے ایک وقت تک۔

ماقبل سے ربط :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ جن لوگوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی اور ان کے حواری کو شہید کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کردیا۔ آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بعض دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اور ان لوگوں کے لیے مردہ زمین نشانی ہے اَحْيَيْنٰهَا جس کو ہم نے زندہ کیا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا اور نکالا ہم نے اس سے اناج، دانے پیدا کیے فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ پس اس سے یہ لوگ کھاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ قیامت حق ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ جس طرح میں مردہ زمین کو زندہ کردیتا ہوں اسی طرح قیامت والے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے کھڑا کردوں گا۔ تو فرمایا ہم نے مردہ زمین کو زندہ کر کے اس میں اناج پیدا کیا وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ اور بنائے ہم نے اس زمین میں باغات کھجوروں اور انگوروں کے وَفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ اور جاری کردیے اس زمین میں ہم نے چشمے تاکہ تمہاری پانی

کی ضرورت پوری ہو اور اناج اور باغات پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖ تاکہ یہ کھائیں اس کے پھل سے۔ جانور بھی کھائیں انسان بھی کھائیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا ہے ورنہ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ اور نہیں بنایا اسے ان لوگوں کے ہاتھوں نے۔ یہ خود سوچ سکتے ہیں کہ بارش برسا کر، دریا اور نہریں چلا کر، یہ کھجوریں اور انگور پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا یہ ان کے کارنامے ہیں؟ ہرگز نہیں! یہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں تو أَفَلَا يَشْكُرُونَ کیا پس یہ لوگ شکر ادا کیوں نہیں کرتے۔ ان کا تو فرض تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر شکر ادا کرتے لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرمائی ہے۔

نباتات کا جوڑا جوڑا ہونا :

فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ پاک ہے وہ ذات خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا جس نے پیدا کیے سب جوڑے اپنی قدرت سے مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ اس چیز سے جس کو زمین اگاتی ہے۔ زمین میں جتنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں ہر چیز کا جوڑا ہے۔ ایک نر ہے ایک مادہ ہے، ایک سیاہ ہے ایک سفید ہے، ایک چیز میٹھی ہے ایک کڑوی ہے۔

علم نباتات والے بتاتے ہیں کہ پودوں میں بھی نر اور مادہ ہیں، درختوں میں بھی نر مادہ ہیں۔ کھجوروں کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے مسلم شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا لوگ کھجوروں کے درختوں میں (اس کے معہود و معروف طریقہ پر) قلم لگا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ایسے ہی کیا کرتے ہیں۔ انصارِ مدینہ اس طرح کرتے تھے

کہ نر کھجوروں کا بورا اتار کر مادہ کھجوروں پر چھڑکتے تھے۔اس طرح ان کی فصل اچھی ہوتی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو یعنی ایسا نہ کرو پھل تو اللہ تعالیٰ نے لگانا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھوڑ دیا مگر فصل کم ہوئی۔اگر کسی کی بیس من ہوتی تھی تو دو من ہوئی۔آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ حضرت! اس سال ہم نے تابیر نحل نہیں کی تھی فصل کم ہوئی ہے۔تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِیْبُ ''بے شک میں بشر ہوں میری رائے صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْہُ جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کہوں تو اس کو لے لیا کرو اور جب تمہارا کوئی دنیوی معاملہ ہو تو اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ تو تم دنیاوی معاملات کو زیادہ سمجھتے ہو جیسے چاہو کر لیا کرو۔''تو درختوں میں نر مادہ ہوتے ہیں پودوں میں بھی نر مادہ ہوتے ہیں۔فرمایا وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ اور ان میں سے۔خود انسانوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے پیدا فرمائے ہیں مرد عورتیں نسل انسانی کا سلسلہ چلانے کے لیے وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ اور اس مخلوق میں بھی جوڑے پیدا کیے ہیں جن کو یہ نہیں جانتے۔جنگلات میں اللہ تعالیٰ نے کتنی قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ہے جس کی شکل و صورت تک ہم نہیں جانتے،سمندر کی تہہ میں کتنی قسم کی مخلوقات ہیں جن کو ہم نہیں جانتے ہم نے صرف مچھلیاں یا چند اور چیزیں دیکھی ہیں۔

رب تعالیٰ کی قدرت کی اور نشانی۔فرمایا وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ اور ان کے لیے نشانی ہے رات نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ ہم کھینچ لیتے ہیں اس سے دن کو۔ سَلَخَ کا لفظی معنٰی ہے بکری کی کھال اتارنا۔تو مطلب یہ ہوگا کہ رات کی تاریکی پر ہم دن کی چادر ڈال دیتے ہیں اور جب رات آتی ہے تو دن کی چادر کو ہم کھینچ لیتے ہیں فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ

پس وہ اندھیرے میں ہو جاتے ہیں یعنی رات بھی ہم نے بنائی اور دن بھی ہم نے بنایا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو روزمرہ دیکھتے نہیں ہو؟ اور وہ رب جو دن رات کو بنانے والا ہے اندھیرے اور روشنی کا خالق ہے تو وہ قیامت برپا کر کے تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اور سورج چلتا ہے اپنے راستے پر جو راستہ رب تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کیا ہے کیا مجال ہے کہ اس سے ایک انچ اِدھر اُدھر ہو سکے یا کھڑا ہو سکے یا رفتار میں کمی بیشی کر سکے، مجبور ہے، سورج بھی اور چاند بھی۔ اور انسان کا وجود اگرچہ چھوٹا سا ہے لیکن اس کو اختیارات اللہ تعالیٰ نے چاند سورج سے زیادہ دیئے ہیں۔ اپنی مرضی سے اٹھتا ہے بیٹھتا ہے دل کرے کھڑا ہو جائے دوڑ لگا دے دائیں طرف چلے بائیں طرف چلے مگر انسان کی عقل ماری جائے تو اس کا کیا علاج ہے کہ چاند سورج کی چمک دمک دیکھ کر ان کی پوجا شروع کر دیتا ہے۔

اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ سورج چاند کی پوجا نہ کرو بلکہ اس ذات کی پوجا کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ تو فرمایا سورج چلتا ہے اپنے ٹھکانے، اپنے راستے پر ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے اس ذات کا جو جاننے والی ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ اور چاند کی ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں۔ چاند کو پیدا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس کی منزلیں بھی مقرر کی ہیں۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں انتیس کا ہو تو ایک دن غائب ہوتا ہے حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ یہاں تک کہ وہ لوٹتا ہے پرانی ٹہنی کی طرح۔ عرجون کھجور کی اس ٹہنی کو کہتے ہیں جو خشک ہو کر ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ قدیم کا معنیٰ پرانی۔ پہلے تو کھجور کی ٹہنی ویسے ہی ٹیڑھی ہوتی ہے پھر جب زیادہ پرانی ہو جائے تو اور زیادہ ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ تو جس طرح کھجور کی پرانی ٹہنی ٹیڑھی ہو جاتی

ہے اسی طرح چاند بھی آخری دنوں میں باریک اور ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ فرمایا لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ نہ سورج کے لیے مناسب ہے کہ وہ پالے چاند کو دوڑ کر وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اور نہ رات سبقت کرنے والی ہے دن سے کہ رات دن سے پہلے نہیں آسکتی۔ رات اپنے وقت پر آئے گی اور دن اپنے وقت پر آئے گا جو ان کے لیے وقت مقرر ہے وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ اور سب کے سب اپنے مدار میں تیرتے ہیں۔ كُلٌّ سے مراد سورج اور چاند یعنی كُلٌّ مِّنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ سب کے سب اپنے فلک یعنی مدار میں تیرتے ہیں نقل و حرکت کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہی تعلیم دی ہے کہ سورج بھی چلتا ہے اور چاند بھی چلتا ہے۔

حرکتِ شمس و قمر اور سائنس دانوں کا نظریہ:

سائنس دانوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ سورج اور چاند چلتے ہیں اور ان کا نظریہ صحیح ہے۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ سورج اور چاند ساکن ہیں اور زمین گھومتی ہے ان کی رائے غلط ہے۔ اس لیے کہ سائنس دانوں کی بات بدلتی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتی۔

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس چیز کے متعلق فرما دیا ہے کہ وہ اچھی ہے ساری دنیا کے حکیم، ڈاکٹر، سائنس دان، عقل مند مل کر اس میں خرابی ثابت نہیں کر سکتے۔ اور جس چیز کے متعلق آپ ﷺ نے فرما دیا ہے کہ بُری ہے ساری دنیا کے حکیم، ڈاکٹر، عقل مند مل کر اس میں اچھائی ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے کہ وہ علیم کل ہے اس کا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اور آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے بتلایا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

[سورۃ النجم] ’’اور نہیں بولتا وہ پیغمبر نفس کی خواہش سے نہیں ہے وہ مگر وحی جو اس کی طرف کی گئی ہے۔‘‘ تو سورج بھی حرکت کرتا ہے چاند بھی حرکت کرتا ہے اور ستاروں کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض ستارے سیارے ہیں حرکت کرنے والے اور بعض ثوابت ہیں جو اپنی جگہ ٹکے رہتے ہیں۔ زحل، مشتری، عطارد اور زہرہ نقل و حرکت کرتے ہیں۔ کوئی مشرق کی طرف کوئی مغرب کی طرف اور ان کی حرکت اتنی تیز ہے کہ اللہ کی پناہ! لیکن سب اپنے محور میں چلتے ہیں کوئی کسی کے ساتھ ٹکراتا نہیں ہے۔

سائنس دانوں کے بیان کے مطابق پچھلے دنوں زہرہ ستارے کا کچھ حصہ الگ ہو گیا تھا جس سے امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ ساری دنیا کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں کہ معلوم نہیں دنیا کے کس حصے میں گرے گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس کو فضا ہی میں فنا کر دیا اور خطرہ ٹل گیا۔ یہ تمام رب تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔

رب تعالیٰ کی قدرت کی اور نشانی: وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اور ایک نشانی ان کے لیے ہے اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ بے شک ہم نے انسانوں کی ذریت کو سوار کیا فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی میں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا [ہود: ۳۷] ’’اور تیار کر کشتی ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے۔‘‘ یہ کشتی ساڑھے پانچ سو فٹ لمبی تھی جس کے تین طبقے تھے نیچے والے طبقے میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں، دوسرے طبقے میں حیوانات تھے اور اوپر والے طبقے میں انسان تھے۔ نیچے سے چشمے اُبلے اوپر سے بارش برسی اور ایسا سیلاب آیا کہ سوائے کشتی میں سوار ہونے والوں کے ساری دنیا تباہ ہو گئی۔

ایک من گھڑت قصہ :

یہ جو قصہ بنا ہوا ہے کہ ایک آدمی تھا عوج بن عنق۔ اس کا قد اتنا لمبا تھا کہ یہ طوفان اس کے ٹخنوں تک آیا تھا اور وہ مچھلیاں پکڑ پکڑ کر سورج پر بھون کر کھاتا تھا یہ یہودیوں کی خرافات میں سے ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ سورہ نوح پارہ ۲۹ میں ہے نوح علیہ السلام نے کہا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ''اے میرے رب نہ چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا۔'' تو صرف وہی بچے جو کشتی میں سوار ہوئے۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان بھی نہ بچ سکا کہ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ تو فرمایا ہم نے سوار کیا ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ اور ہم نے پیدا کیا ان کے لیے اس جیسی کشتیوں سے جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی پھر لوگوں نے اس کے نمونے کی اور کشتیاں بنائیں اور اس کے نمونے کے جہاز بن گئے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مِّنْ مِّثْلِهٖ سے مراد اونٹ ہیں۔ اونٹ کو عربی میں سفینۃ البر کہتے ہیں۔ خشکی کی کشتی ہے جس کے چوڑے پاؤں لمبے قدم یہ ریتلے علاقے میں خوب چلتا ہے۔ جہاں گھوڑا، گدھا، خچر اچھے طریقے سے نہیں چل سکتے۔ تجربہ کر کے دیکھ لو۔ ہم نے تو تجربہ کیا ہے یہ بھکر، میانوالی، مظفر گڑھ کا جو حصہ تھل کا ہے وہاں آدمی قدم آگے رکھتا ہے آتا پیچھے ہے۔ تو اونٹ خشکی کی کشتی ہے جو لاد دو گے اٹھا لے گا۔

خادمِ رسول حضرت قیس رضی اللہ عنہ :

ایک صحابی تھے حضرت قیس رضی اللہ عنہ۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سامان زیادہ ہو گیا تو پریشان ہو گئے کہ اس کو کون اٹھائے گا؟ تو حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کمبل تھا بڑا مضبوط۔ عرض کیا حضرت! اس میں ڈال کر مجھے اٹھوا دو۔ دو تین اونٹوں کا

وزن تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا اَنْتَ سَفِیْنَۃٌ ''تو تو بھائی نری کشتی ہے۔''اس کے بعد ان کا لقب پڑ گیا سفینہ مولی رسول اللہ ﷺ۔لوگ ان کو سفینہ کہہ کر پکارتے تھے۔

درندے کا صحابی رسول ﷺ کا احترام کرنا :

رومیوں کے ساتھ لڑائی کے دوران میں ایک موقع پر ساتھیوں سے بچھڑ گئے ہتھیار بھی ان کے پاس کوئی نہیں تھا۔جنگل کا شیر چنگھاڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔مسند احمد، مستدرک حاکم اور مشکوٰۃ میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ شیر جب قریب آیا تو اس کو کہا انا سفینۃ مولی رسول اللہ ﷺ یَا اَبَا الحارث ''اے جنگل کے شیر میرا نام سفینہ ہے میں رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں۔''اس شیر نے ایسے دم ہلائی جیسے بلی کتا اپنے مالک کے آگے ہلاتا ہے۔پھر وہ شیر ان کو اس طرف لے گیا جہاں اسلامی فوج تھی۔جب ان کو اپنے ساتھی نظر آنے لگے تو شیر سلام کر کے واپس چلا گیا۔تو سفینہ کے لفظی معنیٰ کشتی کے ہیں۔

فرمایا وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ پس کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا نہ ہو۔کوئی ان کا امدادی نہ ہو۔ صریخ کا لفظی معنیٰ ہے آواز دینے والا۔جب کوئی آدمی چوروں، ڈاکوؤں میں پھنس جاتا اور آواز دیتا کہ او مجھے ملو! تو جو آدمی اس کی آواز سن کر جواب دیتا کہ گھبرا مت، میں پہنچا۔تو امداد کی خاطر جو آواز بلند کرنے والا ہوتا تھا اس کو صریخ کہتے تھے۔تو لازمی ترجمہ کرتے ہیں امدادی کہ ان کا کوئی امدادی نہ ہوگا۔ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ اور نہ ہی وہ چھڑائے جائیں گے اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا مگر مہربانی ہے ہماری کہ ہم کشتیوں کو غرق نہیں ہونے دیتے جن کو ہم چاہیں وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ اور فائدہ اٹھانے کا سامان ہے ایک وقت تک۔یہ سب

رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ جو رب یہ سارے کام کر سکتا ہے وہی قیامت برپا کرے گا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا
بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ
اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ
لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ
مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ
مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

وَاِذَا اور جس وقت قِيْلَ لَهُمُ کہا جاتا ہے ان سے اتَّقُوْا بچو
مَا اس چیز سے بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ جو تمہارے سامنے ہے وَمَا خَلْفَكُمْ اور
جو تمہارے پیچھے ہے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے وَمَا
تَاْتِيْهِمْ اور نہیں آتی ان کے پاس مِّنْ اٰيَةٍ کوئی نشانی مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ
ان کے رب کی نشانیوں میں سے اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مگر ہیں اس سے
مُعْرِضِيْنَ اعراض کرنے والے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جس وقت کہا جاتا ہے

ان سے اَنۡفِقُوۡا خرچ کرو مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ اس چیز سے جو رزق دیا ہے تم کو اللہ تعالیٰ نے قَالَ الَّذِيۡنَ کہا ان لوگوں نے كَفَرُوۡا جو کافر ہیں لِلَّذِيۡنَ ان لوگوں کو اٰمَنُوۡۤا جو مومن ہیں اَنُطۡعِمُ کیا ہم کھلائیں مَنۡ اس کو لَّوۡ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطۡعَمَهٗ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کھلاتا اس کو اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں وَيَقُوۡلُوۡنَ اور کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ کب ہوگا یہ وعدہ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم سچے مَا يَنۡظُرُوۡنَ نہیں انتظار کرتے اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً مگر ایک چیخ کا تَاۡخُذُهُمۡ جو پکڑے گی ان کو وَهُمۡ يَخِصِّمُوۡنَ اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ تَوۡصِيَةً پس نہیں طاقت رکھیں گے یہ وصیت کرنے کی وَّلَاۤ اِلٰٓى اَهۡلِهِمۡ يَرۡجِعُوۡنَ اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکیں گے وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ اور پھونکا جائے گا صور فَاِذَا هُمۡ پس وہ اچانک مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ قبروں سے اِلٰى رَبِّهِمۡ يَنۡسِلُوۡنَ اپنے رب کی طرف دوڑیں گے قَالُوۡا کہیں گے يٰوَيۡلَنَا ہائے افسوس ہمارے اوپر مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا کس نے اٹھایا ہے ہمیں ہماری لیٹنے والی جگہ سے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ یہ وہ ہے جس کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ اور سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ فَاِذَا هُمۡ جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ

پس وہ سارے کے سارے ہمارے پاس حاضر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مشرک لوگ اپنی گمراہی کی وجہ سے ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور اپنے گناہوں کے انجام کا کوئی فکر نہیں ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ بچو تم اس چیز سے جو تمہارے آگے اور جو تمہارے پیچھے ہے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ کی مراد :

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں ما بمعنٰی من ہے۔تو مطلب یہ ہوگا کہ ڈرو تم اس ذات سے جو تمہارے آگے بھی ہے اور پیچھے بھی ہے یہ جملہ شرط ہے اور جزا اس کی محذوف ہے کہ یہ اعراض کرتے ہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ آگے سے مراد دنیا کی زندگی ہے اور پیچھے سے مراد آخرت کی زندگی ہے۔اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ آگے سے مراد آگے جو زمین ہے اور آسمان ہے اور پیچھے جو زمین ہے جس پر چل کر آئے ہو اور پیچھے جو آسمان ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو زمین میں دھنسا دیں اور اوپر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں مگر یہ اعراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت پر بڑی نشانیاں عطا فرمائیں مگر انہوں نے اعراض ہی کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا معجزہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ایک شخص آ کر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں اس پر آپ کے پاس کوئی نشانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف کہتا نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں سچا پیغمبر ہوں۔ دیکھ! یہ سامنے کھجور کا درخت ہے اگر میں

اس کے خوشے کی طرف اشارہ کروں کہ نیچے میرے پاس آ جا تو پھر مان جائے گا۔ اس نے کہا کیوں نہیں مانوں گا؟ آنحضرت ﷺ نے اس کو اشارہ کیا تو وہ خوشہ اتر کر آپ ﷺ کی گود میں آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھ یہ کھجور میری نہیں ہے اب یہ خوشہ واپس جا کر جڑ جائے۔ اس نے کہا پھر تو نور علی نور ہے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا تو وہ خوشہ اپنی جگہ پر جا کر جڑ گیا۔ توڑنا تو آسان ہوتا ہے جوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ چودھویں رات کا چاند آپ ﷺ کے ہاتھ کے اشارے سے دو ٹکڑے ہوا سب نے آنکھوں سے دیکھا وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ [سورۃ القمر] ''اور جھٹلایا انہوں نے اور پیروی کی انہوں نے اپنی خواہشات کی کہ بندہ جب ضد پر آ جائے تو پھر نہیں مانتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اور نہیں آئی ان کے پاس کوئی نشانی مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ ان کے رب کی نشانیوں میں سے اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ مگر ہیں وہ اس سے اعراض کرنے والے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جب کہا جاتا ہے ان سے اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ خرچ کرو اس چیز سے جو رزق دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو۔ رب تعالیٰ نے تمہیں پیسے دیئے ہیں، اجناس دی ہیں، پھل دیئے ہیں ان میں سے غریب لوگوں کو بھی دو جو تم میں سے غریب ہیں۔ غریب اور کمزور مومنوں نے کہا کافروں کو کہ تم ہمیں نہ دو مگر تمہارے محلے میں جو غریب ہیں ان کو کھانا کھلاؤ ان پر خرچ کرو۔ اب ان کا جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ کہتے کہ بھئی! ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو کھلائیں گے ان پر خرچ کریں گے کیونکہ صدقہ خیرات کو تو کافر بھی اچھا سمجھتے تھے۔ آج بھی کافر صدقہ خیرات اور رفاہِ عامہ کے کام کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے جواب یہ دیا قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا ان لوگوں سے جو مومن ہیں۔ کیا کہا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطۡعَمَہٗۤ کیا ہم کھلائیں اس کو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کھلاتا اس کو۔ رب ان کو کیوں نہیں کھلاتا؟ ان کی منطق یہ تھی کہ رب ان سے راضی نہیں ہے اگر راضی ہوتا تو خود ان کو کھلاتا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ اے مومنو! نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں کہ کہتے ہو کہ اپنا مال ان غریبوں پر خرچ کرو جنہیں اللہ تعالیٰ بھوکا رکھنا چاہتا ہے۔ الٹی منطق دیکھو کہ کافر مومنوں کو کہتے ہیں کہ تم کھلی گمراہی میں ہو۔ دنیا میں یہ سلسلہ چلتا رہا ہے کہ سچے کو جھوٹا کہا گیا ہے اور جھوٹے کو سچا کہا گیا ہے۔ حق کو باطل اور باطل کو حق کہا گیا ہے۔ مکے کے مشرک بڑے زوردار الفاظ میں اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور ان کے عقیدے پر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابی کہتے تھے۔ صابی کا معنیٰ ہے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اپنانے والا۔ جیسے آج کل اہل حق کو وہابی کہتے ہیں۔

اہلِ حق کے خلاف سازشیں :

مجھے ۱۹۸۶ء میں ایک ساتھی لندن لے گیا۔ وہاں میر پور کے لوگ زیادہ ہیں جو اکثر خالص بدعتی ہیں۔ میر پور کوٹلی کے علاقے میں بدعات زیادہ ہیں۔ ان لوگوں نے میرا نام سنا ہوا تھا ان کو علم ہوا تو کہنے لگے چلو وہابیوں کے بابے کو دیکھتے ہیں۔ میں ان کے لیے بڑی عجیب شے تھا۔ خیر لوگ دور دراز سے گاڑیوں میں آئے۔ ایک بڑی مسجد میں میرا بیان تھا۔ سننے کے بعد کہنے لگے کہ ہمیں تو کچھ اور کہا گیا تھا یہ تو کچھ اور نکلا ہے۔ یہ تو بہت اچھی باتیں کرتا ہے۔ حق والوں کے خلاف سازشیں، بدنام کرنا، مقابلہ کرنا شروع ہی سے چلا آرہا ہے۔

حج کے دنوں میں ابوجہل اور ابولہب نے باری مقرر کی ہوئی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ حج کرتے تھے۔ چونکہ حج کے دنوں میں لوگ زیادہ ہوتے تھے اور دور دراز سے آئے ہوئے ہوتے تھے۔ آنحضرت ﷺ لوگوں کو توحید کی تبلیغ کرتے تھے۔ ایک دن ابوجہل آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتا اور آپ ﷺ کی تقریر کی تردید کرتا تھا۔ آپ ﷺ جب تقریر ختم کرتے تو ابوجہل کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ تم نے اس کی تقریر سن لی ہے میرا بیان بھی سنو! میرا نام عمرو بن ہشام ہے اور ابوالحکم میری کنیت ہے یہ میرا بھتیجا ہے صَابِئٌ کَذَّابٌ "یہ صابی اور جھوٹا ہے۔" اس کے پھندے میں نہ آنا۔ آنحضرت ﷺ کی گھنٹوں کی تقریر پر دو لفظوں کے ساتھ کہ صابی ہے جھوٹا ہے کہہ کر پانی پھیر دیتا تھا۔ پھر آپ ﷺ پر ریت پھینکنی شروع کر دیتا تھا کہ شرارتی لوگ آپ ﷺ پر سنگ باری کریں۔ تو دنیا میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کہا گیا ہے۔

تو کہنے لگے کہ تم کھلی گمراہی میں ہو۔ وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں جس قیامت کا تم ذکر کرتے ہو مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یہ قیامت کا وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ مومنو! کتنے سال باقی ہیں کتنے مہینے باقی ہیں؟ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس بات کا ذکر ہے۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۷ پارہ نمبر ۹ میں ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا "یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ کب ہوگا اس کا قائم ہونا قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ پختہ بات ہے کہ اس کا علم میرے رب کے پاس ہے مجھے علم نہیں ہے کہ کب آنی ہے؟" قیامت تو آنی ہے مگر اس کے صحیح وقت کا علم کسی کو نہیں ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ہماری موت تو آنی ہے اس میں تو کسی کو تردد نہیں ہے مگر کب آئے گی اس کا علم رب

تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ مَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً نہیں انتظار کرتے یہ مگر ایک ہی چیخ کا۔ اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے تَاۡخُذُھُمۡ وہ ان کو پکڑے گی۔ وہ سب چیزوں پر حاوی اور چھا جائے گی وَھُمۡ یَخِصِّمُوۡنَ اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ یَخِصِّمُوۡنَ اصل میں یَخۡتَصِمُوۡنَ تھا تا کو ص کیا اور پھر ص کا ص میں ادغام کیا تو یَخِصِّمُوۡنَ ہوگیا۔ تو جب چیخ ان کو پکڑے گی تو آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ سودا دینے والا قیمت زیادہ بتلائے گا لینے والا چھڑانے (کم کرانے) کی کوشش کرے گا، قرضہ لینے والا مطالبہ کرے گا دینے والا کہے گا ابھی میرے پاس نہیں ہیں تو یہ لین دین وغیرہ کے جھگڑے ہو رہے ہوں گے اور اسرافیل علیہ السلام بگل پھونک دیں گے۔ اور ہر شے وہیں ڈھیر ہو جائے گی۔

قیامت کا منظر :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بیچنے والا تھان بچھائے گا دکھانے کے لیے، خریدنے والا اس کے ساتھ بھاؤ طے کر رہا ہوگا کہ دونوں ڈھیر ہو جائیں گے۔ ایک آدمی دودھ دوہ کر اپنے گھر کے دروازے کے قریب پہنچ جائے گا مگر اندر نہیں داخل ہو سکے گا کہ خود بھی گر جائے گا اور دودھ بھی۔ آدمی لقمہ منہ میں ڈالے گا حلق سے نیچے نہیں اتار سکے گا، پانی کا گھونٹ بھرے گا حلق سے نیچے نہیں اتار سکے گا کہ ڈھیر ہو جائے گا۔ ایک پاؤں دروازے کے اندر ہوگا ایک باہر ہوگا کہ اسرافیل بگل پھونک دیں گے اور یہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ تَوۡصِیَۃً پس نہیں طاقت رکھیں گے یہ وصیت کرنے کی نہ کوئی وصیت سننے والا ہوگا وَّلَاۤ اِلٰۤی اَھۡلِھِمۡ یَرۡجِعُوۡنَ اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکیں گے۔ جہاں کہیں ہوں گے وہیں ڈھیر ہو جائیں گے وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ اور پھونکا

جائے گا بگل فَاِذَاھُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ ۔ اَجۡدَاث جَدۡثٌ کی جمع ہے۔ معنٰی ہے قبر، اجـــداث قبریں۔ معنٰی ہو گا پس وہ اچانک قبروں سے نکل کر اِلٰی رَبِّھِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے، دوڑیں گے۔ مشرق والے، مغرب والے، شمال والے، جنوب والے، کیا انسان، کیا جنات، کیا حیوان، کیا خشکی والے، کیا تری والے، سب کے سب میدان محشر میں اکٹھے ہوں گے۔ جب قبروں سے نکلیں گے تو سب ننگے ہوں گے سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ دوسرے نمبر پر آنحضرت ﷺ کو تیسرے نمبر پر موسیٰ علیہ السلام کو پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق کسی کو دو قدم کے بعد کسی کو چار قدم کے بعد لباس پہنایا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے نفسا نفسی کا عالم ہو گا ہر ایک کو اپنی فکر ہو گی کوئی کسی کی فکر نہیں کرے گا یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیۡهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیۡهِ [سورۃ عبس] ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اور بیٹوں سے۔'' یہاں جانیں دینے کے لیے تیار ہیں وہاں ایک نیکی دینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہو گا اس سے اندازہ لگاؤ کہ کتنا مشکل وقت ہو گا؟

قَالُوۡا کہیں گے یٰوَیۡلَنَا ہائے افسوس ہمارے اوپر مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا کس نے اٹھایا ہے ہمیں ہماری لیٹنے والی جگہ سے۔ ہم قبروں میں لیٹے ہوئے تھے ہمیں کس نے اٹھایا ہے ھٰذَا یہ جواب ہے ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ اور سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے کہ ایک وقت آئے گا بگل پھونکا جائے گا اور تم قبروں سے اٹھو گے جو جہاں کہیں ہو گا وہیں سے اٹھے گا۔ باقی قبروں کا ذکر اس لیے ہے کہ عرب والے مردوں کو

قبروں میں دفن کرتے تھے یہود و نصاریٰ بھی دفن کرتے ہیں۔ باقی جن کو جلا دیا جاتا ہے وہ بھی اٹھیں گے، جن کو درندے کھا گئے وہ بھی اٹھیں گے، مچھلیاں کھا گئیں وہ بھی اٹھیں گے سب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جمع ہوں گے۔

واقعہ :

بخاری شریف میں ایک آدمی کا ذکر آتا ہے کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر پیس دینا پھر کچھ راکھ سمندر میں پھینک دینا اور کچھ ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کا ایک ذرہ نہ ضائع ہو اور سمندر کو حکم دیا کہ اس کا ایک ذرہ نہ ضائع ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے اچھا بھلا بندہ بنا کر کھڑا کر دیا اور فرمایا اے بندے! تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ اس نے کہا پروردگار! تیرے ڈر کی وجہ سے کہ میرے پاس نیکی کوئی نہیں تھی مجھے شرم آئی کہ میں اس حالت میں رب کے سامنے کس طرح پیش ہوں؟ میں نے انسانوں والا کام تو کوئی کیا نہیں ہے۔ تیرے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ تو رب تعالیٰ کے لیے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔ یہ ہماری تمہاری منطق ہے کہ جس کو جلا دیا جائے گا وہ کیسے زندہ ہوگا جس کو درندے یا مچھلیاں کھا گئیں وہ کیسے زندہ ہوگا؟ خدا کے ہاں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے نہ اس کے لیے کوئی کام مشکل ہے اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ پس وہ سارے کے سارے ہمارے پاس حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔

منکرین عذاب قبر کا استدلال اور اس کا جواب :

یہاں پر ایک مسئلہ سمجھ لیں کہ منکرین عذاب قبر اس آیت کریمہ کو اپنے دعوے پر پیش کرتے ہیں کہ مرقد کا معنٰی ہے سونے کی جگہ۔ تو سوتا تو وہ ہے جس کو تکلیف نہ ہو۔ تکلیف والے کو کب نیند آتی ہے؟ جس کو فرشتے ہتھوڑے ماریں پسلیاں آر پار ہوں وہ کیسے سو سکتا ہے؟ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہاں مرقد کا معنٰی سونے کا نہیں کریں گے بلکہ لیٹنے کی جگہ کریں گے کہ ان کو لیٹنے کی جگہ سے اٹھایا جائے گا۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے قیامت قائم ہونے سے کچھ دیر پہلے عذاب موقوف کر دیا جائے گا۔ تو جس وقت اٹھیں گے اس وقت کے لحاظ سے وہ مرقد ہے پہلے نہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد مسلسل عذاب ہوتا ہے۔

فَالْيَوْمَ
لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى
الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾
سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ
اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ
الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ
نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

فَالْيَوْمَ پس اس دن لَا تُظْلَمُ ظلم نہیں کیا جائے گا نَفْسٌ
کسی نفس پر شَيْئًا کچھ بھی وَّلَا تُجْزَوْنَ اور نہ بدلہ دیا جائے گا تم کو
اِلَّا مَا مگر اس چیز کا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو تم عمل کرتے ہو اِنَّ بے شک
اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ جنت والے الْيَوْمَ اس دن فِيْ شُغُلٍ شغل میں
ہوں گے فٰكِهُوْنَ آپس میں باتیں کر رہے ہوں گے: هُمْ وہ وَ
اَزْوَاجُهُمْ اور ان کی بیویاں فِيْ ظِلٰلٍ سائیوں میں عَلَى الْاَرَآئِكِ

تختوں پر مُتَّكِـُٔوْنَ ٹیک لگائے ہوں گے لَهُمْ ان کے لیے فِيْهَا اس جنت میں فَاكِهَةٌ پھل ہوں گے وَّلَهُمْ اوران کے لیے مَّا وہ چیز ہوگی يَدَّعُوْنَ جووہ طلب کریں گے سَلٰمٌ سلام ہوگا قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ قول کے طور پر رب رحیم کی طرف سے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اور الگ ہوجاؤ آج کے دن اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اے مجرمو اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ کیامیں نے تاکید نہیں کی تھی تم کو يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے بنی آدم اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ کہ تم نہ پوجا کرو شیطان کی اِنَّهٗ لَكُمْ بے شک وہ تمہارا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ کھلا دشمن ہے وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ اور یہ کہ تم میری عبادت کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہی سیدھا راستہ ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ اور البتہ تحقیق اس نے بہکایا مِنْكُمْ تم میں سے جِبِلًّا كَثِيْرًا بہت ساری مخلوق کو اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ کیا تم عقل نہیں رکھتے هٰذِهٖ جَهَنَّمُ یہ جہنم ہے الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ داخل ہو جاؤ اس میں آج کے دن بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ اس دن ہم مہر لگادیں گے عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ ان کے مونہوں پر وَتُكَلِّمُنَآ اور کلام کریں گے ہمارے ساتھ اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں بِمَا اس چیز کی كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ جو وہ کماتے تھے۔

تفسیر آیات :

قیامت کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا پس اس دن نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کچھ بھی۔ اس نے گناہ نہیں کیا اور اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے یا اس نے جرم نہیں کیا اور اسے مجرم بنا دیا جائے ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ یا ضابطے کے مطابق اس نے جو نیکیاں کی ہیں وہ نہ لکھی جائیں یا ان کا بدلہ نہ ملے ایسا نہیں ہوگا۔ دنیا میں لوگ ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں تو قیامت والے دن مظلوم کو اس کا حق نہ دلوایا جائے ایسا بھی نہیں ہوگا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اور نہ بدلہ دیا جائے گا تم کو مگر اس چیز کا جو تم کرتے ہو۔ تم نے نیکی کی نیکی کا بدلہ ملے گا، بدی کی بدی کا بدلہ ملے گا إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ بے شک جنت والے اس دن فِي شُغُلٍ شغل میں ہوں گے، دل لگیوں میں ہوں گے فٰكِهُونَ آپس میں باتیں کر رہے ہوں گے مزے کر رہے ہوں گے۔ اپنے اپنے مزاج کے مطابق کوئی کھانا کھائے گا کوئی پانی پیے گا کوئی پھل کھائے گا، کوئی ہنس رہا ہوگا، کوئی کھیل رہا ہوگا، کوئی کچھ کرے گا کوئی کچھ کرے گا اپنے اپنے شغل میں مصروف ہوں گے هُمْ وَأَزْوٰجُهُمْ وہ اور ان کی بیویاں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ادنیٰ ترین جنتی کو زوجتان من الحور العین "دو حوریں تو ہر جنتی کو ملیں گی۔" فِي ظِلٰلٍ۔ ظِلٰلٍ ظُلَّةٌ کی جمع ہے اور اس کا مفرد ظِلٌّ بھی آتا ہے۔ یعنی اس کا مفرد ظُلَّةٌ بھی ہے اور ظِلٌّ بھی ہے۔ دونوں لفظ قرآن میں موجود ہیں عَلَى الْأَرَآئِكِ۔ آرائك أَرِيكَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے آرام دہ کرسی، جدھر چاہو گھما لو۔ معنی ہوگا وہ اور ان کی بیویاں سائیوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں

گے مُتَّكِـُٔوْنَ خوب ٹیک لگائے۔سائے کا لفظ اللہ تعالیٰ نے عربوں کو سامنے رکھ کر فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم کے اول مخاطب عرب ہیں اور عرب میں سائے اور پانی کی بڑی قدر ہے کیونکہ وہاں یہ دونوں چیزیں کم ہیں اسی واسطے کسی جگہ ظِلًّا ظَلِيْلًا فرمایا ہے کہ بڑا گھنا سایہ ہوگا اور باغات ہوں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گے۔ ہمارے ہاں سائے کی کوئی زیادہ قدر نہیں ہے کیونکہ یہاں درخت وافر تعداد میں ہیں اور عرب کے مقابلے میں یہاں گرمی بھی کم ہوتی ہے۔ تو ان کو سمجھانے کے لیے فرمایا کہ وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سائیوں میں ہوں گی آرام دہ کرسیوں پر ٹیک لگا کر بڑے مزے کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ان کے لیے جنت میں پھل ہوں گے وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ اور ان کے لیے وہ چیز ہوگی جو وہ طلب کریں گے۔ جو منہ سے نکلے گا سو ملے گا۔ بخاری شریف میں روایت ہے رب تعالیٰ فرمائیں گے جنتیو! مانگو جو مانگنا ہے۔ ایک آدمی کہے گا پروردگار! مجھے یہاں زراعت کرنے کی اجازت دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بغیر زراعت کے تمہیں سب کچھ مل جائے کیا یہ کافی نہیں ہے؟ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کیا ہوگی چھوٹی خدائی ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ ہو جائے وہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جنتی بھی جو چاہے گا ہو جائے گا۔ فرمایا سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ سلام ہوگا کہا ہوا رب رحیم کی طرف سے۔ السلام علیکم یا عبادی "اے میرے بندو! تم پر میرا سلام ہو۔" آج کوئی بڑا افسر کسی معمولی ملازم کو سلام کرے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا کہ میرے افسر نے مجھے سلام کیا ہے۔ اُدیہ افسر کیا ہوتا ہے؟ رب تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو سلام ہوگا جنتی آپس میں بھی سلام کریں گے فرشتے بھی سلام کریں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ

[زمر:۷۳] ''سلام ہو تم پر خوش رہو داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے۔'' ہر طرف سے سلامتی ہی سلامتی ہوگی کوئی برا لفظ جنت میں نہیں سنے گا لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَـاْثِيْمٌ [طور: پارہ:۲۷] ''نہ لغو ہوگا جنت میں نہ گناہ نہ لڑائی جھگڑا ہوگا۔'' امن ہی امن ہوگا۔ پوری جنت میں ایک بھی تھانیدار نہیں ہوگا کیونکہ وہاں جھگڑا ہی نہیں ہوگا۔

فرمایا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجرمو الگ ہو جاؤ۔ مومنوں کو الگ کر دیا جائے گا مجرموں کو الگ کر دیا جائے گا۔ مجرموں کو الگ کر کے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ کیا میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی پیغمبروں کے ذریعے، کتابوں کے ذریعے، واعظین کے ذریعے، عقل سلیم دے کر تاکید نہیں کی تھی؟ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اے بنی آدم! کہ عبادت نہ کرنا شیطان کی۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان کی اطاعت نہ کرنا۔ شیطان کی اطاعت کر کے تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو اور شیطان کی اطاعت ایک قسم کا شرک ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۱ پارہ ۸ میں ہے وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ''اور بے شک شیطان القا کرتے ہیں اپنے دوستوں کو ان کے دلوں میں بات ڈالتے ہیں تاکہ وہ شیطان کے چیلے تمہارے ساتھ جھگڑا کریں اگر تم ان شیطانوں کی اور ان کے چیلوں کی اطاعت کرو گے تو بے شک البتہ تم مشرک ہو۔'' تو شیطان کی اطاعت کرنا شیطان کے چیلوں کی اطاعت کرنا یہ بھی شرک ہے۔

تو فرمایا کہ کیا میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی اے بنی آدم! کہ تم شیطان کی اطاعت نہ کرنا اس کی پوجا نہ کرنا اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن

ہے۔ وہ کوئی کام تم سے ایسا نہیں کرائے گا جس میں تمہارا فائدہ ہو۔ بعض کہاوتوں میں بڑی سمجھ کی باتیں ہوتی ہیں۔

ایک مشہور کہاوت :

چنانچہ ایک مشہور کہاوت ہے کہ ایک نیک آدمی تھا اللہ والا سخت گرمی کے موسم میں دیوار کے سائے کے نیچے سویا ہوا تھا دوپہر کو تھوڑی دیر کے لیے سوجاتا تھا کہ تہجد کے واسطے اٹھنے کے لیے بڑا مفید ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے آکر اس کو پاؤں کی طرف سے ہلا کر جگایا کہ اٹھ کر بھاگ جاؤ دیوار گرنے والی ہے۔ وہ اٹھ کر ایک طرف ہوا تو دیوار گر گئی۔ اس نے اس کو کہا کہ تم تو میرے لیے رحمت کے فرشتہ بن کر آئے ہو بتاؤ تو سہی کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ اس بات کو چھوڑو تمہارا مقصد حاصل ہو گیا ہے بچ گئے ہو۔ اس اللہ والے نے کہا کہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں۔ نیک آدمی نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ میرا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے کہ تو نے یہ نیکی کی ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نیکی نہیں کی بلکہ نیکی سے محروم کیا ہے کہ اگر تو دیوار کے نیچے آکر مرجاتا تو شہید ہوتا تو میں نے تجھے شہادت کے درجے سے محروم کر دیا ہے۔ تو شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

فرمایا وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ اور یہ کہ تم میری عبادت کرو۔ میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہی سیدھا راستہ ہے کہ میری عبادت کرو شیطان کی اطاعت نہ کرو وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۔ جِبِلًّا جَبِيْلٌ کی جمع ہے بمعنٰی مخلوق۔ اور جِبِلًّا کا معنٰی مخلوقات۔ معنٰی ہوگا اور البتہ تحقیق اس نے بہکایا تم میں سے بہت ساری مخلوقات کو۔ بہت سی قوموں کو، بہت سے خاندانوں اور برادریوں کو، انسانوں

اور جنوں کو اس نے بہکایا اَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے۔ اتنی واضح بات تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اس کی اطاعت نہ کرو میری عبادت کرو۔ اب اس کا نتیجہ سن لو! هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر تم کفر و شرک کرو گے شیطان کی اطاعت کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوگا فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ [سورہ رحمٰن] "پھر پکڑا جائے گا ان کو پیشانیوں اور پاؤں سے۔" کیونکہ خوشی کے ساتھ تو کوئی بھی دوزخ کی طرف قدم نہیں اٹھائے گا فرشتے ان کو پیشانیوں اور قدموں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ پھر پل صراط کا مرحلہ آئے گا۔ کوئی ایک قدم چلے گا نیچے گر جائے گا کوئی دو قدم چلے گا نیچے گر جائے گا۔ پل صراط کافروں اور مشرکوں کے لیے بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگی۔ اور مومنوں اور موحدوں کے لیے اتنی کھلی سڑک ہوگی جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ کچھ سواریوں پر جائیں گے، کچھ دوڑتے ہوئے جائیں گے، کچھ بادلوں کی طرح اڑتے جائیں گے، کچھ پرندوں کی طرح۔ اور کافروں، مشرکوں کو حکم ہوگا اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ داخل ہو جاؤ تم اس دوزخ میں آج کے دن اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔ میری تم نے نافرمانی کی، شیطان کے چیلے بنے رہے۔ اس دن بعض مشرک ایسے ہوں گے جو سرے سے شرک ہی کا انکار کر دیں گے اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ [انعام: ۲۳] "یہ کہ وہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا پروردگار ہے نہیں تھے ہم شرک کرنے والے۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ "دیکھو کیسا جھوٹ بولا ہے انہوں نے اپنی جانوں پر۔" یہ بے ایمان یہاں بھی سچ بولنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ پھر کیا ہوگا اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ

اس دن ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر منہ سے بول نہیں سکیں گے وَ تُکَلِّمُنَآ اَیۡدِیۡھِمۡ اوران کے ہاتھ ہمارے ساتھ باتیں کریں گے کہ ہمارے ساتھ انہوں نے یہ کچھ کیا ہے۔ہم کفر وشرک کرتے رہے ہیں وَتَشۡھَدُ اَرۡجُلُھُمۡ اوران کے پاؤں گواہیاں دیں گے کہ ہمارے ساتھ یہ کچھ کرتے رہے ہیں۔تو جب انسان کے اعضاء انسان کے خلاف گواہی دیں گے تو وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِھِمۡ لِمَ شَھِدۡتُّمۡ عَلَیۡنَا "اوروہ کہیں گے اپنی کھالوں سے کہ تم کیوں گواہی دیتی ہو ہمارے خلاف قَالُوۡٓا اَنۡطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیۡٓ اَنۡطَقَ کُلَّ شَیۡءٍ [حم سجدہ:۲۱] "وہ کہیں گے ہم کو بلوایا ہے اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے۔" اس کے بعد پھر سب کچھ اگل دیں گے وَلَا یَکۡتُمُوۡنَ اللّٰہَ حَدِیۡثًا اور نہیں چھپائیں گے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات۔" کہیں گے ہم نے یہ بھی کیا ہے یہ بھی کیا ہے۔کہیں گے فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا [سورہ سجدہ:۱۲] "پس ہمیں لوٹا دے دنیا میں تا کہ ہم اچھے عمل کرسکیں۔" حالانکہ وہاں سے واپس آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔تو فرمایا اس دن ہم مہریں لگا دیں گے مونہوں پر اور ہمارے ساتھ باتیں کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہیاں دیں گے ان کے پاؤں بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ اس چیز کی جو وہ کماتے تھے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر ہم چاہیں لَطَمَسْنَا البتہ مٹادیں ہم عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ ان کی آنکھوں کو فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ پس وہ دوڑیں راستے کی طرف فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ پھر کہاں سے وہ دیکھ سکیں گے وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر ہم چاہیں لَمَسَخْنٰهُمْ تو مسخ کردیں ان کو عَلٰى مَكَانَتِهِمْ ان کی جگہوں پر فَمَا اسْتَطَاعُوْا پس وہ طاقت نہ رکھیں مُضِيًّا آگے چلنے کی وَّلَا يَرْجِعُوْنَ اور نہ وہ واپس لوٹ سکیں وَمَنْ اور وہ شخص نُّعَمِّرْهُ جس کو

ہم عمر دیتے ہیں نُنَكِّسْهُ ہم کی کر دیتے ہیں فِي الْخَلْقِ خلقت میں
اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ کیا پس وہ عقل نہیں رکھتے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اور ہم نے
تعلیم نہیں دی نبی ﷺ کو شعر کی وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اور نہ اس کی شان کے لائق
ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ نہیں ہے یہ مگر نصیحت وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ اور قرآن ہے
کھول کر بیان کرنے والا لِّيُنْذِرَ تاکہ ڈرائے مَنْ اس کو كَانَ حَيًّا
جو زندہ ہے وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ اور لازم ہو جائے بات عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
کافروں پر اَوَلَمْ يَرَوْا کیا اور نہیں دیکھا انہوں نے اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ بے
شک ہم نے پیدا کیا ہے ان کے لیے مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ ان چیزوں سے جو
ہمارے ہاتھوں نے بنائی ہیں اَنْعَامًا مویشی فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ پس وہ
ان کے مالک ہیں وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ اور ہم نے تابع کر دیا ہے ان کو ان کے
لیے فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ پس بعض ان میں سے ان کی سواری ہیں وَمِنْهَا
يَاْكُلُوْنَ اور ان میں سے بعض کو کھاتے ہیں وَلَهُمْ فِيْهَا اور ان کے لیے ان
جانوروں میں مَنَافِعُ بہت فائدے ہیں وَمَشَارِبُ اور پینے کے گھاٹ
ہیں اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ کیا پس وہ شکر یہ ادا نہیں کرتے وَاتَّخَذُوْا اور
بنائے ان لوگوں نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً اللہ تعالیٰ سے نیچے معبود لَّعَلَّهُمْ
يُنْصَرُوْنَ تاکہ ان کی مدد کی جائے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وہ نہیں
طاقت رکھتے ان کی مدد کی وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ اور وہ ان کے لیے

لشکر ہوں گے جو حاضر کیے جائیں گے فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ پس نہ غم میں ڈالے آپ کو ان کی بات اِنَّا نَعْلَمُ بے شک ہم جانتے ہیں مَا یُسِرُّوْنَ اس چیز کو جس کو وہ چھپاتے ہیں وَمَا یُعْلِنُوْنَ اور اس چیز کو جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

ربط آیات :

پچھلے درس میں میں نے بیان کیا تھا کہ ایک موقع محشر میں ایسا آئے گا کہ مشرک لوگ اپنے شرک کا انکار کریں گے۔کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ''اللہ کی قسم ہے اے ہمارے پروردگار! ہم نے شرک نہیں کیا۔'' تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے۔اس کا ذکر پچھلی آیت کریمہ میں ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ زبانیں نہیں بولیں گی ہاتھ پاؤں بولیں گے ایسے ہی جیسے ہماری زبان بولتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں قدرت ہے وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر ہم چاہیں لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ تو مٹا دیں ان کی آنکھوں کو کہ بینائی چھین لیں، آنکھوں کا نور چھین لیں۔کئی آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بہ ظاہر ان کی آنکھیں معلوم ہوتی ہے لیکن اندر روشنی نہیں ہوتی۔تو فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو مٹا دیں ان کی آنکھوں کو فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ پس وہ دوڑیں گے راستے کی طرف۔راستہ تلاش کرتے پھریں گے فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ پھر کہاں دیکھ سکیں گے کیسے دیکھیں گے؟ اس زمانے میں آج کی طرح راستے نہیں ہوتے تھے اتنی ٹریفک نہیں ہوتی تھی۔آج تو سڑک کراس کرنا بڑا مشکل ہے۔فرمایا وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ اور اگر ہم چاہیں تو مسخ کر دیں ان کی شکلیں عَلٰى مَكَانَتِهِمْ

ان کی جگہوں پر، ان کے ٹھکانوں پر جہاں کہیں کھڑے ہیں، بیٹھے ہیں، لیٹے ہیں وہیں ان کی شکلیں مسخ کر دیں جیسے پہلے بنی اسرائیلیوں کی کی تھیں وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ [مائدہ: ۶۰] ''اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر۔'' داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بوڑھے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ نے خنزیر بنایا اور جوانوں کو بندر بنایا۔ تین دن اسی طرح رہے۔ ایک دوسرے کو دیکھتے اور پہچانتے تھے اور روتے تھے۔ تین دن کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا۔ تو فرمایا اگر ہم چاہیں تو ان کی شکلیں مسخ کر دیں فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ پس وہ نہ طاقت رکھیں آگے چلنے کی اور وہ نہ واپس لوٹ سکیں اپنے گھروں کو۔ فرمایا دیکھتے نہیں وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ اور جس کو عمر دیتے ہیں زیادہ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ہم کمی کر دیتے ہیں اس کی خلقت میں، آنکھوں میں کمی کہ اچھی طرح دیکھ نہ سکے، کانوں کی سماعت میں کمی کہ صحیح طریقے سے سن نہ سکے، منہ میں دانت نہ رہیں کہ روٹی نہ چبا سکے، کمر سیدھی نہیں کبڑا ہو کر چلتا ہے وہ جو پہلے پہلوان ہوتا تھا۔ اس کے سامنے کوئی شے مشکل نہیں ہے اَفَلَا يَعْقِلُونَ کیا پس یہ لوگ سمجھتے نہیں رکھتے کہ رب تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

کافر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر بھی کہتے تھے۔ سورہ صٰفّٰت آیت نمبر ۳۶ پارہ نمبر ۲۳ میں ہے وَيَقُولُونَ اَئِنَّا لَتَارِكُوا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ''اور وہ کہتے ہیں کیا ہم چھوڑنے والے ہو جائیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی فرمائی ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اور ہم نے نہیں تعلیم دی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کی وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ اور نہ شعر و شاعری ان کی شان کے لائق ہے۔ کیوں لائق نہیں؟ شاعروں کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶ پارہ

۱۹ میں فرمایا ہے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اور شاعر لوگوں کی پیروی کرتے ہیں گمراہ لوگ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کیا دیکھا نہیں تم نے کہ وہ شاعر ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ "اور بے شک وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔" شعر میں جتنا مبالغہ ہوگا اور واقع کے خلاف ہوگا اتنا اچھا سمجھا جائے گا۔ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ یہاں تو اقبال جیسا عظیم شاعر بھی اپنے بارے میں کہہ گیا کہ :

گفتار کا یہ غازی تو بنا گیا، کردار کا غازی بن نہ سکا

تو شاعر لوگ کرتے کچھ ہیں کہتے کچھ ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان مبارک پر ہوتا ہے اور جو زبان مبارک پر ہوتا ہے اس کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ یہاں دورنگی قطعاً نہیں ہوتی۔ شاعروں میں بہت کم لوگ ہیں جو حقیقت کو بیان کریں ورنہ اکثریت اِدھر اُدھر کی باتیں بیان کرتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم کلی کی نفی :

یہاں پر ایک عقیدے کی بات سمجھ لیں کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر و شاعری کی تعلیم نہیں دی تو علم کلی کی نفی ہوگئی۔ کیونکہ کلی میں تو شعر و شاعری بھی ہے۔ مگر بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازشرق تا غرب از شمال تا جنوب از فرش تا عرش تمام چیزوں کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا۔ ایک ذرہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے باہر نہیں ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ علیم کل تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی علیم کل ہیں تو یہ تو شرک ہوگیا اور تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں شریک بنا دیا یہ تو شرک ہے۔ تو پھر اس

کی وہ تاویل یہ کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور پیغمبر ﷺ کا علم عطائی ہے اس لیے ہم شرک کے مرتکب نہیں ہوئے۔ تو ذاتی اور عطائی کا چکر دے کر لوگوں کو مغالطے میں ڈالتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے تو عطائی کی نفی کی ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبر کو شعروشاعری کا علم دیا ہی نہیں ہے اور وہ ان کے لائق ہی نہیں تھا جب رب تعالیٰ نے شعروشاعری کی آپ ﷺ کو تعلیم ہی نہیں دی تو پھر علم کل کہاں سے آگیا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا آپ ﷺ کو کون تعلیم دینے والا ہے؟ ہاں! اس بات کو اس طرح توڑا جا سکتا تھا کہ اس کے بعد کوئی آیت کریمہ نازل ہوتی جس میں اس بات کا ذکر ہوتا کہ ہم نے آپ ﷺ کو شعروشاعری کا علم بھی دے دیا ہے اور وہ آپ ﷺ کی شان کے لائق ہے۔

پھر سورۃ النساء آیت نمبر ۱۶۴ پارہ ۶ میں ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ''اور ہم نے ایسے رسول بھیجے جن کا حال ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اس سے پہلے اور ایسے رسول بھی بھیجے جن کے حالات ہم نے بیان نہیں کیے۔'' تو جن پیغمبروں کے حالات اللہ تعالیٰ نے بیان ہی نہیں کیے ان کا علم آپ ﷺ کو کس طرح ہو گیا؟ اور سورۃ المومن آیت نمبر ۷۸ پارہ ۲۴ میں ہے ''اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے رسولوں کو آپ سے پہلے مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ پر بیان کیے ہیں اور بعض وہ ہیں کہ ہم نے ان کے حالات آپ پر بیان نہیں کیے۔'' رب تعالیٰ تو نفی فرما رہے ہیں کہ ہم نے بعض پیغمبروں کے حالات آپ ﷺ کو نہیں بتلائے۔ اب اس قضیے کو توڑا تو اس طرح جا سکتا ہے کہ اس کے بعد کوئی آیت نازل ہوئی ہو جس میں اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ ہم نے تمام پیغمبروں کے حالات آپ ﷺ پر بیان کر دیئے ہیں۔ تو قرآن

کریم تو عطائی کی بھی نفی کر رہا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو کلی طور پر ہر شے کا علم نہیں دیا۔ تو یہ لوگ ذاتی عطائی کی تاویل کر کے نرا دھوکا دیتے ہیں اور لوگوں کو مشرک بناتے ہیں۔

تو فرمایا کہ ہم نے پیغمبر کو شعر و شاعری کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی یہ ان کے لائق تھی اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ نہیں ہے یہ مگر نصیحت وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ اور قرآن کھول کر بیان کرنے والا۔ اس کو اتارا کیوں ہے؟ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا تاکہ ڈرائے قرآن پاک اس کو جو زندہ ہے یعنی جس کو روحانی زندگی حاصل ہے اور وہ سمجھنا چاہتا ہے تو اس کو ڈرائے وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور لازم ہو جائے بات کافروں پر۔ ان کے لیے اتمام حجت ہو جائے۔

دلائل قدرت :

آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ بے شک ہم نے پیدا کیے ہیں ان کے لیے مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ جو ہمارے ہاتھوں نے بنایا ہے۔ قدرت کے ہاتھوں کے ساتھ بنائے ہیں اَنْعَامًا مویشی۔ بھیڑ، بکریاں، اونٹ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۳-۱۴۴ پارہ ۸ میں باقاعدہ ان کا ذکر ہے مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ "بھیڑوں میں سے دو نر اور مادہ بکریوں میں سے دو نر اور مادہ، اونٹوں میں سے دو نر اور مادہ اور گائے (بھینس) میں سے دو نر اور مادہ۔" یہ سب جانور ہماری قدرت کے ہاتھوں نے بنائے ہیں فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ اور وہ ان کے مالک ہیں مجازی شرعی طور پر ہم نے ان کو ان کا مالک تصور کیا ہے وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ اور ہم نے تابع کر دیا ہے ان مویشیوں کو ان کے وہ جانور ان کے تابع ہیں فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ پھر ان

میں سے بعض وہ ہیں جو ان کی سواریاں ہیں ان پر یہ سوار ہوتے ہیں۔ جیسے اونٹ ہے
ایک چھوٹا سا بچہ نکیل ہاتھ میں پکڑ کر لے جا رہا ہے اور اس کے پیچھے قطار ہے اگر ایک
اونٹ بگڑ جائے تو سارا محلہ اس کو قابو نہیں کر سکتا۔ تو یہ جانور تمہارے تابع کس نے کیے
ہیں؟ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو کھاتے ہیں ذبح کر کے۔ بھیڑ
بکریاں، اونٹ، گائے بھینس ذبح کر کے کھاتے بھی ہیں یہ بھی خدا کی نعمت ہے وَلَهُمْ
فِيهَا مَنَافِعُ اور ان کے لیے ان مویشیوں میں بہت فائدے ہیں۔ ان کی اون اور پشم
کے کپڑے بنتے ہیں جو بڑے گرم ہوتے ہیں۔ بالوں کی بوریاں بھی بنتی ہیں جن سے لوگ
فائدہ اٹھاتے ہیں وَمَشَارِبُ اور پینے کے گھاٹ ہیں ان کا دودھ لیتے ہیں۔ رب
تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنے کے لیے بہت کچھ ہے۔ چارا دیکھو، دودھ دیکھو اور اگر نہ سمجھنا
چاہے تو چاند دو ٹکڑے ہوا پھر بھی نہ سمجھے۔ تو یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں اگر
کوئی غور و فکر کرے۔

تو فرمایا اور ان کے لیے ان مویشیوں میں بہت فائدے ہیں اور پینے کے گھاٹ
ہیں أَفَلَا يَشْكُرُونَ کیا پس یہ لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ میرے پیدا کیے ہوئے
جانوروں پر سواری بھی کرتے ہیں ان کا گوشت بھی کھاتے ہیں دودھ بھی پیتے ہیں ان
سے مختلف فوائد بھی حاصل کرتے ہیں اس سب کے باوجود وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ
اٰلِهَةً اور بنا لیے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے معبود۔ جب یہ سب کچھ تمہارے
لیے رب تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو عبادت بھی اسی کی کرو۔ چاہے بدنی عبادت ہو، زبانی
عبادت ہو، مالی عبادت ہو۔

گیارھویں شریف :

جانور کو پیدا تو رب تعالیٰ کرے اور چڑھاوا غیر اللہ کا، دودھ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گیارھویں کا دودھ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بے شک ایصال ثواب بڑی اچھی چیز ہے اور ہم اس کے قائل بھی ہیں مگر سوال یہ ہے کہ ایصال ثواب صرف شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کیوں؟ ہمارا پختہ نظریہ ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے ولی تھے ان کی نیکیاں اتنی زیادہ ہیں وہ نیکیوں سے اس قدر مالا مال ہیں کہ اگر ان کی نیکیاں گکھڑ والوں پر تقسیم کی جائیں تو ان سب کا بیڑا پار ہو جائے۔ وہ تو نیکیوں میں پہلے ہی غنی ہیں۔ اگر تم نے ایصال ثواب کرنا ہی ہے تو والدین کے لیے کیوں نہیں کرتے۔ گیارھویں دادا دادی کے لیے کیوں نہیں دیتے۔ کسی سے کوئی غلطی ہوئی ہوگی، کسی سے کوئی لغزش ہوئی ہوگی، کسی کی نماز رہ گئی ہوگی، کسی کا روزہ رہ گیا ہوگا، ان کو ایصال ثواب کرو جو محتاج ہیں تم ان کے لیے ایصال ثواب کرتے ہو جو پہلے ہی رجے ہوئے ہیں۔ پھر ایصال ثواب کا مال غریب کو کھلاؤ یہاں تو اچھے بھلے لوگ کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ خود بریلویوں کے بزرگوں نے بھی لکھا ہے کہ واجب قسم کا صدقہ امیر کے لیے حرام ہے اور نفلی صدقہ امیر کے لیے مکروہ تنزیہی ہے۔ جو آدمی خود قربانی دینے کا اہل ہے فطرانہ دینے کا اہل ہے وہ نفلی صدقہ لینے کا بھی مجاز نہیں ہے چاہے مولوی ہو، پیر ہو، قاری ہو، حافظ ہو۔ لیکن یہاں تو یہی لوگ سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ عجیب قسم کے گورکھ دھندے ان لوگوں نے بنا لیے ہیں۔

تو فرمایا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے الٰہ بنائے ہیں لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ تاکہ ان کی مدد کی جائے لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وہ نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کی۔

وہ خود محتاج ہیں ان کی کیا مدد کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض غالی قسم کے لوگوں نے گاڑیوں پر لکھا ہوتا ہے یا علی مدد، یَا علی اَدْرِکْنِی ۔ بھائی! حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں کہ ان کو رمضان المبارک کے مہینے میں عبدالرحمٰن بن ملجم نامی نامراد نے شہید کیا۔ وہ خود اپنے آپ کو تو نہ بچا سکے اور نامرادو! تمہیں کیسے بچائیں گے؟ وہ تمہاری کیا مدد کریں گے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اور حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں شہید ہوئے تو تم یا حسین! کہہ کر ان سے مدد مانگتے ہو وہ تمہاری کیسے مدد کریں گے؟

تو فرمایا کہ وہ اپنی مدد کی طاقت نہیں رکھتے وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ اور وہ ان کے لیے لشکر ہوں گے جو حاضر کیے جائیں گے۔ جن کو یہ الٰہ بنائے پھرتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں وہ ان کے خلاف لشکر بن کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے اے پروردگار! یہ جو کچھ کرتے رہے ہیں ہم نے ان کو نہیں کہا آپ جانیں اور یہ جانیں۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۱۶ پارہ ۷ میں ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ''اور جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو اللہ تعالیٰ کے سوا قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ''عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے پاک ہے تیری ذات اے اللہ نہیں لائق میرے لیے کہ میں کہوں ایسی بات جس کا مجھے حق نہیں ہے۔'' تو یہ بزرگ قیامت والے دن ان کے خلاف پیش ہوں گے۔

فرمایا فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ پس نہ غم میں ڈالے آپ کو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی باتیں کہ یہ آپ کو ساحر بھی کہتے ہیں، مجنون اور مسحور بھی کہتے ہیں، مفتری بھی کہتے ہیں اور شاعر بھی۔ آپ ان کی باتوں سے غم نہ کھائیں اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

يَعۡلِنُوۡنَ بے شک ہم جانتے ہیں ان باتوں کو جن کو یہ مخفی رکھتے ہیں اور ان کو بھی جن کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ ہم خود ان سے نبٹ لیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ کیا نہیں دیکھا انسان نے اَنَّا خَلَقْنٰهُ بے شک ہم نے اس کو پیدا کیا مِنْ نُّطْفَةٍ نطفے سے فَاِذَا هُوَ پس اچانک وہ خَصِيْمٌ جھگڑنے والا ہے مُّبِيْنٌ کھلے طور پر وَضَرَبَ لَنَا اور بیان کرتا ہے ہمارے لیے مَثَلًا مثالیں وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ اور وہ بھول گیا اپنی پیدائش کو قَالَ کہتا ہے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو وَهِيَ رَمِيْمٌ اور وہ بوسیدہ ہو رہی ہوں گی قُلْ آپ کہہ دیں يُحْيِيْهَا زندہ کرے گا ان کو الَّذِيْ وہ اَنْشَاَهَآ جس نے پیدا کیا ان کو اَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ اور وہ ہر پیدائش کو جاننے والا ہے الَّذِيْ وہ ذات ہے جَعَلَ لَكُمْ جس نے بنائی تمہارے لیے مِّنَ

الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ سبز درخت سے نَارًا آگ فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ
پس اچانک تم اس آگ سے سلگاتے ہو اَوَلَیْسَ الَّذِیْ کیا نہیں ہے وہ
ذات خَلَقَ السَّمٰوٰتِ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین
کو بِقٰدِرٍ قادر عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ اس پر کہ پیدا کرے ان جیسے
بَلٰی کیوں نہیں وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا اور
سب کچھ جاننے والا اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ بے شک اس کا حکم اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا جب
وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے بارے میں اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ تو کہتا ہے اس کو کُنْ
ہو جا فَیَكُوْنُ پس وہ ہو جاتی ہے فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ پس پاک ہے وہ ذات
بِیَدِهٖ جس کے دست قدرت میں ہے مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ حکومت ہر چیز
کی وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

شانِ نزول :

تفسیروں میں آتا ہے کہ یہ بات عاص بن وائل نے کہی اور بعض میں آتا ہے کہ یہ امیہ بن خلف کافر کا مقولہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عقبہ بن معیط نے یہ باتیں کی تھیں۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ ابو جہل نے یہ باتیں کی تھیں جس کا نام عمرو اور اس کے والد کا نام ہشام تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ مکے والے اس کو ابو الحکم کہتے تھے۔ ابو الحکم کا معنٰی ہے چیئر مین، سردار۔ اس کا نام ابو جہل اس لیے رکھا کہ وہ جہالت میں مبتلا تھا۔ یہ بڑا منہ پھٹ اور ہتھ چھٹ آدمی تھا کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔

تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں ہے کہ ابو جہل ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا گرمی کے موسم

میں۔ پاس سے آنحضرت ﷺ کا گزر ہوا۔ اس نے دیکھ کر انتہائی نازیبا باتیں کیں۔ ایک لونڈی وہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے یہ باتیں محسوس کیں اور شرافت کے خلاف سمجھیں مگر لونڈی تھی کر کچھ نہیں سکتی تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کر کے واپس آرہے تھے۔ پرندوں سے بھرا ہوا تھیلا کندھے پر تھا تیر کمان ہاتھ میں تھے اس لونڈی نے کہا چچا جان میری بات سنو! تایا ابو جہل بیٹھے تھے ایک مجلس میں پاس سے آپ کے بھتیجے محمد ﷺ گزرے تو ان کو بڑی بری باتیں کہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا باتیں کہیں؟ شریف آدمیوں کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں وہ باتیں میں آپ کو بتلا دیتی ہوں مگر میرا نام نہ لینا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے وہ باتیں سنیں تو طیش میں آگئے۔ کمان ان کے ہاتھ میں تھی سیدھے آئے اور ابو جہل کے سر پر زور سے ماری کہ اس کے سر سے خون نکل آیا۔ لوگوں نے کہا حمزہ تمہیں کیا ہو گیا ہے پاگل تو نہیں ہو گیا؟ فرمایا میں پاگل نہیں ہوا اچھی طرح ہوش میں ہوں اس نے محمد ﷺ کو یہ باتیں کی ہیں۔ یہ شرافت ہے؟ اختلاف ہونا چاہیے شرافت کی حدود کے ساتھ یہ بات زیب نہیں دیتی کہ آدمی شرافت کی حد سے گزر جائے۔ چونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اثر و رسوخ والے آدمی تھے برادری بھی تھی اور خود بھی پہلوان تھے ابو جہل بدلہ نہ لے سکا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہارے سامنے کلمہ پڑھتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اب میں مسلمان ہوں بگاڑ و میرا کیا بگاڑتے ہو؟ یہ پہلا دن تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا اور سبب بنی وہ لونڈی۔ ہر چیز کا ظاہری طور پر کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔

تو خیر ابو جہل بڑا منہ پھٹ آدمی تھا۔ کسی جگہ سے اسے پرانی کھوپڑی ملی جو کافی

بوسیدہ تھی ہاتھ لگانے سے ریزہ ریزہ ہونے لگی۔ رومال میں ڈال کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا آپ ﷺ کی مجلس میں صحابہ بھی بیٹھے تھے اور کچھ دوسرے لوگ بھی بیٹھے تھے۔ وہ اس لیے بیٹھے تھے کہ ہمیں کوئی بات ملے اور ہم پروپیگنڈہ کریں۔ ابوجہل کو دیکھ کر لوگوں نے کہا خدا جانے کیوں آیا ہے؟ آنحضرت ﷺ کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اس وقت دستور تھا کہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو سلام ضرور کرتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر۔ کہنے لگا اے محمد ﷺ! تم کہتے ہو کہ مردے زندہ کیے جائیں گے۔ اس کھوپڑی کو ہاتھ لگاؤ یہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ ھِیَ رَمِیْمٌ ''کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔'' اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور بتلایا کہ وہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

فرمایا اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ کیا نہیں دیکھا انسان اعتراض کرنے والا اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ بے شک ہم نے اس کو پیدا کیا ہے نطفے سے مِنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ جو بے قدر ہے۔ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ عجیب چیز کوئی نہیں ہے کہ ایک نطفے سے اچھا بھلا انسان بنتا ہے۔ مگر چونکہ روزمرہ بچے پیدا ہو رہے ہیں اس لیے اس پر تعجب نہیں ہوتا۔ تو فرمایا ہم نے اس کو ایک نطفے سے پیدا کیا ہے کہ وہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پلید ہو جاتا ہے لیکن اس سے کتنا خوبصورت انسان بنایا فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ پس اچانک وہ جھگڑنے والا ہے کھلے طور پر۔ اپنی حقیقت کو نہیں دیکھتا کہ میں کیا تھا، کس چیز سے پیدا ہوا، کس طرح پیدا ہوا؟ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا اور بیان کرتا ہے ہمارے لیے مثالیں پھر اس (جغت بازی) مذاق کے ساتھ وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ اور وہ بھول گیا اپنی پیدائش کو قَالَ کہتا ہے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ

هِيَ رَمِيْمٌ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو اور وہ بوسیدہ ہو رہی ہوں گی۔

انسان معترض کا اعتراض اور اس کے جوابات :

اے انسان معترض کافر! اس کا جواب تو یہ ہے کہ جو رب تجھے حقیر قطرے سے اچھا بھلا انسان بنا سکتا ہے وہ ان ہڈیوں سے بھی انسان بنا سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قُلْ آپ ان سے کہہ دیں يُحْيِيْهَا ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا الَّذِيْٓ وہ رب اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ جس نے ان کو پیدا کیا پہلی مرتبہ۔ جس رب تعالیٰ نے ان ہڈیوں کے ڈھانچے میں پہلی مرتبہ جان ڈالی ہے وہی رب ان کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ اس بات کو مشرک بھی مانتے تھے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ مشرکین رب تعالیٰ کی ذات کے منکر نہیں تھے۔ تو جس ذات نے اس حقیر قطرے سے بدن بنایا کیا اس پانی میں تمہیں ہڈیاں، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں، ریڑھ کی ہڈی نظر آتی ہے؟ یہ تمام چیزیں رب تعالیٰ نے اس حقیر پانی سے بنائی ہیں۔ اس کے لیے دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے؟

لیکن انسان ہر چیز کو بھلا دیتا ہے۔ جوانی میں اپنا بچپن بھول گیا کہ ایک وقت تھا کہ میں زمین پر گھسٹ کر چلتا تھا، چلتا تھا تو گر جاتا تھا اٹھ نہیں سکتا تھا۔ اب پہلوان ہو گیا ہے تو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ خدا کو بھول گیا اور کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ وہی کرے گا جس نے پہلی مرتبہ حیات بخشی وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ اور وہ پروردگار ہر پیدائش کو ہر مخلوق کو جانتا ہے۔ اور بندوں کے اجزاء کو جانتا ہے، زمین کے اجزاء کو بھی جانتا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔

کافر یہ بھی کہتے تھے ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ [سورہ سجدہ:۱۰] ''کیا جس وقت ہم رل مل جائیں گے زمین میں کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟'' تو اللہ تعالیٰ تمہارے اجزاء کو بھی جانتا ہے اور زمین کے اجزاء کو بھی جانتا ہے اور ان کو الگ الگ کرنا بھی جانتا ہے۔

تیسرا جواب: اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا وہ ذات جس نے بنائی تمہارے لیے سبز درخت سے آگ فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْقِدُوْنَ پس اچانک تم اس سے آگ سلگاتے ہو اور اپنے کام چلاتے ہو۔

تفسیروں میں تین درختوں کے نام لکھے ہیں مَرَخ، کلخ اور عفار۔ یہ عرب کے جنگلات میں کثرت سے ہوتے ہیں۔ ان کی سبز ٹہنیوں کو آپس میں رگڑتے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے جس طرح آج کل سگریٹ حقہ پینے والے اپنے پاس ماچس رکھتے ہیں عرب مَرَخ، کلخ اور عفار درختوں کی تازہ ٹہنیاں ساتھ رکھتے تھے۔ علیحدہ علیحدہ تاکہ آپس میں نہ ٹکرائیں۔ جہاں ضرورت پیش آتی ٹہنیوں کو رگڑتے، آگ جلاتے اور اپنی ضرورت پوری کرتے۔ سالن پکاتے، روٹیاں وغیرہ پکاتے۔ تو وہ ذات جو سبز ٹہنیوں سے آگ پیدا کرتی ہے وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

چوتھا جواب: اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کیا نہیں ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بِقٰدِرٍ قادر عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ اس پر کہ وہ پیدا کرے ان جیسے۔ کیا وہ ذات ان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے بَلٰی کیوں نہیں قادر؟ وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا۔

اس کے سوال کے چار جواب دینے کے بعد فرمایا رب تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پختہ بات ہے اس کا حکم جس وقت وہ ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو کہتا ہے اس کو ہو جا پس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ جب جاپان جیسے ملک کو (جس نے مشقت وکاری گری میں پورے یورپ کو پیچھے چھوڑ دیا ہے) جھنجھوڑنے پہ آیا تو صرف سترہ سیکنڈ کا زلزلہ طاری کیا جس سے ہزاروں لوگ تباہ ہو گئے اور ہزاروں ملبے تلے دب گئے۔ ریلوے کا نظام تباہ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ چار سال میں مکمل ہو گا۔ تو اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ جب وہ کسی چیز کے بارے میں ارادہ کرتا ہے ہو جا پس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ پس پاک ہے وہ ذات بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ جس کے دست قدرت میں ہے حکومت ہر چیز کی۔ ہر چیز کا اختیار رب تعالیٰ کے پاس ہے اس کے سوا نہ کوئی قادر مطلق ہے، نہ مختار کل ہے، نہ کوئی نافع ہے، نہ ضار ہے، نہ کوئی دافع البلاء ہے والقحط والالم ہے۔

کچھ جاہل قسم کے لوگ درود تاج پڑھتے ہیں اس میں آنحضرت ﷺ کی صفت بیان کی ہے دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْاَلَمْ یہ نرا شرک ہے۔ رب تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی دافع البلاء نہیں ہے۔ سورہ یونس آیت نمبر ۱۰۷ پارہ ۱۱ میں ہے وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ "اور اگر پہنچائے آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پس نہیں کھولنے والا اس کے سوا کوئی اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کے ساتھ بھلائی کا کوئی نہیں رد کرنے والا اس کے فضل کو۔"

تو فرمایا رب کے ہاتھ میں ہے اس کے قبضے میں ہے حکومت ہر چیز کی وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ تم بے شک شوشے چھوڑتے رہو قیامت

ضرور آئے گی اور سب کو رب تعالیٰ کے پاس جانا ہے۔

آج بروز منگل ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲؍اپریل ۲۰۱۳ء

سولہویں جلد مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰہ علیٰ ذلك

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ، گوجرانوالا۔